بفیض تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی کا دینی، علمی اصلاحی و ادبی مجلّہ

سالنامہ

یادگارِ رضا

ممبئی

شمارہ: 27 ۱۴۴۲ھ/ ۲۱-۲۰۲۰ء

مؤسس: الحاج محمد سعید نوری مدظلہ العالی

مدیر: غلام مصطفیٰ رضوی

ناشر: رضا اکیڈمی ۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ کھڑک ممبئی ۴۰۰۰۰۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہ فیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مؤسس: الحاج محمد سعید نوری مدظلہ العالی

رضا اکیڈمی ممبئی کا دینی و علمی مجلّہ

سالنامہ

یادگارِ رضا

شمارہ: ۲۷

۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۰-۲۱ء

مدیر: غلام مصطفیٰ رضوی

[نوری مشن مالیگاؤں]

ناشر: رضا اکیڈمی

۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۴۰۰۰۰۹

Ph.: (022) 66342156 www.razaacademy.com

e-mail : mumbai.razaacademy@gmail.com

یادگار بزم

نظریات

۱	مشرکین کی سازشیں اور مسلم امہ کی غفلت	مدیر	۳

جہات

۲	امام احمد رضا قادری بریلوی: حیات و خدمات	غلام مصطفیٰ رضوی	۷

مطالعات

۳	الملفوظ کی ترتیب و تدوین	رئیس القلم علامہ ارشد القادری	۱۵

عنایات

۴	خانوادۂ برکاتیہ کا روحانی فرزند	ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی	۳۷

رضویات

۵	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ عظیم محقق	مفتی اسد الرحمٰن	۴۱
۶	ایک عاشق رسول کا سفر مدینہ	نازش المدنی مرادآبادی	۴۸
۷	'وقت' کی قدر و قیمت: محدث بریلوی کی نگاہ میں	محمد افروز قادری چریاکوٹی	۵۲

لمعات

۸	پیکر رشد و ہدایت حضور مفتی اعظم	مفتی محمد مجیب اشرف رضوی	٦۷
۹	ذکر حضور مفتی اعظم ہند	علامہ قمر الزماں خان اعظمی	۷۵
۱۰	تاج الشریعہ: ہمہ جہت شخصیت	جنید احمد خان مصباحی	۹۱

تفہیمات

۱۱	مثنوی ردِّ امثالیہ (از: اعلیٰ حضرت)	مترجم: محمد راحت خان قادری	۹٦

مہمات

۱۲	سید وجاہت رسول قادری اور فروغ رضویات	غلام مصطفیٰ رضوی	۱۳۷

وفیات

۱۳	یادِ رفتگاں	ادارہ	۱۴۴

نشانات

۱۳	رضا اکیڈمی کی خدمات (۲۰۱۹ء-۲۰۲۰ء)	ادارہ	۱۴۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

مشرکین کی سازشیں اور مسلم امہ کی غفلت

اعلیٰ حضرت نے اذانِ سحر دے کر ایمان وعقیدہ اور اسلامی تشخص کی حفاظت کی

اللہ تعالیٰ نے ہمیں طرح طرح کی نعمتیں عطا کیں۔ جانِ نعمت مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھیج کر ہم پر احسانِ عظیم فرمایا۔ اپنی معرفت کروائی۔ انھیں شرفِ معراج بخشا اور تحفۂ معراج ''نماز'' عطا فرمایا۔ نماز سے شوکتِ اسلام کا پیام ملا۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعوتِ خیر دی۔ شر سے بچایا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم خیر سے دور ہو بیٹھے۔ دُنیا کی رنگینیاں نگاہوں کو اپنا اَسیر بنا بیٹھیں۔ اسلام کی فطری تعلیمات نے قلب روشن کیا۔ باطن میں اُجالا برپا کیا۔ انبیا کے مقدس گروہ نے بھلائی کا راستہ دکھایا۔ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے راہِ مستقیم عطا کی۔ ''ایمان'' سے نوازا۔ اُمتِ مسلمہ جب تک جادۂ مستقیم پر گامزن رہی؛ رب تعالیٰ کی رحمتیں ساتھ رہیں اور کامیابیوں کے علَم اونچے میناروں پر لہراتے رہے۔ اکنافِ عالم میں مسلمانوں کے علم وفضل، جاہ وحشم اور شوکت وجلالت کا ڈنکا بجتا رہا۔

کامیابی کا وہ لمحہ ہم نے بھلا دیا؛ جب ۷۱۱ء میں طارق بن زیاد کی عبقری قیادت میں مسلمانوں نے یورپ کے ملک فرانس سے متصل اسپین میں دستک دی تھی؟ جہاں مسیحی حکمرانوں کے جبرو استبداد اور جور وستم نے عوامی زندگیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ صدیوں سے تاریکیوں میں بھٹکنے والا یورپی ملک مسلمانوں کی کاوش وقربانی سے دامنِ اسلام میں آ گیا۔ جہاں مسلمانوں نے عدل و انصاف رائج کیا۔ تعلیمی ادارے قائم کیے، صنعت وحرفت کو ترقی دی، تعلیم کو اوّلیت وفوقیت دی، بڑی بڑی لائبریریاں قائم کیں، اقتصادیات و معاشیات کے میدان میں دیانت وصداقت اور اسلامی اُصولوں کی بنیاد پر ترقی کے آثار مہیا کیے۔ بہت جلد مسلمانوں کی شان وشوکت کا طوطی بولنے لگا۔ عیسائی یورپ کے لیے اپنے بازو میں اسلامی مملکت کا قیام شروع دن سے ہی ناقابلِ برداشت تھا۔ جس کے خلاف وہ سرگرم ہو لیے تھے۔ مسلمانوں کی دیانت وصداقت اور اسلام سے والہانہ وابستگی نیز خدمتِ علم وفن نے ان کے منصوبوں کو خاک میں ملائے رکھا، لیکن جب سے اقتدار کی ہوسِ خام نے دلوں میں گھر کیا اور خوفِ خدا جاتا رہا ناکامیاں شروع ہوگئیں، یوں آٹھ سو سالہ اقتدار ہاتھوں سے جاتا رہا، مسیحی و یہودی قوتوں نے مسلمانوں کے آثار چن چن کر مٹا دیے۔ اقبالؔ نے کہا تھا ؎

تاریخِ امم کا یہ پیام ازلی ہے
صاحب نظراں! نشۂ قوت ہے خطرناک

ماضی کے اوراق اُلٹنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے طلوع سے قبل عیسائیت و یہودیت دونوں ایک دوسرے سے متحارب تھے۔ ان میں اختلافات اس انتہا کو پہنچے کہ یہودی؛ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جان کے دُشمن بن بیٹھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے کوشاں تھے۔ آپ کی کدوکاوش یہودیت کو ایک آنکھ نہ بھائی؛ جیسا کہ آپ کے آسمان پر تشریف لے جانے سے قبل محض بارہ افراد (حواری) ہی اسلام لائے، یہودیوں نے تو اپنے زعم باطل میں حضرت عیسیٰ کو سولی دے دی! قرآن فرماتا ہے: مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ "یہود نے نہ عیسیٰ مسیح کو قتل کیا نہ سولی دی۔"......

حضرت عیسیٰ کے حواریوں نے عیسائیت کی تبلیغ جاری رکھی نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۱۱ء میں گیلی رائس نے عیسائیت کو مدد دی اور ۳۱۳ء میں قسطنطین نے عیسائیت قبول کر کے روم کا آئینی مذہب عیسائیت کو قرار دیا۔ اسی کے بعد پوری دُنیا میں عیسائیت کا ہدف اپنے مذہب کا فروغ بن گیا۔ ان کی فتوحات نے یہودیوں کو عیسائیوں سے دُشمنی پر طیش دلایا۔ ۵۷۱ء میں جب کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے، اور پھر ۵۳ رسال کے عرصے میں مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست قائم ہوگئی۔ اور اسلام جلد ہی اکنافِ عالم میں تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا تو عیسائیت اور یہودیت دونوں اضطراب سے دوچار ہو کر رہ گئے۔ ان کی صدیوں پرانی رنجش تھی، لیکن اسلام دُشمنی میں ان لوگوں میں افہام وتفہیم کا دور شروع ہو گیا اور بالآخر یہ دونوں شیر وشکر ہوگئے، ایسے متحد ہوئے کہ آج بھی تمام مغربی قوتیں "اسرائیل" کے ناجائز قیام کو مستحکم بنانے کے لیے تمام اسلامی ممالک کو للکار رہی ہیں۔ وہ عربوں کو بکھیرنے کے تمام جتن کر چکے ہیں۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک کے بعد ایک عرب ممالک بکھرتے چلے جا رہے ہیں۔ جو بچے ہیں ان میں کئی اسرائیل کے ہم نوا دکھائی دے رہے ہیں۔ یو اے ای کا حالیہ اسرائیل سے معاہدہ اسی سلسلۂ غلامی کی ایک کڑی ہے جو یہودی استحکام کا کھلا اعلان ہے۔

یہودیوں کی عیسائیت سے گٹھ جوڑ ایسی ہے کہ امریکہ و برطانیہ کے اقتدار وایوان میں ان کا عمل دخل ہے۔ مسلمانوں کے خلاف ہر ہر سازش میں یہ مشترکہ کردار ادا کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ مشرکین ہند کی فکری تربیت اور اسلام دُشمنی کا خمیر بھی یہودیت وعیسائیت کے اشتراک سے اُٹھا؛ اِس رخ سے ایک صدی قبل ہی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۵۶ء-۱۹۲۱ء) نے مسلمانوں کو باخبر کیا تھا۔

اعلیٰ حضرت نے انگریز کے ساتھ ہی مشرکین کے خلاف بھی فتاوے اور احکام صادر فرمائے،

کہ جس طرح یہود و نصاریٰ ہمارے دین کے دُشمن ہیں؛ مشرکین بھی دُشمن ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے مشرکین کے زیر اثر اور ان کے مفاد میں چلنے والی تحریکات کی شرعی بنیادوں پر مخالفت کی، شعائر اسلامی کے سلسلے میں مشرکین کی یورش سے مسلمانوں کو باخبر کیا، متنبہ کیا۔ ان کے عہد میں مشرکین سے اتحاد کے لیے کیسی کیسی چالیں چلی گئیں، اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:

"مگر توبہ، کہاں عقل اور کہاں کان، یہ سب تو وِداد ہنود پر قربان، لاجرم ان سب سے ہندوؤں کا استثنا کرنے کے لیے بڑے بڑے آزاد لیڈروں نے قرآن عظیم میں تحریفیں کیں، آیات میں پیوند جوڑے، پیشِ خویش واحد قہار کو اصلاحیں دیں ان کی تفصیل گزارش ہو تو دفتر طویل نگارش ہو۔" (المحجۃ الموتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ، ص ۱۹)

قرآن مقدس کے معنی میں تحریف کر کے مشرکین سے ہمدردی کی راہیں تراشی گئیں۔ آزادی کی جدوجہد کی آڑ میں مشرکین کے رسم و رواج سے اُلفت دکھائی گئی۔ ذبیحہ سے متعلق مشرکین کی خوشنودی چاہی گئی۔ اسی زمانے کے اتحاد کے مہیب نتائج ہم آج مشاہدہ کر رہے ہیں۔ مشرکین کو وجودِ مسلم کھٹکتا تھا۔ وہ تو ملک کے اقتدار کو ہتھیانے کے لیے سرگرم تھے، اور مسلمانوں سے طاقت لے کر اپنے "سوراج" (ہندو راشٹر) کا خواب شرمندۂ تعبیر کرنا چاہتے تھے۔ ان کی چالوں کو کامیاب بنانے میں وہ گروہ بھی سرگرم عمل تھا، جس کی اساس "تقویۃ الایمان" پر تھی، جو ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بے ادبی کا مرتکب تھا، جو انگریز کی کاسہ لیسی میں پیش پیش تھا، جس نے انگریز پھر ہنود کی غلامی اختیار کر کے ہر عہد میں سودے بازی کی۔

اعلیٰ حضرت کو اِس بات کا شدید احساس تھا کہ مسلم لیڈران کی مشرک نوازی کا خمیازہ مسلمانوں کو بھگتنا پڑے گا۔ انگریز کے بعد مسلمانوں کی بربادی کا ایک نیا دور شروع ہو جائے گا۔ شعائر اسلامی پر قدغن کی فضا سازگار ہو گی۔ آپ نے بڑے درد کے ساتھ لیڈروں کو باز آنے کی اپیل کی۔ انھیں جھنجھوڑا، لیکن مشرکین کی اسیری ایسی غالب آئی کہ ہندی مسلمانوں کا وقار خاک میں ملانے سے باز نہ آئے۔ اعلیٰ حضرت کہتے ہیں:

"اب کوئی دردرسیدہ مسلمان ان لیڈروں سے یہ کہہ سکتا ہے یا نہیں کہ: اے اسٹیجوں پر مسلمان بننے والو! ہمدردیِ اسلام کا تانا تننے والو! کچھ حیا کا نام باقی ہے تو ہندوؤں کی گنگا میں ڈوب مرو، اسلام و مسلمین و مساجد و قرآن پر یہ ظلم توڑنے والے کیا یہی تمہارے بھائی، تمہارے چہیتے، تمہارے پیارے، تمہارے سردار، تمہارے پیشوا، تمہارے مددگار، تمہارے غمگسار مشرکین ہند نہیں، جن کے ہاتھ آج تم بِکے جاتے ہو، جن کی غلامی کے گیت

گاتے ہو، اُف اُف اُف، تُف تُف تُف۔‘‘ (ایضاً، ص ۳۵۔۳۶)

افسوس مشرکین کی غلامی میں ایسے غرق ہوئے کہ مسلمانوں سے بھی ایسی مفاہمت کا مطالبہ کہ گویا مسلمان دین سے ہی دور ہو بیٹھیں۔ اپنے مذہبی احکام سے منہ موڑ لیں! ہنود کی خوشی کے لیے شعارِ اسلامی ترک کر دیں! اعلیٰ حضرت نے بیدار کیا تھا۔ اذانِ سحر دی تھی! اپنا ایمان بھی بچائیں اور اپنے تشخص کو بھی مجروح نہ ہونے دیں۔ افسوس! لیڈران نے دُنیا کو ترجیح دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آزادی کے بعد زمامِ اقتدار ان کے ہاتھ آ گئی جن کی غلامی میں صبحِ آزادی کا خواب دیکھا گیا تھا۔ مسلم کش فسادات ہوئے۔ مسلمانوں کے شعار کا کھلم کھلا مذاق اُڑایا گیا۔ بابری مسجد پر تالا لگا دیا گیا۔ فسادات برپا کیے گئے۔ مسلمانوں کو ستایا، جلایا اور تباہ کیا گیا۔ املاک تلف ہوئیں۔ بالآخر بابری مسجد بھی شہید کر دی گئی۔ انصاف کے تقاضوں کا خون کیا گیا۔ جائز مطالبات کے لیے پُرامن احتجاجوں کو طاقت سے کچلا گیا۔ گجرات میں مسلمانوں کا لہو بہایا گیا۔ گھروں کو ڈھایا گیا۔ یہی کارڈ پورے ملک میں کھیلنے کی کوشش کی گئی۔

ایک دن وہ بھی آیا کہ انصاف کو بالائے طاق رکھ دیا گیا، مسجد کو مندر میں بدلنے کی تیاری کی گئی، عدل وانصاف سے پرے فیصلے کیے گئے۔ مسلمانوں کو ماب لنچنگ کا شکار بنایا گیا۔ کھانے پینے کی آزادی چھینی گئی۔ ذبیحہ سے روکا گیا۔ تین طلاق جیسے عائلی مسئلے میں مسلم قوانین کے خلاف قانون پاس کیا گیا۔

اعلیٰ حضرت نے مشرکین کے سازشی رُخ سے پردہ اُٹھایا۔ مسلم اقتصادیات کے استحکام کی تدبیریں ’’تدبیر فلاح ونجات واصلاح‘‘ میں ذکر کیں۔ درجنوں فتاویٰ صادر فرمائے، جن کے ذریعے مشرکین کی اسلام دُشمنی کو اجاگر کیا۔ کتاب وسنت کے خلاف قانون سازی کی جسارتوں سے متعلق اس وقت حل دیا جب کہ مشرکین اتنے مضبوط نہیں ہوئے تھے؛ بلکہ وہ مسلم بیساکھی کے سہارے سوراج کی منصوبہ سازی کر رہے تھے۔ آج عالم یہ ہے کہ سی اے اے کے ذریعے ملک سے مسلمانوں کے صفایا کی تیاری کی جا چکی ہے۔ ایسے حالات میں وہابیت کی منافقت بھی کھل کر سامنے آ رہی ہے؛ جن کی صبحیں آر ایس ایس کے ساتھ اور شامیں اقتدار سے سودے بازی میں بسر ہو رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات پر عمل کر کے مشرکین کی سازشوں کو نامُراد بنایا جائے؛ اور اسلامی احکام پر استقامت اختیار کر کے مسلم امہ کے تاباں مستقبل کے لیے سرگرم عمل ہوا جائے۔ مسلمان ’اہلِ حق‘ ہو کر بھی غافل ہیں، جو ’جہاں بانی‘ کو بھیجے گئے تھے وہ آج مغربی فکر کے اسیر ہو بیٹھے ہیں، غفلتوں کی تہیں چاک کیے بغیر سویرا طلوع نہیں ہوگا۔

نئ بجلی کہاں ان بادلوں کے جیب و دامن میں
پرانی بجلیوں سے بھی ہے جن کی آستیں خالی

☆☆☆

امام احمد رضا قادری محدث بریلوی: حیات وخدمات

غلام مصطفیٰ رضوی
نوری مشن، مالیگاؤں
gmrazvi92@gmail.com

مغلوں کے زوال کے ساتھ ہی ہندُستان سے مسلمانوں کا سیاسی غلبہ بھی رُخصت ہو گیا، ایسٹ انڈیا کمپنی کا مشن بالآخر انگریزی اقتدار کے ساتھ ہی مکمل ہو گیا، دُنیا کے بیش تر مما لک یورپین کالونیوں میں تبدیل کر دیے گئے، مسلمانوں کو محکوم بنا دیا گیا، دوبارہ مسلمانوں کا غلبہ نہ ہو سکے اِس کے لیے مسلمانوں میں انتشار و افتراق کو پروان چڑھایا گیا، اسلام دُشمن طاقتوں نے ہر دور میں عظمت و ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہی خصوصیت سے نشانہ بنایا ہے۔

ختم الرسل نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عاشقوں نے دُنیا میں اپنی عظمت وشوکت کے پرچم لہرائے؛ جس خطے میں پہنچے وہاں اسلامی امن اور پاکیزگی کو نافذ کیا اور انصاف و دیانت کو تہذیب کا حصہ بنا دیا۔ علوم وفنون کے ساتھ ہی اخلاق و کردار کی تعمیر وتشکیل کو بھی پیشِ نظر رکھا۔ اسلامی قوانین کے اطلاق سے ظلم و جبر اور زیادتی و فحاشی کا خاتمہ کر کے مثالی معاشرہ قائم کیا۔ اسلام کی حقانیت وصداقت نے یہود و نصاریٰ کو لرزہ براندام اور مبہوت کر دیا۔ طلوعِ اسلام کے ساتھ ہی ان کی سازشوں کا سلسلہ چل پڑا۔ جب تک مسلمان محبت و اُلفتِ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لبریز اور اسلامی احکام کے عامل و داعی رہے- یہود و نصاریٰ کو ناکامیوں اور نامُرادیوں کا سامنا رہا۔ رَفتہ رَفتہ اُن لوگوں نے مسلمانوں کے علوم پر قبضہ جمایا۔ آپسی انتشار و خلفشار کو پروان چڑھا کر مسلمانوں کو کمزور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، ساتھ ہی علوم سے مسلمانوں کے ناطے توڑنے کی سازش بھی جاری رہا۔ جس میں مسلمانوں کا غفلت کا زیادہ دَخل رہا ہے۔

اُن کے مذہبی پیشواؤں، پادریوں نے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی، علوم وفنون سے لیس دانشورانِ مغرب کا طبقہ نمودار ہوا، مستشرقین (Orientalist) کے روپ میں، مصنفین کے روپ میں، اُنھوں نے سیرتِ طیبہ اور قرآنِ مقدس پر تنقید کی، یہی نہیں اندرونی طور پر مسلمانوں میں ایسے افراد کو پروان چڑھایا گیا جنھوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان و عظمت، اختیارات وعطا اور رب کے عطا کردہ علوم پر تنقید کی اور اُمّت کے اجماعی عقائد پر ضرب لگانے کی کوشش کی۔ ۱۸۵۷ء میں جب کہ

مسلمانوں کی قوت وشوکت کا راز انگریز نے جان لیا تھا؛ ایسی تفسیریں اور قرآن کے ایسے تراجم منظر عام پر لائے گئے جن سے عصمتِ انبیا علیہم السلام پر شک وشبہ پروان چڑھتا تھا، ہندو مسلم اتحاد کے نام پر ہندوؤں کے مذہبی شعار کا شکار مسلمانوں کو بنایا جارہا تھا، اس دور میں سرزمین بریلی سے امام احمد رضا خان قادری برکاتی محدث بریلوی نے حق کی صدا بلند کی۔ چوں کہ قلم کے ذریعہ ایمان وایقان پر ضربِ کاری لگائی جارہی تھی، اِس لیے آپ نے قلم کے ذریعے جہاد کیا، اور مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی روح پھونک دی۔ فکر ونظر کو بارگاہِ رسول ﷺ کا اَسیر بنا دیا، انگریز کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کی سازشوں سے بھی مسلمانوں کو باخبر کیا، مشرکانہ شعار اور بدعات کا قلع قمع فرمایا۔ انگریز کے پروَردہ کذاب، مدعیِ نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی شدید گرفت کی، اُسے للکارا، اُس کے کفریات و ہذیانات کا پردہ چاک کیا۔ باقاعدہ اِس موضوع پر کتابیں لکھیں، بلکہ صاحبزادۂ گرامی علامہ حامد رضا خان قادری سے ''الصارم الربانی'' تصنیف کروائی، جس سے قادیانی فتنہ کی قلعی کھل گئی۔

ولادت اور تعلیم و تعلم

امام احمد رضا محدث بریلوی کی ولادت شہر بریلی کے علمی و مذہبی خانوادے میں ۱۸۵۶ء میں ہوئی، آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان اپنے دور کے عارفِ کامل اور فقیہ تھے، دادا مولانا رضا علی خان مجاہدِ آزادی تھے، اسلام کے بطلِ جلیل تھے، انگریزوں نے آپ کے سر کی قیمت مقرر کر رکھی تھی۔

امام احمد رضا محدث بریلوی نے ابتدائی علوم گھریلو اتالیق سے حاصل کیے، بعض اسباق میں مرزا غلام قادر بیگ بریلوی سے استفادہ فرمایا اور جملہ علوم وفنون کی تکمیل والد ماجد مولانا رضا علی بریلوی سے کی اور پھر تاجدارِ مارہرہ حضرت مولانا سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمۃ سے بھی استفادہ فرمایا۔ ۱۴؍ برس کی عمر میں رضاعت پر پہلا فتویٰ تحریر فرمایا اور پھر افتا نویسی کی خدمت انجام دینے لگے۔ آپ سلسلۂ قادریہ کی عظیم خانقاہ ''خانقاہِ برکاتیہ'' مارہرہ شریف کے بزرگ حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۸۷۸ء) سے بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے بھی نوازے گئے۔

علوم وفنون

آپ ۵۴؍علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے، جدید تقسیم کے مطابق ان علوم کی تعداد ۷۰؍ سے زائد شمار ہوگی، جن میں خصوصیت سے علم قرآن، علم حدیث، اصولِ حدیث، فقہ حنفی، علم تفسیر، علم بیان، علم صرف، علم نحو، علم معانی، علم تکسیر، علم ہیئت، علم حساب، علم فلسفہ، علم العقائد والکلام وغیرہ شامل ہیں۔ بعض محققین نے علوم وفنون کی فروعات کے پیشِ نظر کئی سو علوم بھی شمار کیے ہیں۔

درس وتدریس

ابتدا میں مسندِ تدریس آراستہ کی اور طلبہ کو پڑھایا۔ ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء کو شہر بریلی میں دارالعلوم منظراسلام قائم فرمایا، بعد میں کثرتِ کار اور تصنیف وتالیف نیز افتا نویسی کے سبب صرف مخصوص طلبہ کو مخصوص علوم کا ہی درس دیتے رہے اور دارالعلوم منظراسلام کی ذمہ داریاں اپنے فرزند اکبر علامہ حامد رضا خاں (م ۱۹۴۳ء) کے سپرد کردیں۔

عالم اسلام کا مرجع

محدثِ بریلوی کی خدمات کا ایک اہم پہلو فقہ ہے، جس پر آپ کا مجموعہ فتاوی ''فتاویٰ رضویہ'' شاہدِ عدل ہے۔ سوالات کی کثرت کا یہ عالم ہوتا کہ ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو سوالات اکھٹے ہوجاتے، آپ عالمِ اسلام کی نگاہوں کا مرکز ومحور اور مرجعِ فتاویٰ تھے۔ استحضارِ علمی کا یہ عالم ہوتا کہ تمام فقہا کے دلائل پر بحث قائم فرما کر قولِ فیصل صادر فرماتے؛ جس کا اندازہ آپ کے فتاویٰ کے مطالعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

فتاویٰ رضویہ بزمِ تحقیق میں

محدثِ بریلوی عربی، فارسی، اردو پر کامل دسترس رکھتے تھے، اور مسائل کے جوابات سائل کے فہم کے مطابق تحریر فرماتے۔ عوام کے لیے سادہ انداز اختیار فرماتے اور خواص علما کے لیے فصاحت و بلاغت اور زبان وزورِ بیان کا عالم دیدنی ہوتا، کثیر دلائل قائم فرماتے۔ پیچیدگیاں دور فرماتے۔ فتاویٰ رضویہ (۱۲ر جلدیں مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی) میں عربی کے ساتھ ساتھ فارسی اور اردو میں فتاویٰ ہیں، نثر میں سوال کیا گیا تو نثر میں جواب دیا اور نظم میں سوال کیا گیا تو نظم میں جواب دیا، جواب میں مسئلہ کے تمام جزئیات اور پہلوؤں نیز متعلقہ موضوعات کا احاطہ ہوتا اور دلائلِ وافرہ سے استنباط بھی۔

رضا فاؤنڈیشن لاہور نے علما کا ایک بورڈ تشکیل دے کر فتاویٰ رضویہ کو جدید انداز میں مرتب فرمایا، اور اس اہتمام میں حوالہ جات کی تخریج، عربی وفارسی عبارتوں کے تراجم بھی کیے ہیں۔ ترجمے کے ساتھ یہ بارہ جلدیں بڑے سائز پر تیس جلدوں میں مکمل شائع ہوگئی ہیں اور ہر جلد لگ بھگ ہزار صفحات پر مبنی ہے۔ رضا اکیڈمی ممبئی اور مرکز برکاتِ رضا پور بندر گجرات نے اسے ۳۲ر جلدوں میں شائع کیا۔

فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے محدث بریلوی کی فقاہت پر ڈاکٹر حسن رضا خان نے بعنوان ''فقیہ اسلام'' پٹنہ یونیورسٹی سے ۱۹۷۹ء میں ڈاکٹر اطہر شیر کی نگرانی میں مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ (Ph.D.) کا اعزاز پایا۔ ۱۹۹۸ء میں سندھ یونیورسٹی جامشورو پاکستان نے پروفیسر ڈاکٹر محمد انور خان کو ان کے

مقالہ ''مولانا احمد رضا بریلوی کی فقہی خدمات'' پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کی۔ موصوف نے یہ مقالہ ڈاکٹر ایس۔ ایم سعید کی نگرانی میں قلم بند کیا۔ اوّل الذکر محقق کا مقالہ ہند و پاک سے شائع ہو چکا ہے۔ پھر تحقیق کی بزم آراستہ ہوتی گئی۔ درجنوں اہلِ تحقیق نے پی۔ ایچ۔ ڈی کی۔ ایم۔ فل کے لیے بھی تحقیقی مقالے افکارِ رضا کے حوالے سے لکھے گئے۔ ان میں اب تک درجنوں مقالات مختلف علاقوں سے شائع بھی ہو چکے ہیں۔ اکثر مقالہ جات کی اشاعت کا سہرا ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے سَر سجا ہے۔ اور عالَم اب یہ ہے کہ: گویا دبستاں کھل گیا۔

مولانا مشتاق احمد شاہ ازہری نے جامعۃ الازہر مصر سے فضیلۃ الاستاذ الدکتور عبد الفتاح محمد النجار کی زیر نگرانی بعنوان ''الامام احمد رضا خان واثرہ فی الفقہ الحنفی'' مقالہ لکھ کر ۱۹۹۷ء میں ایم۔ فل کا اعزاز پایا۔ یہ مقالہ عربی میں ہے، کچھ برسوں قبل ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی نے ۳۹۶ صفحات پر مشتمل شائع کیا۔

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

برصغیر میں انگریز کے زیرِ اثر افراد نے جو قرآنِ کریم کے ترجمے کیے؛ وہ قرآنی روح کے منافی تھے، اور اسلامی عقائد سے متصادم، لہٰذا اردو زبان میں ایسے ترجمے کی شدید ضرورت تھی جو قرآن کے صحیح معنی و مفہوم تک رسائی کرا سکے، اور عظمتِ خدا و رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اذہان وقلوب میں از بر کرا سکے۔ اِسی ضرورت کے تحت حضرت صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی (م ۱۹۴۸ء، مصنف بہارِ شریعت) کی درخواست پر محدثِ بریلوی نے قرآن مجید کا ترجمہ ''کنز الایمان'' کے نام سے فرمایا، یہ ترجمہ ۱۹۱۱ء میں مکمل ہوا۔ مشہور مفسر علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۹۴۸ء) نے اس پر تفسیر و حواشی درج فرمائے اور اس کی اشاعت کا اہتمام فرمایا۔ آج برصغیر میں سب سے زیادہ اسی ترجمے کی اشاعت اور مانگ ہے۔ اس میں حزم واحتیاط کا جو پہلو ہے وہ مطالعہ کرنے والے پر مخفی نہیں۔

دبئی کے وزیر اوقاف فضیلۃ الشیخ عیسیٰ بن مانع الحمیری نے ماضی میں اپنی وزارت کی مہر کے ساتھ کنز الایمان کے ۵۰۰ ر نسخے تقسیم فرمائے، کچھ مدت قبل شیخ الازہر کی سرپرستی میں چلنے والا ادارہ مجمع البحوث الاسلامیہ جامعۃ الازہر قاہرہ مصر نے کنز الایمان کو اردو زبان کا مستند ترجمۂ قرآن قرار دیا، اور اس پر سند کا اجرا بھی کیا۔ اس سلسلہ میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے استاذ مولانا شمس الہدیٰ مصباحی کی کاوشیں شامل ہیں۔

کنز الایمان کا اب تک دنیا کی دس سے زائد زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے، اس کی فنی،

لسانی، ادبی خوبیوں پر مقالہ جات بھی قلم بند کیے گئے ہیں۔اس پر عربی، اردو، انگریزی میں لکھے جانے والے مقالہ جات و کتب کی تعداد ۶۰ رسے زائد ہے۔مشہور ادیب و ماہر لسانیات ڈاکٹر صابر سنبھلی (سابق ریڈر و صدر شعبۂ اردو ایم۔ایچ۔پی۔جی کالج مرادآباد) نے ''کنزالایمان کا لسانی جائزہ'' کے تحت وقیع مقالہ قلم بند کیا، جو سہ ماہی افکارِ رضا ممبئی میں قسط وار چھپا، بعد کو کتابی صورت میں طبع ہوا۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (چیرمین شعبۂ پٹرولیم و ماڈرن ٹکنالوجی کراچی یونیورسٹی) نے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی کی زیر نگرانی ۱۹۹۳ء میں کراچی یونیورسٹی سے بعنوان ''کنزالایمان اور دیگر معروف قرآنی تراجم کا تقابلی جائزہ'' مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کا اعزاز پایا۔موصوف کا مقالہ کراچی و بریلی شریف سے شائع ہو چکا ہے۔کنزالایمان کے حوالے سے مزید تفصیلات کے لیے راقم کا مقالہ ''کنزالایمان اور تحقیقی امور'' ملاحظہ فرمائیں، جسے نوری مشن مالیگاؤں، معارفِ رضا کراچی اور رضا اسلامک ریسرچ سینٹر سمندری نے شائع کیا ہے۔

کنزالایمان کی اشاعت و توسیع سمتوں میں ہو رہی ہے۔اس کا کئی ایڈیشن جدید کتابت کے ساتھ چھپا، اس کا الفی نسخہ بہترین انداز میں نشانِ اختر ممبئی/نوری مشن مالیگاؤں سے شائع ہوا۔

دعوت اسلامی وسنی دعوتِ اسلامی نے بھی اشاعتِ کنزالایمان میں حصہ لیا۔یوں ہی کنزالایمان شریف کی توسیع کے لیے صد سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت میں ملک بھر کے کئی علاقوں میں کامیاب کوششیں ہوئیں۔

شعر و ادب

علاقہ روہیل کھنڈ اردو ادب کی آبیاری کے لحاظ سے منفرد مقام رکھتا ہے۔محدث بریلوی کے اجدادِ کرام نے روہیل کھنڈ میں ادب کی بے نظیر خدمت کی، اور شعری ذوق کو پروان چڑھایا۔محدثِ بریلوی کے برادرِ اصغر مولانا حسن رضا خاں بریلوی شعر و ادب میں داغ دہلوی سے شرفِ شاگردی رکھتے تھے اور نعتیہ ادب میں محدثِ بریلوی سے استفادہ کیا۔

محدثِ بریلوی تصنیف و تالیف اور ملکی و ملی قیادت میں ہمہ تن مصروف ہوتے لیکن جب عشق و عرفان مچلتا، رہوارِ فکر سرپٹ دوڑتا، محبت رسول ﷺ کا جام چھلکتا، فکر کا دھارا شعر کے سانچے میں ڈھل کر جذبات کو مہمیز دیتا اور اشعار کا آبشار پھوٹ پڑتا۔

جان ہے عشق مصطفیٰ ﷺ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اُٹھائے کیوں

آپ کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' (۱۳۲۵ھ) عالمِ اسلام میں مقبول ہے اور محبت و عقیدت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکین کا سامان ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ پروفیسر حنیف اختر فاطمی (لندن یونیورسٹی) نے فرمایا ہے۔ انگریزی ترجمہ رضا اکیڈمی برطانیہ نے شائع کیا۔ حدائق بخشش کو رضا اکیڈمی ممبئی/ مرکز برکاتِ رضا پور بندر/ رضوی کتاب گھر دہلی نے شائع کیا ہے۔ اِس کا عربی ترجمہ بھی شائع ہوا ہے۔ جب کہ ترکی ترجمہ کی اشاعت کی بھی اطلاع ہے۔

حدائق بخشش (ہر دو حصص) میں اردو کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی میں بھی کلام موجود ہیں۔ محدثِ بریلوی نے سخت زمینوں کو گلزار بنا دیا ہے اور ان صنعات کا استعمال کیا ہے جن سے اردو ادب کا دامن خالی تھا، یا متروک تھیں۔ اب تک آپ کی نعتیہ شاعری اور ادبی خدمات پر درجنوں کتابیں ہند و پاک سے شائع ہو چکی ہیں اور کئی یونیورسٹیوں میں ''حدائق بخشش'' کو جزوی طور پر شاملِ نصاب کیا گیا ہے، بالخصوص روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی اور رانچی یونیورسٹی جھارکھنڈ۔

بہت سے محققین نے محدثِ بریلوی کے شعری و ادبی گوشے کو موضوعِ تحقیق بنایا، جن میں صرف چند کا اجمالی ذکر کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد امام الدین جوہر شفیع آبادی نے پروفیسر فاروق احمد صدیقی کی نگرانی میں ۱۹۹۲ء میں بہار یونیورسٹی مظفر پور سے ''حضرت رضاؔ بریلوی بحیثیت شاعر'' کے موضوع پر پی۔ ایچ۔ ڈی کا اعزاز پایا۔ مشہور ادیب ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی نے روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی سے ''اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی'' کے عنوان سے پروفیسر وسیم بریلوی کی نگرانی میں مقالہ لکھ کر پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر سراج احمد بستوی نے پروفیسر ابوالحسنات حقی کی نگرانی میں ''مولانا احمد رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری'' کے عنوان سے مقالہ لکھ کر کانپور یونیورسٹی سے ۱۹۹۵ء میں ڈاکٹریٹ کا اعزاز پایا۔ موصوف کا مقالہ دہلی سے شائع ہو چکا ہے۔ مولانا ڈاکٹر امجد رضا خاں امجدؔ نے پروفیسر ڈاکٹر طلحہ برق کی زیر نگرانی ۱۹۹۸ء میں ''امام احمد رضا کی فکری تنقیدیں'' کے موضوع پر ویر کنور سنگھ یونیورسٹی آرہ بہار سے ڈاکٹریٹ کا اعزاز پایا۔ ڈاکٹر تنظیم الفردوس نے کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی نگرانی میں ''مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری کا تاریخی و ادبی جائزہ'' کے موضوع پر ۲۰۰۴ء میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری نے ''تصورِ عشقِ رضاؔ'' پر میسور یونیورسٹی سے مقالۂ تحقیق قلم بند کیا، جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

محدثِ بریلوی کی انشا پردازی پر ڈاکٹر غلام غوث قادری نے پروفیسر منظر حسین کی نگرانی میں

رانچی یونیورسٹی بہار سے ۲۰۰۳ء میں ڈاکٹریٹ کی۔ ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن عاکف سنبھلی نے روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی سے ڈاکٹر محمد سیادت نقوی کی نگرانی میں ۲۰۰۳ء میں ڈاکٹریٹ کی۔ ڈاکٹر سید شاہد علی نورانی نے ۲۰۰۴ء میں ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی نگرانی میں ''محدث بریلوی کی عربی شاعری'' کے موضوع پر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ڈاکٹریٹ کی۔ مزید تحقیقی مقالات لکھے جارہے ہیں، عربی زبان میں ایم فل کے لیے الجامعۃ الاسلامیہ بہاولپور پاکستان، جامعۃ الازہر مصر، الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیہ اسلام آباد، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، اور عراق وشام کے جامعات میں بھی تحقیقی امور انجام پائے۔ اسی طرح ''احمد رضا کی عربی زبان وادب میں خدمات'' کے موضوع پر ڈاکٹر عبدالباری ندوی کی نگرانی میں پروفیسر ڈاکٹر محمود حسین بریلوی نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم۔فل کیا، سن تکمیل ۱۹۹۰ء ہے۔ موصوف نے اعلیٰ حضرت کے والد ماجد پر مقالۂ ڈاکٹریٹ بھی قلم بند کیا ہے، جو کراچی سے مطبوع ہے۔

محدثانہ عظمت

محدثِ بریلوی فنِ حدیث میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے اور اس کے تمام پہلوؤں پر عمیق نگاہ رکھتے تھے۔ آپ کے دوسرے حج ۱۳۲۳ھ کے موقع پر حرمین مقدس کے علما نے آپ سے حدیث کی اجازتیں اور سندیں لیں، ان اسانید کی اشاعت ''الاجازات المتینۃ'' کے نام سے ہو چکی ہے۔ علماے حرمین نے آپ کو امام المحدثین اور محدثِ اُصولی کے لقب سے یاد کیا۔ آپ کے فن حدیث میں تعمق کے حوالے سے کئی تحقیقی کام انجام پائے ہیں، چند کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ جامع الرضوی المعروف بہ صحیح البہاری (از مولانا ظفر الدین بہاری) مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی۔

۲۔ امام احمد رضا اور علم حدیث (پانچ جلدیں) (از مولانا محمد عیسیٰ رضوی صاحب) مطبوعہ دہلی۔

۳۔ جامع الاحادیث (دس جلدیں) (از مولانا محمد حنیف خاں رضوی) مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف۔

مولانا منظور احمد سعیدی نے ''مولانا احمد رضا خان کی خدمات علوم حدیث کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ'' کے موضوع پر کراچی یونیورسٹی سے مقالہ لکھ کر ۲۰۰۳ء میں پی۔ایچ۔ڈی کیا، موصوف کے نگراں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی تھے۔ اس موضوع پر دیگر مقالات کی تعداد دس سے زیادہ ہے۔

مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری مصباحی نے حدیث کے موضوع پر محدثِ بریلوی کی اردو میں آٹھ کتابیں اور عربی میں ۳۶/کتابیں درج کی ہیں؛ جن میں بعض مطبوعہ اور اکثر غیر مطبوعہ ہیں اور

ایک کتاب فارسی میں بھی ہے جن میں کئی کتابیں رضا اکیڈمی ممبئی/ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف نے شائع کی ہیں۔

امام احمد رضا کی کئی عربی کتابیں ادارۂ اہلِ سنّت کراچی نے بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کی ہیں، مزید کتابوں پر کام جاری ہے۔ اس ادارہ کے روحِ رواں مفتی محمد اسلم رضا تحسینی میمن ہیں۔ جو ابوذہبی کے سرکاری فتویٰ سینٹر میں حنفی مفتی کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ موصوف کی کاوش سے عرب دُنیا میں بھی کئی علمی کام امام احمد رضا پر انجام دیے گئے۔

امام احمد رضا نے بدعات و منکرات اور قبیح رسومات کا بھی سدِ باب کیا اور سیاست کے اسٹیج سے رونما ہونے والے فتنوں کا خاتمہ کیا۔ مشرکین کی سازشوں کو کھول کر رکھ دیا۔ شرعی موقف کا برملا اظہار کیا۔ آپ نے اپنے عہد میں مشرکین کی ریشہ دوانیوں سے پردہ اُٹھایا اور مستقبل کے اُن خطرات سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جن کا مشاہدہ آج ہم ہند میں کر رہے ہیں۔ آپ کا واضح اسلامی موقف تھا، آپ جسے اسلام سے مخالف پاتے تعاقب کرتے۔ اس ضمن میں سائنس کے نظریاتِ باطلہ کے رد میں کتابیں بھی لکھیں۔ بلکہ عقلی دلائل سے آراستہ تصانیف بھی آپ کی علوم میں مہارت پر دال ہیں۔ آپ کی ایک ہزار کے لگ بھگ تصانیف میں اسلام کے نورِ علم کا دریا موجزن ہے۔ اِسی طرح آپ کی تعلیمی نظریات بھی مسلمانوں کی تعلیمی، معاشی اور علمی برتری کے ضامن ہیں۔ آپ کا وصال ۲۵ رصفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو شہر بریلی میں ہوا۔ مسلمانوں کے فکری و اعتقادی اور تعلیمی و معاشرتی اقدار کے تحفظ کے لیے آپ کے کارہائے علمیہ سے استفادہ کیا جانا چاہیے۔

☆☆☆

ظاہری و باطنی پاکیزگی

اسلام پاکیزگی کا مذہب ہے۔ حدیث میں صفائی کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کریم! پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ پاکیزگی ظاہری بھی ہوتی ہے اور باطنی بھی۔ اولیاے کرام، صوفیاے اسلام باطنی صفائی کرتے ہیں۔ خانقاہوں نے باطن کو نکھارا ہے اور اسلام کی سچی تعلیمات کی اشاعت کی ہے۔ امام احمد رضا نے شریعت و طریقت کے فرق کو مٹایا ہے۔ بے شرع پیروں کی گرفت کی اور شریعت کی حفاظت کر کے طریقت کو تباہ ہونے سے بچایا۔

مفتی محمد مجیب اشرف علیہ الرحمۃ

(پیغام فکر و عمل، از غلام مصطفیٰ رضوی، خطاب خانقاہِ رضویہ، افتتاحِ محفلِ ذکر، مالیگاؤں ۲۱ راگست ۲۰۱۴ء)

مفتی اعظم کا عظیم اور لازوال کارنامہ
اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کے گراں قدر مجموعہ
الملفوظ کی ترتیب وتدوین

رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ
(بانی: جامعہ حضرت نظام الدین اولیا، نئی دہلی)

ایک ادنیٰ سا مسلمان بھی اس بات سے اچھی طرح واقف ہے کہ ہمارے اوپر تین طرح کے حقوق ہیں:

(۱) بندہ ہونے کی حیثیت سے خدا کا حق۔

(۲) اُمتی ہونے کی حیثیت سے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حق۔

(۳) انسان ہونے کی حیثیت سے انسان اور دوسری مخلوق کا حق۔

اس لحاظ سے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حق بھی اللہ ہی کا حق ہے کہ وہ اللہ ہی کی طرف سے بندوں پر عائد کیا گیا ہے، لہٰذا جو لوگ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حق کا قولاً، عملاً، اعتقاداً کسی درجہ میں بھی انکار کرتے ہیں وہ صرف رسول ہی کے نہیں بلکہ خدا کے بھی منکر ہیں۔

قرآن کریم نے عہدِ رسالت میں پیدا ہونے والے اس طبقے کی بار بار نشان دہی فرمائی ہے، جو خدا کی الوہیت کا بھی اقرار کرتا تھا، توحید و رسالت کی بھی برملا شہادت دیتا تھا اور نمازِ باجماعت کا بھی پابند تھا، لیکن ان ساری باتوں کے باوجود حبیب کبریا، رسولِ مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دل کے نفاق وعناد میں مبتلا ہونے کے باعث وہ ہمیشہ خدا کے قہر وغضب کا نشانہ بنا رہا۔ نہ اس کا کلمہ اس کے کام آیا اور نہ اس کی نماز خدا کے عذاب سے اسے بچا سکی۔

قرآنِ کریم کی اس مضمون کی سیکڑوں آیتیں واضح طور پر اس عقیدے کی توثیق کرتی ہیں کہ خدا اور بندے کے درمیان رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کی ذات مرکزِ تعلقات ہے۔ نجاتِ اخروی اور رضائے الٰہی کے حصول کا بجز اس کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ سب سے پہلے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رضا حاصل کی جائے اور یہ صرف عقیدہ نہیں بلکہ تاریخ کے حوالے سے کھلی آنکھوں کا مشاہدہ بھی ہے کہ جنم جنم کے کفار و مشرکین جب رسول پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پناہ میں آگئے تو خدا نے بھی ان پر اپنی رحمت وخوشنودی کا دروازہ کھول دیا۔ پہلے رسول کے قدموں میں ان کے دل جھکے، تب پیشانیوں کو خدا کے حضور میں سجدہ

ریز ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ لوگوں نے پہلے خدا کو مانا ہو تب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تسلیم کیا ہو۔

منصبِ رسالت کی عظمت و جبروت کے خلاف منافقین مدینہ کی اُٹھائی ہوئی تحریک جس کی قرآن میں بار بار اور واضح لفظوں میں نشان دہی فرمائی گئی ہے، وہ چودھویں صدی میں پھر منظم ہوگئی، اور غضب کی بات یہ ہوئی کہ اس فتنے کے علم برداروں نے اپنے دلوں کا غیض وغضب چھپانے کے لیے اسے ایک دینی تحریک کی شکل دے دی اور اس خوب صورتی کے ساتھ عظمتِ پیغمبرانہ کے خلاف اپنا مشن چلایا کہ لوگ عرصۂ دراز تک یہی سمجھتے رہے کہ یہ نبی کی تنقیص کا نہیں بلکہ عقیدۂ توحید کے تحفظ کا مشن ہے۔ لیکن خدائے غافر وقدیر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کی تربت پر اپنی رحمت ونعمت کے پھول برسائے کہ اس مردِ سرفروش اور عاشقِ وفا کیش نے اس ناپاک تحریک کے خلاف قلم کی تلوار اُٹھا کر اُمت کو کفر ونفاق کے ایک بہت بڑے فتنہ میں مبتلا ہونے سے بال بال بچا لیا۔ اور ہزاروں اوراق پر پھیلے ہوئے کتاب وسنت، تفسیر وفقہ اور اقوالِ سلف کے مقدس ذخائر کی روشنی میں ثابت کر دکھایا کہ منصبِ رسالت کا احترام عقیدۂ توحید سے متصادم نہیں، بلکہ عقیدۂ توحید کا عین مقتضا اور مطلوب ہے۔

دل اگر نفاق کے آزار میں مبتلا نہیں ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت نے اپنے پیچھے جو لٹریچر چھوڑا ہے، وہ اسلام کی روح، دین کی غیرت وحمیت اور ایمان کے چشمے سے پھوٹنے والی قوتوں کا تحفظ کرتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے علوم ومعارف کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ''الملفوظ'' بھی ہے، جو ان کے ارشادات اور کلمات طیبات پر مشتمل ہے، اگرچہ یہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف نہیں بلکہ ان کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے جواہر پاروں اور ذخائرِ علم وحکمت کا ایک گنج گراں مایہ ہے اور یہ احسان ہے حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا، کہ انھوں نے اعلیٰ حضرت کی علمی مجالس کے ان خزائن وذخائر کو قلم بند فرمایا، اور ''الملفوظ'' کے نام سے چار جلدوں میں انھیں شائع کر دیا۔ ان بکھرے ہوئے موتیوں کو حضور مفتیِ اعظم نے رشتۂ تحریر میں منسلک نہ کیا ہوتا تو آج ہم علم وحکمت اور دین وسنت کے ان نادرِ روزگار ذخائر سے محروم ہو جاتے، جن کی چمک سے دلوں کے آفاق پر اُجالا پھیلتا ہے اور دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔

الملفوظ کے مقدمہ میں حضور مفتیِ اعظم ہند نے اس کے جلوہائے سبب تالیف پر روشنی ڈالتے

ہوئے اعلیٰ حضرت کی مجلسِ علم و حکمت اور فیض و برکت کا جو نقشہ کھینچا ہے، وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔تحریر فرماتے ہیں کہ:

''یہاں جو دیکھا کہ شریعت وطریقت کے وہ باریک مسائل جن میں مدتوں غور وخوضِ کامل کے بعد بھی ہماری کیا بساط، بڑے بڑے سر ٹیک کر رہ جائیں ،فکر کرتے کرتے تھک جائیں اور ہرگز نہ سمجھیں اور صاف انالاادری کا دَم بھریں، وہ یہاں ایک فقرے میں ایسے صاف فرما دیے جائیں کہ ہر شخص سمجھ لے گویا اشکال ہی نہ تھا۔ اور وہ دقائق و نکاتِ مذہب وملت جو ایک چیستاں اور ایک معما ہوں ،جن کا حل دُشوار سے زیادہ دُشوار ہو وہ یہاں منٹوں میں حل فرما دیے جائیں تو خیال ہوا کہ یہ جواہر عالیہ اور زواہر غالیہ یوں ہی بکھرے رہے اور انھیں سلکِ تحریر میں نہ لایا گیا تو اندیشہ ہے کہ وہ کچھ عرصہ کے بعد ضائع ہو جائیں۔

پھر یہ کہ ان ملفوظاتِ عالیہ سے یا تو خود متمتع ہوتے یا زیادہ سے زیادہ ان کا نفع حاضر باشان دربارِ عالی ہی کو پہنچتا باقی اور مسلمانوں کو محروم رکھنا ٹھیک نہیں۔ بلکہ ان کا نفع جس قدر عام ہوا اتنا ہی بھلا، لٰہذا جس طرح ہو یہ تفریق جمع ہو۔

مگر یہ کام مجھ بے بضاعت اور عدیم الفرصت کی بساط سے کہیں سوا تھا اور گویا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا تھا اس لیے بار بار ہمت کرتا اور بیٹھ جاتا۔ میری حالت اس وقت اس شخص کی سی تھی جو کہیں جانے کے ارادے سے کھڑا ہو مگر متذبذب ہو کر ایک قدم آگے ڈالتا اور دوسرا پیچھے ہٹا لیتا ہو۔

مگر دل بڑا بے چین تھا، کسی طرح قرار نہ لیتا تھا۔ آخر السعی منی والاتمام من اللہ کہتا کمرِ ہمت چست کرتا اور حسبنا اللہ و نعم الوکیل پڑھتا اٹھا اور ان جواہرِ نفیسہ کا ایک خوش نما ہار تیار کرنا شروع کیا اور میں اپنے ربِ عزوجل کے کرم سے اُمید رکھتا ہوں کہ وہ اس ہار کو میری جیت کا ذریعہ بنائے۔ ع:

ایں دُعا از من واز جملہ جہان آمین باد

واللہ تعالیٰ ولی التوفیق وھو حسبی و خیر رفیق و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا و مولینا محمدٍ وّ اٰلہٖ و صحبہٖ اجمعین و بارك وسلم۔

(الملفوظ ،ص ۵، مطبوعہ محبوب المطابع دہلی)

اعلیٰ حضرت کے ارشادات کو جمع کرنے کا یہ سلسلہ تسلسل کے ساتھ جاری نہیں تھا۔ دوسری مصروفیات کے باعث اکثر ناغے بھی ہو جاتے تھے، جیسا کہ خود جامعِ ملفوظات نے اپنے مقدمہ میں اس

کی صراحت فرمائی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

''میں نے چاہا تو یہ تھا کہ روزانہ کے ملفوظات جمع کروں مگر میری بے فرصتی آڑے آئی اور میں اپنے اس عالی مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ غرض جتنا اور جو کچھ مجھ سے ہوسکا، میں نے کیا۔ آگے قبول و اجر کا اپنے مولیٰ تعالیٰ سے سائل ہوں۔ **وھو حسبی و ربی**۔ (ایضاً، ص۶)

جامعِ ملفوظات حضور مفتیِ اعظم ہند کا اندازِ بیان یہ ہے کہ وہ مجلس میں بیٹھنے والے کسی سائل کے سوال کو عرض اور اعلیٰ حضرت کے جواب کو ارشاد سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور چوں کہ سوالات کے درمیان کوئی فنی ترتیب نہیں ہے، اس لیے اعلیٰ حضرت کے ارشادات علم وفن کے بے شمار اصناف پر مشتمل ہیں اور رنگا رنگ پھولوں کی پنکھڑیوں کی طرح چار سو صفحات پر بکھرے ہوئے ہیں۔ کتاب میں پھیلے ہوئے ان منتشر مباحث کو بڑی حد تک مندرجہ ذیل اصناف میں سمیٹا جا سکتا ہے۔

(۱) حکایات وقصص (۲) معارفِ قرآن (۳) مباحثِ حدیث (۴) عقائد و ایمانیات (۵) فقہی مسائل (۶) ردفرقہ ہائے باطلہ (۷) ہیئت وفلسفہ (۸) تاریخ (۹) تصوف (۱۰) ہندو بیرون ہند کا سفرنامہ۔

اپنے جذبۂ نفاق اور بدعقیدگی کے نتیجے میں مدت ہوئی ''الملفوظ'' کے چند مقامات پر اہلِ سنت کے حریفوں نے اعتراض کیے تھے، جن کے شافی اور مدلل جوابات نقیب اہلِ سنت حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب محدث امجدی نے ''تحقیقات'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع فرما کر ہمیشہ کے لیے مخالفین کی زبانوں پر تالے ڈال دیے۔

جھریا کے مشہور مناظرے میں بھی ان اعتراضات کے نہایت محققانہ اور دندان شکن جوابات دیے گئے تھے، جو مناظرہ کی مطبوعہ روداد میں شائع کر دیے گئے ہیں۔

اتنی تفصیلات کے بعد اب ''الملفوظ'' کے سہارے اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت کی مجلسِ علم و عرفان میں چلیے، جہاں وقت کے بڑے بڑے اساتذہ اور اصحابِ فضل وکمال سائل کی طرح دامن پھیلائے بیٹھے ہیں، اور امام اہل سنت کے منہ سے حقائق و معارف کے پھول جھڑ رہے ہیں۔

اب الملفوظ کے مباحث کے چند اقتباسات نہایت اختصار کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

حکایات وقصص:

عبرت وموعظت کی راہ سے حقائق و معانی کو قلوب میں راسخ کرنے کے لیے قرآنِ کریم نے جگہ جگہ حکایات وقصص سے کام لیا ہے۔ قرآن کی پیروی میں اعلیٰ حضرت نے بھی گفتگو کے دوران

بزرگوں کے واقعات وحکایات بیان کر کے معنوی حقائق کو پیکرِ محسوس میں منتقل کرنے کا انداز بیان اختیار فرمایا ہے۔

نمونے کے طور پر چند بصیرت افروز، روح پرور اور فکر انگیز حکایات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جو حضور پُرنور، جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور مشہور صحابیِ رسول حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ وہ اپنے عہد طالب علمی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے استاد کے منصب احترام وادب کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں درس کے لیے اپنے استاذ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت کدے پر حاضر ہوتا اور وہ گھر کے اندر ہوتے تو میں از راہِ ادب انھیں باہر سے آواز نہ دیتا بلکہ ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ جاتا۔ ہوا خاک اُڑا کر میرے اوپر ڈالتی اور میں ان کے قدموں کا غبار اپنے چہرے پر مل کر خوش ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لاتے اور مجھے اس حال میں دیکھتے تو بے قرار ہو جاتے، اور ارشاد فرماتے کہ: ابن عم رسول اللہ (حضور کے چچا کے صاحب زادے) آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی کہ میں باہر آجاتا۔ اس کے جواب میں عرض کرتا کہ یہ خلافِ ادب تھا کہ میں آپ کو اپنے آنے کی اطلاع دیتا یا باہر سے آواز لگاتا۔ قرآنِ حکیم نے ہمیں بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ادب سکھلایا ہے کہ انھیں باہر سے آواز نہ دو بلکہ صبر کے ساتھ انتظار کرو کہ وہ خود باہر تشریف لائیں۔

(۲) ایک بار یہی حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار تھے کہ اسی درمیان حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لے آئے اور ان کے گھوڑے کی رکاب تھام لی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ جواب دیا، ہمیں اسی طرح اہلِ علم کے ادب کا حکم دیا گیا ہے۔

یہ سننا تھا کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے سے نیچے اُتر پڑے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر فرطِ عقیدت سے بوسہ دیا اور فرمایا کہ ہمیں بھی حکم دیا گیا ہے کہ ہم اہلِ بیت کا اسی طرح ادب کریں۔

سبحان اللہ! وہ علم کا ادب تھا، یہ نسبتِ رسالت کا ادب ہے، دونوں ادبوں کے نقش ونگار سے ایمان کی تصویر مکمل ہوگئی۔

(۳) حضرت امام کسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قراءت سبعہ کے ایک جلیل القدر امام ہیں اور حنفی

مذہب کے ستون ۔حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خالہ زاد بھائی ہیں ۔ایک دن ان کی بارگاہ میں عالمِ اسلام کامشہور بادشاہ ہارون رشید حاضر ہوااور درخواست کی کہ آپ میرے بچے مامون رشید کواپنی شاگردی میں قبول فرما لیجیے۔امام کسائی نے ارشادفرمایا کہ میں قبول تو کرتا ہوں لیکن شہزادے کوآپ کے گھر پر پڑھانے نہیں جاؤں گا کہ یہ علم کی توہین ہے۔آپ اسے میرے گھر پر بھیج دیا کیجیے، میں پڑھا دیا کروں گا۔ہارون رشید نے کہا آپ کی یہ شرط مجھے منظور ہے،لیکن اتنی رعایت فرمایئے گا کہ اس کا سبق پہلے ہوجایا کرے۔فرمایا، یہ ترجیح بھی علم کی شان کے خلاف ہے، بلکہ جو پہلے آئے گا اسی کا سبق پہلے ہوگا۔غرض امام کسائی کی اس شرط پر مامون کی پڑھائی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

اتفاقاًایک دن ہارون رشید کااس طرف گزرہوا۔اس نے دیکھا کہ امام کسائی وضوفرمارہے ہیں اور مامون ان کے پاؤں پر پانی ڈال رہاہے۔بادشاہ غضب ناک ہوکر گھوڑے سے نیچے اُتر پڑااور مامون کوکوڑے لگاتے ہوئے کہا، اوبے ادب! خدانے تجھے دوہاتھ کس لیے دیے ہیں؟ایک سے پانی ڈال اوردوسرے ہاتھ سے اپنے استاد کے پاؤں دھو۔

اس واقعے سے اندازہ لگایئے کہ ہارون رشید جیسے قاہروجابر بادشاہ کے دل میں علم کی کیسی قدرو منزلت تھی؟

(۴) یہی ہارون رشید ہے جس نے ایک دن اپنے زمانے کے جلیل القدر عالمِ دین اورخدارسیدہ بزرگ حضرت ابومعاویہ ضریر رضی اللہ عنہ کی دعوت کی ، وہ آنکھوں سے معذور تھے ۔جب آفتابہ اور سلپچی ہاتھ دُھلانے کے لیے لائی گئی تو سلپچی اس نے اپنے خدمت گارکودے دی اورآفتابہ لے کرخودان کاہاتھ دُھلانے لگا۔

ہاتھ دُھلاتے ہوئے اس نے سوال کیا کہ کیا آپ کو پتہ ہے،آپ کاہاتھ کون دُھلارہاہے؟ یہ سن کرحضرت ابومعاویہ نے ارشادفرمایا،جیسی آپ نے علم وتقویٰ کی عزت فرمائی ،ویسی ہی اللہ آپ کی عزت بڑھائے۔ہارون نے عرض کیا،بس اسی دُعا کے لیے میں نے یہ خدمت سرانجام دی ہے۔

اس واقعے سے ہارون رشید جیسے وقت کے عظیم شہنشاہ کا وہ جذبۂ نیازمندی آشکار ہوتا ہے جو اسے اللہ والوں کے ساتھ حاصل تھا۔

(۵) ہارون رشید کا عام دستور تھا کہ جب اس کے دربار میں کوئی عالمِ دین تشریف لاتے تو وہ ان کی تعظیم کے لیے سروقد کھڑا ہوجاتا۔ایک دن درباریوں نے کہا کہ یاامیرالمومنین آپ کے اس طرزِ عمل سے سلطنت کارعب زائل ہوتاہے۔

ہارون رشید نے جواب دیا کہ علماے اسلام کی تعظیم سے اگر سلطنت کا رعب زائل ہوتا ہے تو وہ زائل ہونے ہی کے قابل ہے۔ میں رعب سلطنت کے لیے علمِ دین کی عزت کو مجروح نہیں ہونے دوں گا۔

ہارون رشید کی یہی وہ اداے دلبرانہ تھی جس نے ساری دُنیا میں اس کی صولت وجلالت کے ڈنکے بجادیے اور وقت کے بڑے بڑے سلاطین اس کی سطوت و جبروت سے لرزہ براندام رہا کرتے تھے۔

(۶) یمن میں ایک عیسائی رہتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کا امتحان لینے کے لیے عیسائیت کا لبادہ اُتار کر مسلمانوں کا لباس پہن لیا۔ گلے کی صلیب جو کپڑے کے اوپر لٹکتی رہتی تھی، اسے گریبان کے اندر چھپالیا۔ یہاں تک کہ بالکل مسلمانوں کے لباس میں وہ علما کے پاس جاتا اور ان سے سوال کرتا کہ حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: **اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله**۔ مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اس حدیث کے کیا معنیٰ ہیں؟

علما اس کا جواب دیتے لیکن وہ جواب پا کر بھی پوچھنے سے باز نہیں آتا۔ یہاں تک کہ وہ پوچھتے پوچھتے بغداد تک پہنچ گیا۔ وہ زمانہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالتِ شان کا تھا۔ سارے بغداد میں ان کی شوکت وولایت کا ڈنکا بج رہا تھا۔ وہ ان کی بارگاہ میں بھی حاضر ہوا اور ان سے بھی اس حدیث کے معنی پوچھے۔ انھوں نے پُرجلال آواز میں ارشاد فرمایا کہ اس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ: صلیب توڑ، عیسائیت چھوڑ اور اسلام قبول کر۔ یہ سنتے ہی وہ قدموں پر گر پڑا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر دولتِ اسلام سے مشرف ہو گیا۔

اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ حضور! یہ حدیث لے کر میں بہت سارے علما و مشائخ کے پاس گیا لیکن کسی نے بھی مجھے نہیں پہچانا۔ کیا بات ہے کہ صرف آپ نے مجھے پہچان لیا؟

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ: پہچانا تو تجھے سب نے تھا، لیکن چوں کہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر لکھا ہوا تھا، اس لیے کسی نے تجھ پر یہ راز فاش نہیں کیا۔ مطلب یہ ہے کہ انھیں صرف تیرا ہی حال نہیں معلوم تھا، بلکہ انھیں یہ بھی معلوم تھا کہ تو میرے ہاتھ پر مسلمان ہوگا۔

اس واقعہ سے اولیاے کرام کی غیبی قوت ادراک کا پتہ چلا جس کے ذریعہ وہ مخفی حالات سے با خبر ہو جاتے ہیں۔

(۷) ایک بی بی نے انتقال کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب اور بے وقعت ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں بیٹھتے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے، اس کے ہم راہ اچھے کپڑے کا کفن بھیج دینا۔ صبح صاحب زادے نے اُٹھ کر اس شخص کا پتہ چلایا تو معلوم ہوا کہ وہ

بالکل تندرست ہے اور مرنے کے کوئی آثار اس کے اندر موجود نہیں ہیں۔ اچانک تیسرے دن اسے خبر ملی کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ لڑکے نے نہایت عمدہ کفن تیار کر کے اس کے کفن میں رکھ دیا اور جنازہ کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ میری ماں کو دے دینا۔

رات کو وہ صالحہ بی بی خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا، خدا تجھے جزائے خیر دے، تو نے بہت اچھا کفن بھیجا۔ اب مجھے اپنی ساتھیوں میں کوئی شرمندگی محسوس نہیں ہوگی۔

اس واقعہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ عالمِ دُنیا اور عالمِ برزخ کے درمیان رابطے کا کوئی نہ کوئی روحانی ذریعہ ضرور ہے۔ اور مرنے کے بعد بھی مردہ کے اندر سے خون کے رشتے کا احساس اور شعور باقی رہتا ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ موت طاری ہونے کے بعد بھی اللہ کے ولیوں کی غیبی قوت ادراک محفوظ رہتی ہے اور اسی قوت کے ذریعہ وہ دُنیا میں پیش آنے والے واقعات سے باخبر رہتے ہیں۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اچھے کفن سے مردے کو خوشی ہوتی ہے اور خراب کفن سے وہ خفت محسوس کرتا ہے۔

اور چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ کسی کے خواب میں آنا اللہ والوں کے اپنے اختیار میں ہے، وہ جب چاہیں اور جس کے خواب میں چاہیں تشریف لا سکتے ہیں۔ انھیں اپنے اور بیگانے کا بخوبی امتیاز ہوتا ہے اور وہ اپنا گھر در بھی پہچانتے ہیں۔

(۸) اھبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابیِ رسول ہیں۔ جب ان کا انتقال ہوا اور انھیں کفن پہنایا گیا تو غلطی سے ان کے کفن میں ایک تہبند زائد چلا گیا۔ شب کو اپنے صاحب زادے کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا، یہ تہبند لو! اور الگنی پر ڈال دیا۔ صبح جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ تہبند الگنی پر رکھا ہوا ہے۔

اس واقعہ سے بھی عالمِ دُنیا اور عالمِ برزخ کے باہمی تعلق پر روشنی پڑتی ہے۔

(۹) ایک بزرگ کا انتقال ہوا، ان کے صاحب زادے روزانہ قبر پر حاضر ہوتے اور قرآنِ عظیم کی تلاوت کیا کرتے، کچھ مدت گزر جانے کے بعد وہ جوشِ محبت جاتا رہا، یہاں تک کہ ایک دن ناغہ ہو گیا۔ شب کو وہ بزرگ خواب میں تشریف لائے اور تنبیہ فرمائی کہ ایسا نہ کرو۔ روزانہ میری قبر پر آیا کرو اور تھوڑی دیر تک میرے مواجہ میں کھڑے رہا کرو، یہاں تک کہ میں تمھیں جی بھر کر دیکھ لوں۔ پھر میرے لیے دُعائے رحمت کرو اور رُخصت ہو جاؤ۔

اس واقعہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ خونی رشتہ کا احساس مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ اور

مردے کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کون آیا، کون نہیں؟ نیز یہ بھی واضح ہوا کہ چہرے کے سامنے کھڑے ہونے پر قبر کی مٹی حائل نہیں ہوتی۔ مردہ اسے دیکھتا اور پہچانتا ہے۔

(۱۰) ایک شخص ایک قبرستان میں ایک قبر کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اسے نیند آ گئی خواب میں دیکھا کہ ایک بی بی اس قبر کے اندر سے فرماتی ہیں کہ اے خدا کے بندے! اس بلا کو میرے پاس سے دفع کر جو تھوڑی دیر میں آنے والی ہے۔ اس کی فوراً آنکھ کھل گئی اور اس نے دیکھا کہ ایک نئی قبر اس قبر کے پہلو میں کھودی جا رہی ہے اور سامنے سے ایک جنازہ جو کوئی رئیس کا تھا، چلا آ رہا ہے۔

اس نے لوگوں کو منع کیا کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں ہے، ایسی ہے، ویسی ہے، کسی دوسری جگہ قبر تیار کر لو۔ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور دوسری جگہ اس میت کو دفن کیا۔

رات کو اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ بی بی تشریف لائی ہیں اور فرماتی ہیں کہ خدا تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے اس آگ کو میرے پاس سے دفع کیا۔

اس واقعے سے بھی چند باتیں معلوم ہوئیں:

پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ جس طرح دُنیا میں برے ہمسایہ سے تکلیف پہنچتی ہے اور آدمی اس سے دور رہنا چاہتا ہے، اسی طرح مرنے کے بعد بھی مردے کو اچھے اور نیک ہمسایہ سے خوشی ہوتی ہے اور برے ہمسایہ سے اذیت پہنچتی ہے۔

دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ اللہ کا ولی اپنی خداداد قوت ادراک کے ذریعہ صرف اتنا ہی نہیں جانتا کہ کون مرنے والا ہے؟ کون مر گیا ہے؟ اور کس کا جنازہ آنے والا ہے؟ بلکہ اپنی قبر کے اندر لیٹے لیٹے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ آنے والا کیسا ہے؟ اچھا ہے یا برا؟ مستحقِ عذاب ہے یا سزا وارِ رحمت و کرم ہے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مرنے والا خواب میں کوئی بات کہے تو اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ مرحومین کی دُعاؤں سے نہال ہونے کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے۔

(۱۱) ایک دن تین قلندر حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھانا طلب کیا۔ حضرت نے خدام کو کھانا حاضر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ خدام نے جو کچھ اس وقت موجود تھا، ان کے سامنے لا کر رکھ دیا۔

ان میں سے ایک قلندر نے وہ کھانا اُٹھا کر پھینک دیا اور کہا اس سے اچھا کھانا لاؤ۔ حضرت نے ناشائستہ حرکت کا کچھ خیال نہ فرمایا اور خدام کو اس سے بہتر کھانا لانے کا حکم دیا۔ خادم پہلے سے بھی اچھا کھانا لایا، لیکن اس بار بھی اس نے اُٹھا کر پھینک دیا۔ تب حضرت نے اس سے بھی اچھا کھانا لانے کا حکم

دیا، لیکن جب اس بار بھی قلندر نے اُٹھا کر پھینک دیا تو حضرت نے اسے اپنے قریب بلایا اور کان میں ارشاد فرمایا کہ یہ کھانا اس مردار بیل سے تو اچھا تھا جو تم نے راستے میں کھایا تھا۔

یہ سنتے ہی قلندر کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ راستے میں تین دن کے فاقوں کے بعد انھیں ایک مرا ہوا بیل ملا تھا جس کا یہ گوشت کھا کر آئے تھے۔

قلندر فرطِ ندامت سے بے خودی کی حالت میں حضرت کے قدموں پر گر پڑا۔ حضرت نے اسے اُٹھا کر سینے سے لگا لیا اور ایک آن میں اسے دولتِ باطنی سے مالا مال کر دیا۔ اس وقت وہ رقص کرتا اور عالمِ وجد میں کہتا پھرتا تھا کہ میرے مرشد نے مجھے نہال کر دیا، مالا مال کر دیا۔

حاضرین نے کہا، بے وقوف! تجھے جو کچھ ملا ہے وہ تو حضرت نے عطا کیا ہے، یہاں تک کہ تو تو بالکل خالی آیا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ بے وقوف تم ہو، میرے مرشد کی اگر مجھ پر نظرِ کرم نہ ہوتی تو حضرت کا کرم میری طرف کیوں کر متوجہ ہوتا۔

یہ جواب سن کر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا، یہ سچ کہتا ہے۔ اور اس کے بعد لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا، بھائیو! مرید ہونا اس سے سیکھو۔

اس واقعہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ حضرت محبوب الٰہی کو خدا کی طرف سے غیر معمولی قوتِ ضبط عطا کی گئی تھی کہ بار بار کی گستاخی اور نازیبا حرکات کے بعد بھی حضرت ذرا بھی غضب ناک نہیں ہوئے۔

حضرت کے اس بلند اخلاق و کردار سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ میزبان کو اپنے مہمان کے حق میں کتنا حلیم اور وسیع القلب ہونا چاہیے؟ اور کیوں نہ ہو کہ اولیاے کرام کی زندگی رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ کا آئینہ ہوتی ہے۔

اس واقعہ سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت محبوب الٰہی پر وہ سارے احوال روشن تھے جو قلندروں کو سفر کے دوران پیش آئے تھے۔ یہی ہے وہ غیبی قوتِ ادراک جسے مالکِ قدیر اپنے مقرب بندوں کو عطا فرماتا ہے اور جس کے ذریعہ انھیں مخفیات کا علم حاصل ہوتا ہے۔

اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ہر مرید سعید کو یہی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ فیض کہیں سے بھی ملے وہ اس کے مرشد ہی کی چشمِ کرم کا صدقہ ہے۔

(۱۲) ایک فقیر مفلس، بے نوا، نانِ شبینہ کا محتاج، رات کے وقت دُعا کیا کرتا تھا کہ الٰہی رزقِ حلال عطا فرما، میری تنگ دستی دور کر دے۔ اتفاقاً کسی شب ایک گائے اس کے گھر میں گھس آئی۔ اس نے

سمجھا کہ دُعا کے نتیجے میں یہ رزقِ حلال پردۂ غیب سے مجھے عطا ہوا ہے۔ یہ سوچ کر اس نے گائے ذبح کی اور اس کا گوشت پکایا اور کھایا۔

صبح مالک کو خبر ہوئی، اس نے سیدنا داؤد علیہ السلام کی عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو مالدار شخص ہے، اس نے ایک گائے ذبح کر لی تو کیا ہوا؟ جانے دے، درگزر کر۔ یہ سن کر وہ بگڑ گیا اور غصہ میں کہا کہ مجھے میرا حق دلوایا جائے۔ میں انصاف چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ اگر تو حق اور انصاف چاہتا ہے تو سن لے کہ حق اور انصاف یہی ہے کہ وہ گائے اسی کی تھی۔ وہ اپنی گائے ذبح کر کے کھا گیا۔ اس نے تیرا کیا لیا؟ یہ سن کر وہ اور برہم ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب بھی تجھے ہوش نہیں آتا تو لے صاف صاف سن لے کہ نہ صرف گائے اس کی تھی بلکہ جو کچھ تیرے پاس ہے، سب اسی کا ہے۔ یہ سن کر جب وہ غصے سے بے قابو ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اب تیار ہو جا، میں ایک سربستہ راز سے پردہ اُٹھاتا ہوں۔ سن لے، نہ صرف زر، زمین اور مال و جائداد اسی کا ہے بلکہ تو بھی اسی کی ملکیت ہے، اسی کا غلام ہے۔

اب تو اس کی بے تابی کی حد نہ تھی۔ آپ نے فرمایا، پیچ و تاب نہ کھا، صبر سے کام لے۔ ان ساری باتوں کی تصدیق چاہتا ہے تو میرے ساتھ چل۔ یہ کہہ کر اس فقیر اور گائے والے کو اپنے ہم راہ لیا اور جنگل کی طرف نکل گئے۔ واقعہ اتنا عجیب و غریب تھا کہ تماشا دیکھنے کے لیے خلق کا ایک بہت بڑا ہجوم آپ کے گرد جمع ہو گیا۔ ایک درخت کے نیچے پہنچ کر آپ کھڑے ہو گئے اور حکم دیا کہ یہاں کھودو۔ تھوڑی سی گہرائی کے بعد وہاں سے انسان کا ایک سر نکلا اور اس کے قریب ہی ایک خنجر دفن تھا۔ جب اسے نکالا گیا تو اس پر مقتول کا نام کندہ تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے درخت کو حکم دیا کہ جو تو نے دیکھا ہے اس کی شہادت دے۔ درخت نے عرض کیا، یا نبی اللہ! یہ سر اس فقیر کے باپ کا ہے، یہ گائے والا اسی کا غلام تھا۔ اس نے موقع پا کر اپنے آقا کو اسی کے خنجر سے ذبح کیا اور خنجر کے ساتھ یہاں دفن کر دیا۔ اس کے سارے اموال و جائداد پر قابض ہو گیا، مقتول کا یہ بیٹا اس وقت بہت کم سن تھا، جب اس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بالکل تنگ دستی اور محتاجی کی حالت میں پایا۔ وہ یہ بھی نہیں جان سکا کہ اس کا باپ کون تھا، اور اس کے پاس کچھ مال و زر تھا یا نہیں۔

درخت کی اس کھلی ہوئی شہادت کے بعد اس گائے والے کو بھی اپنے جرم کا اقرار کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ قتلِ ناحق کی سزا میں غلام کی گردن ماری گئی اور اپنے مقتول باپ کا جائز وارث ہونے کی

حیثیت سے فقیر ساری جائداد اور مال وزر کا مالک بن گیا۔

(۱۳) پچھلی اُمتوں میں خدا کا ایک عابد و زاہد بندہ تھا، جو سمندر کے ایک جزیرے میں پہاڑ کی چوٹی پر رہتا تھا۔ وہ شب و روز خدا کی عبادت کرتا تھا۔ پہاڑ پر وہی اکیلا ایک آدم زاد تھا، اس لیے ان تمام گناہوں سے وہ بالکل پاک صاف تھا، جو ہم جنس کے تعاون سے وجود میں آتے ہیں۔

اپنی رحمت و کرم سے خدائے کریم نے اپنے بندۂ عابد کے لیے پہاڑ پر ایک شیریں چشمہ جاری کر دیا اور سامنے ہی میٹھے انار کا درخت اگا دیا، وہ انار کے پھل کھاتا اور شیریں چشمے کا پانی پیتا۔

اسی طرح وہ چار سو سال تک خدا کی تسبیح و تہلیل اور عبادت و ریاضت میں مصروف تھا۔ یہاں تک کہ جب اس کی موت کا وقت آیا تو حضرت عزرائیل علیہ السلام اس کے پاس تشریف لائے، اس نے کہا، اتنی اجازت دیجیے کہ میں تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لوں اور دوسری رکعت کے آخری سجدے میں جاؤں تو آپ میری روح قبض کر لیں۔ عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ میں تمھارے لیے اتنی اجازت لے کر آیا ہوں۔

چنان چہ اس نے تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ جیسے ہی دوسری رکعت کے آخری سجدے میں گیا کہ روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ ان کا بدن اب تک سلامت ہے اور اسی طرح سجدے کی حالت میں ہے۔

حضرت سیدنا جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ میں جب بھی آسمان پر جاتا ہوں، یا آسمان سے اُترتا ہوں، اس بندۂ عابد کو اسی طرح سر بہ سجود دیکھتا ہوں۔

یہ بندہ اس شان سے خدا کے دربار میں قیامت کے دن حاضر ہوگا کہ عبادت و خیر کے سوا، نامۂ اعمال میں ایک گناہ کا بھی اندراج نہ ہوگا۔ اس لیے نہ حساب کی ضرورت پیش آئے گی اور نہ میزانِ عمل پر کھڑے ہونے کی۔

فرشتوں سے ارحم الراحمین ارشاد فرمائے گا: اذھبوا بعبدی الیٰ جنتی برحمتی (ترجمہ) میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔

رب العزت کا یہ فرمان سن کر وہ بندہ کہے گا رحمت سے نہیں بلکہ میرے عمل سے۔ یعنی میں نے عمل ہی ایسے کیے ہیں کہ میں جنت میں جانے کا مستحق ہوں۔

اس کی یہ بات سن کر پروردگارِ عالم ارشاد فرمائے گا، لوٹاؤ میرے بندے کو اور میزان کھڑی

کرو۔ اس کے ایک پلے میں اس کی چار سو برس کی عبادت رکھو، دوسری پلے میں میرے لاکھوں نعمتوں میں سے صرف ایک نعمت آنکھ رکھ دو اور دونوں کو وزن کرو۔ جب وزن کیا جائے گا تو چار سو برس کی عبادت صرف ایک آنکھ کی نعمت کے مقابلے میں کم ہو جائے گی۔

ارشاد ہوگا: **اذھبوا بعبدی الیٰ ناری بعدلی** (ترجمہ) میرے اس بندے کو میرے عدل سے جہنم میں لے جاؤ۔ یہ سنتے ہی وہ آہ وزاری کرتے ہوئے چیخ پڑے گا کہ اے میرے رب تو مجھے بخش دے، میں اپنے عمل کا نہیں تیری رحمت کا سہارا لیتا ہوں، میں تیرے عدل کا نہیں، تیرے کرم کا سائل ہوں۔

اس کا تڑپنا اور بلکنا دیکھ کر خدا کو رحم آئے گا اور ارشاد ہوگا کہ: **اذھبوا بعبدی الیٰ جنتی برحمتی** (ترجمہ) لے جاؤ میرے اس بندے کو میری جنت میں میری رحمت و کرم سے۔

(۱۴) حق العبد کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت نے حدیث کے حوالہ سے قیامت کے دن کا ایک واقعہ نقل فرمایا کہ ایک شخص کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا۔ جیسے ہی وہ جنت کی طرف قدم بڑھائے گا، ایک شخص راستہ روک کر کھڑا ہو جائے گا اور خداوند قدوس سے عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میرے اس بھائی سے میرا حق دلا دے۔ حکم ہوگا کہ اپنی نیکیاں اسے دے کر اس کا حق ادا کر۔ اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی، لیکن اس کا حق ہنوز باقی رہے گا۔

حق کے بدلے میں نیکیوں کا تناسب بیان کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''تین پیسے کے بدلے میں سات سو نماز با جماعت دلائی جائیں گی۔''

اس کی نیکیاں ختم ہو جانے کے بعد حق دار پھر کھڑا ہوگا اور استغاثہ پیش کرے گا کہ اس سے میرا حق دلایا جائے اور اسے حکم ہوگا کہ حق دار کے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر لاد کر اس کا حق ادا کر۔ حق دار کے تمام گناہ ختم ہو جائیں گے پھر بھی اس کا حق باقی رہے گا۔

پھر وہ کھڑا ہوگا اور عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میرا حق میرے بھائی سے دلا دے۔ ارشاد ہوگا! اس کی تمام نیکیاں تجھے مل گئیں، تیرے تمام گناہ اس پر لاد دیے گئے، اب اس کے پاس کیا ہے جو تو اس سے لے گا؟ عرض کرے گا، اے میرے رب! میرا حق ابھی باقی ہے، اس سے دلوا دے۔

تب فرشتوں کو حکم ہوگا کہ جنت کا ایک محل خوب آراستہ کر کے عرصۂ محشر میں لایا جائے جیسے ہی میدان میں چاندنی کی طرح چمکتا ہوا محل لا کر رکھا جائے گا کہ سب لوگ نہایت اشتیاق کے ساتھ اسے دیکھنے لگیں گے۔

رب العزت ارشاد فرمائے گا کہ میں اس مکان کو بیچتا ہوں، کوئی ہے جو اسے خرید لے؟ حق دار عرض کرے گا، بھلا اس کی قیمت کس کے پاس ہوگی جو اسے خرید سکے گا؟ حق تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اس کی قیمت تیرے پاس موجود ہے۔

ارشاد ہوگا اپنے بھائی کا حق معاف کردے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں چلا جا۔ وہ خوشی سے جھومتے ہوئے اپنے بھائی کے ہم راہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔

(۱۵) ایک صاحب حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں تھے۔ انھوں نے نیم بیداری کی حالت میں دیکھا کہ ایک ٹیلہ پر یاقوت کی کرسی بچھی ہے، اس پر سید الطائفہ سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور نیچے ایک مخلوق جمع ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی عرضی ان کے دستِ مبارک میں دیتا ہے اور وہ اسے بارگاہِ رب العزت میں پیش کرتے ہیں۔

یہ صاحب بھی اسی ہجوم میں شامل ہیں، لیکن بالکل خاموش کھڑے ہیں۔ حضرت نے انھیں اس حال میں دیکھا تو ارشاد فرمایا: هات اعرض قصتك لاؤ میں تمھاری عرضی بھی بارگاہِ رب العزت میں پیش کردوں۔ انھوں نے فوراً عرض کیا: او شیخی عزلوه کیا میرے شیخ کو معزول کردیا گیا۔ فرمایا والله ما عزلوه ولن یعزلوه خدا کی قسم نہ ان کو معزول کیا اور نہ کبھی انھیں معزول کریں گے۔

یہ سننے کے بعد مرید سعید نے عرض کیا تو پھر میرا شیخ میرے لیے بہت کافی ہے۔ آنکھ کھلی تو فوراً دربارِ غوثیت میں حاضر ہوئے تاکہ واقعہ عرض کریں، قبل اس کے کہ سرکار میں کچھ عرض کرتے، حضور نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا: هات اعرض قصتك لاؤ میں خود تمھاری عرضی بارگاہِ رب العزت میں پیش کردوں۔

یہ واقعہ بیان کر کے اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کیا کہنے ہیں سرکارِ غوثیت مآب کے کہ ع

ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند

پھر فرمایا کہ جب تک مرید یہ اعتقاد نہ رکھے کہ میرا شیخ تمام اولیاے زمانہ سے میرے لیے بہتر ہے، نفع نہ پائے گا۔

احادیثِ کریمہ:

قصص وحکایات کے اقتباسات کے بعد اب ملفوظات کے سیکڑوں صفحات پر احادیث کے منتخبات ملاحظہ فرمائیے۔

پہلی حدیث:

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اغد عالماً او متعلماً او مستمعاً او محباً ولا تکن الخامس فتهلك۔

(ترجمہ) یعنی صبح اس حال میں کر کہ تو خود عالم ہو، یا علم سیکھتا ہو، یا علما کی زبان سے دین کی باتیں سنتا ہو یا تیرے اندر یہ خوبیاں نہ پیدا ہو سکیں تو کم از کم اتنا کر کہ تو اہلِ علم سے محبت کرتا ہو، دُنیا اور آخرت کی سعادت ان ہی چار چیزوں میں منحصر ہے اور پانچواں مت بننا کہ اس میں تیرے لیے ہلاکت ہے۔ یعنی اپنی ایسی حالت مت بنانا کہ نہ خود عالم بنے نہ علم سیکھے نہ علما کی باتیں سنے اور نہ ان سے محبت کرے۔

دوسری حدیث:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ یا کسی بیمار کو دیکھ کر یہ دُعا پڑھے گا مولیٰ تعالیٰ اس دُعا کی برکت سے اسے اس بیماری یا اس مصیبت سے محفوظ رکھے گا وہ یہ دُعا ہے۔

الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاك بہ و فضلنی علیٰ کثیر ممن خلق تفضیلاً۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی میں اس دُعاے مبارک کے سیکڑوں تجربات کیے۔ جب بھی کسی ابتلا کو دیکھ کر میں نے یہ دُعا پڑھی بفضلہٖ تعالیٰ اس ابتلا سے تا حیات محفوظ رہا۔

تیسری حدیث:

ایک صحابی؛ سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ دُنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے، یعنی میں افلاس وتنگ دستی کا شکار ہو گیا ہوں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تمھیں تسبیح ملائکہ یاد نہیں ہے، جس کی برکت سے روزی دی جاتی ہے۔ تم طلوعِ فجر کے ساتھ سو بار وہ تسبیح پڑھ لیا کرو۔ دُنیا تمہارے قدموں میں ذلیل وخوار ہو کر آئے گی۔ وہ تسبیح یہ ہے: سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ۔

چوتھی حدیث:

قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لیے بارگاہِ رب العزت میں لایا جائے گا، اس سے سوال ہوگا، دُنیا سے کیا لایا؟ جواب دے گا فرض نمازوں کے علاوہ میں نے اتنے نوافل پڑھے، فرض روزوں کے علاوہ میں نے اتنے نفلی روزے رکھے، زکوٰۃ کے علاوہ میں نے اتنے صدقات وخیرات کیے، حجِ فرض کے علاوہ میں نے اتنے نفلی حج کیے۔

جب وہ اپنے سارے حسابات وعبادات بیان کر لے گا تو رب العزت اس سے ارشاد فرمائے گا: ھل والیت لی ولیا وعادیت لی عدوا۔ (ترجمہ) کبھی میرے دوستوں سے محبت بھی کی اور کبھی میرے دُشمن کو اپنا دُشمن گردانا؟

یعنی میری رضا اور خوشنودی کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے، کیوں کہ روزہ رکھ لینا، نماز پڑھ لینا، زکوٰۃ دے لینا اور حج کر لینا آسان ہے لیکن صرف خدا و رسول کے لیے کسی سے رشتہ توڑ لینا اور کسی سے رشتہ جوڑ لینا بہت مشکل ہے۔

پانچویں حدیث:

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ شب میں اپنے اصحاب کے مشاغل کا معائنہ فرماتے۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گزر فرمایا۔ دیکھا کہ وہ تہجد کی نماز میں بہت دھیمی آواز سے قرآن کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہ بہت بلند آواز سے قرآن کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب سے گزرے تو دیکھا کہ وہ جابہ جا سے قرآن کی متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں۔

صبح کو ہر ایک سے اس کے اندازِ تلاوت کی وجہ دریافت فرمائی۔ صدیق اکبر نے بیان کیا، یا رسول اللہ! **اسمعت من اناجیه** میں اس ذات کو سنا رہا تھا جس کے ساتھ میں مناجات میں مشغول تھا۔

حضرت فاروق اعظم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! **اطرد الشیطان واوقظ الوسنان۔** میں بلند آواز سے قرآن پڑھ کر شیطان کو بھگاتا ہوں اور سوتوں کو جگاتا ہوں۔

حضرت بلال نے بیان کیا، **کلام طیب یجمع اللہ بعضه مع بعض** پاکیزہ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض کے ساتھ ملاتا ہے۔

سب کا بیان سننے کے بعد حضور نے ارشاد فرمایا **کلکم قد اصاب** تم میں سے ہر ایک کا عمل ٹھیک ہے مگر اے صدیق تم قدرے اپنی آواز بلند کرو اور اے فاروق تم قدرے پست کرو اور اے بلال تم ایک سورت ختم کر لو تب دوسری سورت کی طرف چلو۔

چھٹی حدیث:

ایک دن ایسا ہوا کہ نماز کی اقامت ہوئی، حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ فرمانا ہی چاہتے تھے کہ دفعتاً صحابۂ کرام کو ارشاد فرمایا: **علیٰ رسلکم** تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ یہ فرما کر کاشانۂ اقدس کے اندر تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا، آج تقسیم کرتے کرتے تین دینار بچ گئے تھے، اچانک ابھی یاد آیا کہ وہ گھر میں رکھے ہوئے ہیں۔ میں ڈرا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر رات گزر جائے، اس لیے میں انھیں جا کر تصدق کر آیا۔

ساتویں حدیث:

حضرت مولائے کائنات سیدنا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: الاعداء ثلثه عدوك وعدو صديقك و صديق عدوك۔ دُشمن تین طرح کے ہوتے ہیں، ایک تیرا اپنا دُشمن، دوسرا تیرے دوست کا دُشمن، تیسرا تیرے دُشمن کا دوست۔

یوں ہی خدا کے دُشمنوں کی بھی تین قسمیں ہیں: ایک اس کے اصل دُشمن جیسے کفار و مشرکین، دوسرے اس کے محبوبوں کے دُشمن جیسے اس وقت کے منافقین اور آج کے وہابیہ، تیسرے اس کے دُشمنوں میں سے کسی کے دوست۔

آٹھویں حدیث:

حدیث میں ہے کہ جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی: ولسوف يعتيك ربك فترضىٰ اور البتہ قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اس وقت حضور شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اذن لا ارضىٰ وواحد من امتي في النار۔ ایسا ہے تو میں اس وقت راضی ہی نہ ہوؤں گا، جب تک کہ میری اُمت کے سارے افراد جہنم سے آزاد نہ ہو جائیں گے۔

نویں حدیث:

ایک حدیث خاص رافضیوں (شیعوں) کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ياتى قوم لهم نبز يقال لهم الرافضة لا يشهدون جمعةً ولا جماعة ويطعنون على السلف فلا تجالسوهم ولا تواكلوهم ولا تشاربوهم ولا تنا كحوهم واذا مرضوا فلا تعودهم واذا ماتو فلا تشهدوهم۔

(ترجمہ) ایک قوم آنے والی ہے، ان کا ایک برا لقب ہوگا۔ انھیں رافضی کہا جائے گا، وہ نہ جمعہ میں حاضر ہوں گے نہ جماعت میں اور سلف صالحین کو برا کہیں گے۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ کھانا اور نہ ان سے شادی کرنا اور بیمار پڑ جائیں تو نہ انھیں پوچھنے جانا اور مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہونا۔

دسویں حدیث:

ایک صاحب حضور پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، ان کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی۔ ارشاد فرمایا: ما لى ارىٰ في يدك حلية الاصنام۔ کیا ہوا کہ میں تمھارے ہاتھوں میں بتوں کا زیور دیکھتا ہوں۔

انھوں نے فوراً اُتار دی۔ دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے، فرمایا: مالی اریٰ فی یدک حلیۃ اھل النار۔ کیا ہوا کہ میں تمھارے ہاتھوں میں دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں۔

یہ سنتے ہی انھوں نے اُتار کر پھینک دیا اور عرض کی، یا رسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ ارشاد فرمایا: اتخذہ من الورق ولا تتمہ مثقالاً۔ چاندی کی بناؤ اور اس کا وزن ایک مثقال سے کم رکھو۔ (یعنی ساڑھے چار ماشے تک کی)

گیارہویں حدیث:

حضورِ اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا تمارضوا فتمرضوا۔ بہ تکلف بیمار نہ بنو کہ حقیقتاً بیمار ہو جاؤ گے۔

دوسری حدیث میں اس سے بھی زیادہ سخت وعید ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں: لا تمارضوا فتمرضوا افتموتو فتدخلوا النار۔ جھوٹے بیمار مت بنو کہ سچے بیمار ہو جاؤ گے اور اگر مر گئے تو جہنم میں پہنچ جاؤ گے۔

بارہویں حدیث:

حدیث شریف میں ہے، ایک بار سیدنا جبریل علیہ السلام حضورِ اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور دوسرے دن حاضر ہونے کا وعدہ کر کے چلے گئے۔ دوسرے دن حضورِ پاک صاحبِ لولاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کی آمد کا انتظار رہا۔ جب ان کے آنے میں دیر لگی تو حضور باہر تشریف لائے۔ دیکھتے کیا ہیں حضرت جبریل باہر دروازے پر کھڑے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ، یہاں کیوں کھڑے ہو، اندر کیوں نہیں آتے۔ جب جبریل نے عذر پیش کیا کہ: انا لا تدخل بیتا فیہ کلب او تصاویرہ۔ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

یہ سن کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے۔ ہر طرف تلاش کیا، کچھ نہیں ملا۔ دیکھا تو چارپائی کے نیچے کتے کا ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ اسے باہر نکالا اور حضرت جبریل علیہ السلام اندر تشریف لے گئے۔

تیرہویں حدیث:

حضورِ اکرم سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا ظھرت الفتن او قال البدع ولم یظھر العالم علمہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناسِ اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔

(ترجمہ) جب فتنے ظاہر ہوں، بدعت پھیلنے لگے اور ایسے موقع پر عالمِ دین اپنا علم ظاہر نہ

کرے یعنی اپنی کسی مصلحت یا مفاد کے لالچ میں خاموش رہے تو اس پر اللہ کی اور تمام فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہے، اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے گا اور نہ نفل۔

چودہویں حدیث:

حدیث میں ہے کہ ایک دن حضورِ اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی سے دریافت کیا۔ کیف اصبحت؟ تم نے صبح کس حال میں کی؟ انھوں نے جواب دیا، اصبحت مومنا حقا۔ ایک سچے مومن کی حالت میں میں نے صبح کی۔

پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعوے کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔ تمھارے پاس اپنے دعوے کی سچائی کے لیے کوئی دلیل ہو تو پیش کرو، جو تمہارے سچے مومن ہونے کی کیفیت کو ثابت کرے۔

انھوں نے بیان کیا کہ میں نے اس حال میں صبح کی کہ عرش سے تحت الثریٰ تک جملہ موجودات میرے پیشِ نظر ہیں۔ اہلِ جنت کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ جنت کے باغوں میں عیش کر رہے ہیں، اور یہیں سے جہنمیوں کی وہ لرزہ خیز چیخیں سن رہا ہوں جو دردناک عذاب کے نتیجے میں ہر وقت بلند ہو رہی ہیں۔

یہ سن کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اطمینان رکھو، تم منزلِ مقصود پر پہنچ گئے۔

پندرہویں حدیث:

حضورِ اکرم سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وصدقة السر تدفع میتة السوء وتطفئ غضب الرب۔ چھپا کر صدقہ دینا آدمی کو بری موت سے بچا لیتا ہے اور خداوند قہار کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ زندگی میں اپنے واسطے صدقہ کرنا موت کے بعد کے صدقے سے افضل ہے۔

ارشاد فرمایا: افضل الصدقة ان تصدق وانت صحیح شحیح تامل الغنی و تخشی الفقرو لا تمهل حتی اذا بلغت الحلقوم قلت لفلان کذا ولفلان کذا۔ بہترین صدقہ یہ ہے کہ تو اس حال میں خرچ کرے، جب تو تن درست اور مال پر حریص ہو۔ دولت کی خواہش رکھتا ہو اور محتاجی سے ڈرتا ہو، اس وقت کا صدقہ کسی کام کا نہیں، جب کہ دم گلے میں آکر اٹک گیا ہو اور تو وصیت کرے کہ اتنا فلاں کو دے دینا اور اتنا فلاں کو دے دینا۔

فقہی مسائل

کھانے کا مسنون طریقہ:

داہنا پاؤں کھڑا ہو اور بایاں بچھا رہے اور روٹی بائیں ہاتھ میں لے کر داہنے ہاتھ سے توڑنا

چاہیے۔ روٹی ایک ہاتھ سے توڑ کر کھانا اور دوسرا ہاتھ نہ لگانا متکبرین کی عادت ہے۔

اللہ کو میاں کہنا منع ہے:

اردو زبان میں لفظ میاں کے تین معنی ہیں، ان میں سے دو معنیٰ ایسے ہیں جو شان الوہیت کے قطعاً خلاف ہیں اور ان معنی سے خدا کی ذات بالکل پاک اور منزہ ہے۔ البتہ ایک معنی ایسا ہے جس کا اطلاق خدا کی ذات پر ہوسکتا ہے، لہٰذا جب ''میاں'' کا لفظ دو خبیث معنوں اور اچھے معنیٰ میں مشترک ٹھہرا اور شرع شریف میں وہ وارد بھی نہیں ہے تو ذاتِ باریِ تعالیٰ پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا۔ اس کے ایک معنی ''مولا'' کے ہیں۔ بلا شبہہ اس معنیٰ کا اطلاق اس کی ذات پر صحیح ہے اور دوسرے معنی ''شوہر'' کے ہیں، جب کہ تیسرے معنیٰ ''دلال'' (زنا کا دلال) جو زانیہ اور زانی کے درمیان رابطہ قائم کرے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خدا کی ذات ان دونوں معنیٰ کے صدق سے پاک و منزہ ہے۔

کس طرح کے گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں:

جس گناہ میں حق اللہ ہو اور حق العبد نہ ہو وہ توبہ سے معاف ہو جائے گا۔ لیکن وہ گناہ جس میں حق العبد بھی شامل ہو جب تک حق والے سے نہ معاف کرائے صرف توبہ سے معاف نہ ہوں گے۔

زنا میں بعض وقت عورت کا بھی حق ہوتا ہے، جب کہ جبراً اس کے ساتھ یہ فعل کیا جائے اور اس کے باپ، بھائی، شوہر، جس جس کو اس خبر سے عار لاحق ہو ان سب کا حق ہے، جب تک وہ بھی معاف نہ کر دیں صرف توبہ سے یہ گناہ معاف نہ ہوگا۔ اب یہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ ان لوگوں سے کن لفظوں میں معافی مانگنی چاہیے۔ بعض علمائے کرام کا کہنا ہے کہ چھپے ڈھکے الفاظ میں ان سے مانگے اور بعض علما فرماتے ہیں کہ صاف لفظوں میں ان سے معافی مانگنی ہوگی کہ مجھ سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے، معافی چاہتا ہوں۔ جمہور علما نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

نکاح کی ولایت:

لڑکی اگر نابالغ ہو تو اس کے نکاح کا ولی باپ ہے، باپ کے بعد دادا اور دادا نہ ہو تو بھائی اور بھائی نہ ہو تو بھتیجا اور بھتیجا نہ ہو تو چچا پھر چچا زاد بھائی۔

باپ کو صرف نکاح کی ولایت حاصل ہے طلاق کی نہیں، یعنی باپ اگر اپنے نابالغ لڑکے کی طرف سے اس کی بیوی کو طلاق دے تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی، کیوں کہ باپ نکاح کرا دینے کا مالک ہے کہ وہ نفع ہے، طلاق کا نہیں کہ وہ ضرر ہے۔

قضا نمازیں کس طرح ادا کی جائیں:

قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں۔ نہ معلوم کس وقت موت آجائے۔ قضا صرف فرض

نمازوں اور وتر کی ہے، جن کی یومیہ تعداد بیس رکعت ہے، جن لوگوں پر بہت سی نمازیں قضا ہوں ان کے لیے تخفیف اور جلد ادا ہونے کی صورت یہ ہے کہ اخیر کی دو یا ایک رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بجائے صرف تین بار سبحان اللہ پڑھ لے اور رکوع وسجود میں صرف ایک ایک بار سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ لینا بھی کافی ہے۔ اور التحیات کے بعد درود ماثورہ اور دُعائے استغفار کے بجائے اللھم صل علی سیدنا محمد و آلہ اور وتر کی نماز میں بجائے دُعائے قنوت کے رب اغفرلی پڑھ لینا کافی ہے۔

قضا نمازوں کی نیت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی اس کی نیت کرتا ہوں، سب سے پہلی ظہر یا عصر یا مغرب یا عشا کی جو نماز مجھ سے قضا ہوئی اس کی نیت کرتا ہوں، اس وقت تک پڑھتا رہے جب تک کہ ظن غالب نہ ہو جائے کہ ایک نماز بھی اب اس کے ذمہ باقی نہیں ہے۔ کیوں کہ جب تک فرض ذمہ باقی رہتا ہے، کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔

عمامہ کے ساتھ نماز پڑھانے کی فضیلت:

عمامہ کے ساتھ ایک نماز بغیر عمامہ کے ستر نماز کے برابر ہے۔

زمانۂ عدت میں نکاح پڑھانے کی برائی:

طلاق کی عدت کے ایام میں نکاح کا پیام دینا بھی حرام ہے، جس نے دانستہ عدت میں کسی کا نکاح پڑھایا، اگر حرام جان کر پڑھایا تو وہ سخت فاسق اور زنا کا دلال ہے اور اگر حلال جان کر پڑھایا تو خود اس کا نکاح جاتا رہا اور وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ یہی حکم اس نکاح میں شریک ہونے والوں کا بھی ہے۔

تعظیم وتوہین کا معیار:

تعظیم وتوہین عرف پر مبنی ہے۔ ایک چیز ایک زمانے میں تعظیم یا توہین ہوتی ہے دوسرے زمانے میں نہیں، اسی طرح ایک چیز ایک جگہ تعظیم یا توہین سمجھی جاتی ہے، دوسری جگہ نہیں، اس لیے جگہ اور وقت میں تبدیلی کے ساتھ ساتھ تعظیم وتوہین کے احکام بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔

طلاق کب واقع ہوتی ہے

کوئی شخص دل میں اگر اپنی بیوی کو طلاق دے تو اس سے طلاق واقع نہ ہوگی جب تک طلاق کے الفاظ اتنی آواز سے نہ کہے کہ کوئی مانع موجود نہ ہو تو خود اس کے کان سن لیں۔

حدِ قذف کہاں کہاں جاری ہوتی ہے:

جس طرح شریعت میں زانی کے لیے سزا مقرر ہے، اسی طرح اس شخص کے لیے بھی سزا مقرر

ہے جو کسی پر زنا کا جھوٹا بہتان لگاتا ہے۔ جب تک کہ چار عینی گواہوں سے وہ الزام ثابت نہیں کر دیتا وہ قاذف کہلائے گا اور اس پر حدِ قذف جاری کی جائے گی۔ کسی کو حرامی کہنا یا کسی لڑکی کو حرام زادی کہنا، یا بیٹی بہن کے ساتھ وہ برا الفظ بولنا بھی قذف ہی کے دائرے میں آتا ہے۔

نوکر اگر نماز نہ پڑھے تو آقا پر مواخذہ ہے:

جس طرح شریعت کی طرف سے والدین پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نماز کا پابند بنائیں اور ذمہ داری سے عہدہ برآ نہ ہونے کی صورت میں ان پر مواخذہ ہے اور قیامت کے دن اس جرم میں بھی پکڑے جائیں گے۔ انھوں نے اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کے لیے تاکید کیوں نہیں کی۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس کوئی مسلمان نوکر ہے تو آقا کی ذمہ داری ہے کہ اسے اپنی حد بھر نماز پڑھنے کی تاکید کرے۔ اگر آقا اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہ ہو تو اس پر بھی مواخذہ ہے اور وہ بھی قیامت کے دن پکڑا جائے گا۔

مرنے کے بعد شوہر اور بیوی کے احکام:

بیوی کے مرنے کے بعد شوہر اس کے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ ہاتھ میں کپڑا وغیرہ لپیٹ کر چھو سکتا ہے۔ اسے کاندھا بھی دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اُتار سکتا ہے۔ لیکن عورت کو بغیر کسی شرط کے اپنے مرحوم شوہر کو چھونے کی اجازت ہے۔

مرنے کے بعد مصنوعی دانت کا حکم:

مرنے کے بعد مصنوعی دانت نکال لینا چاہیے بشرطے کہ نکالنے میں کوئی تکلیف نہ ہو۔ اگر تکلیف ہو تو نہ نکالے اور اس کے ٹوٹے ہوئے اصلی دانت کفن میں رکھ دینا چاہیے۔

جنازہ کی نماز کے اوقات:

جنازہ اگر طلوعِ آفتاب یا غروبِ آفتاب کے وقت آیا یا عصر کی نماز کے بعد آیا تو پڑھ سکتا ہے اور اگر جنازہ پہلے سے لا کر رکھا ہے تو جب تک آفتاب غروب نہ ہو جائے، یا طلوع ہونے کے بعد بلند نہ ہو جائے، نہ پڑھے۔

شراب کی حرمت:

شراب کی حرمت نجاست کی وجہ سے ہے، صرف نشہ آور ہونے کے سبب نہیں، کیوں کہ وہ پیشاب کی طرح نجس ہے۔ شراب کا ایک قطرہ بھی کنویں میں گر جائے تو سارا کنواں نجس ہو جائے گا۔

☆☆☆

(ماخوذ: جہانِ مفتی اعظم، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

خانوادۂ برکاتیہ کا روحانی فرزند

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین برکاتی
سجادہ نشین خانقاہِ برکاتیہ، مارہرہ شریف

یہ مقالہ ماہ نامہ المیز ان کے ''امام احمد رضا نمبر'' میں شائع ہوا۔ اشاعت اپریل تا جون ۱۹۷۶ء میں ہوئی۔ مدیر محترم سیّد محمد جیلانی محامد صاحب کے اخلاص کا ثمر تھا کہ یہ نمبر مقبولیت کی مسند پر فائز ہوا۔ جہان بھر میں چرچا ہوا۔ بزمِ علم میں چھا گیا۔ حضور امین ملت مدظلہ العالی کا یہ مقالہ عام فہم اور چشم کشا ہے۔ اس زمانے میں حضور احسن العلماء سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں مارہروی خانقاہِ برکاتیہ کی مسند سجادگی پر جلوہ بار تھے۔ حضور مفتی اعظم بھی بزمِ عرفاں میں نور و نکہت پھیلا رہے تھے۔ اکابر کی موجودگی میں کاروانِ سوادِ اعظم کامیابی کے ساتھ رواں دواں تھا۔ آج مسند برکاتیہ پر حضور امین ملت برکاتیت کے جام سے اہلسنّت کو سیراب کررہے ہیں۔ امین ملت کے فکری نقوش اور خاندانی روایات کی امین یہ تحریر آپ کی بزم مطالعہ میں اس اُمید کے ساتھ پیش کی جارہی ہے کہ چالیس برس قبل لکھے گئے اس تحریری گلشن کی خوشبو سے دل و دماغ معطر کریں گے۔ -مدیر

ماہ نامہ ''المیز ان'' نے ''امام احمد رضا نمبر'' میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں سے روشناس کرایا ہے۔ اس مختصر مضمون میں راقم الحروف؛ اعلیٰ حضرت اور خاندانِ برکاتیہ سے متعلق ان واقعات کو بیان کرے گا، جو میری ان خاندانی روایات پر مشتمل ہیں، جن کا بیان مجھ سے والد ماجد حضور سیّدی احسن العلماء مدظلہٗ، عم مکرم حضور سیّد العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان اور دادا صاحب حضرت سیّد آلِ عبا قادری نوری مدظلہٗ نے فرمایا۔

ایک صدی سے زیادہ (عرصہ) گزرا، ۱۲۹۴ھ میں ایک نوجوان صاحب زادے مع اپنے والد بزرگوار مارہرہ کی خانقاہِ برکاتیہ میں تشریف لائے۔ سجادۂ غوثیہ برکاتیہ پر خاتم الاکابر حضرت سیّد شاہ آلِ رسول احمدی قدس سرہٗ تشریف فرما تھے۔ ایک مختصر مجلس میں، جس میں خاتم الاکابر کے خلیفہ، پوتے قدس سرہٗ حضور مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کے پیر و مرشد یعنی جد مکرم حضور پُرنور خاتم اکابر ہند سیّد

شاہ ابوالحسین احمد نوری الملقب میاں صاحب قدس سرہٗ اور میرے پردادا حضرت سیّد شاہ حسین حیدر حسینی میاں رحمۃ اللہ علیہ، جو خاتم الاکابر شاہ آلِ رسول احمدی قدس سرہٗ کے حقیقی نواسے اور بڑے محبوب خلیفہ تھے، تشریف فرما تھے۔ ان دونوں حضراتِ بریلی کو بیعت فرما کر خلافت سے نوازا گیا۔ نوری دادا نے پوچھا کہ حضور آپ کے خاندان میں تو خلافت بڑی ریاضت اور مجاہدے کے بعد دی جاتی ہے۔ ان دونوں حضرات کو آپ نے فوراً خلافت عطا فرما دی۔ حضرت سیّدی شاہ آلِ رسول رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ: میاں صاحب اور لوگ گندے دل اور نفس لے کر آتے ہیں اُن کی صفائی کی جاتی ہے، پھر خلافت سے نوازا جاتا ہے، مگر یہ دونوں حضرات پاکیزگی نفس کے ساتھ آئے تھے، صرف ''نسبت'' کی ضرورت تھی، وہ ہم نے عطا کر دی۔

قارئین سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ دونوں حضرات کون تھے؟ نوجوان صاحب زادے تھے چودہویں صدی کے ہونے والے مجدد اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ شاہ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی فاضل بریلوی قدس سرہٗ اور دوسرے صاحب تھے اعلیٰ حضرت کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان۔

اسی مجلس میں اعلیٰ حضرت کے مرشد سیّدی آلِ رسول قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا: میاں صاحب! ایک فکر عرصہ سے پریشان کیے ہوئے تھی بحمد اللہ! آج وہ دور ہو گئی، قیامت میں جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ: آلِ رسول ہمارے لیے کیا لایا، تو میں اپنے مولوی احمد رضا خاں کو پیش کر دوں گا۔ پھر مزید ارشاد فرمایا کہ:

''میاں صاحب (نوری دادا کو اسی لقب سے یاد فرماتے تھے) اب ہم بوڑھے ہوئے، ہمارا علم بوڑھا ہوا، تم جو کچھ لکھا پڑھا کرو وہ مولوی صاحب کو دکھا لیا کرو۔''

سبحان اللہ! مرشد برحق صاف صاف چودھویں صدی کے عہدۂ مجددیت پر اعلیٰ حضرت کے فائز ہونے کی بشارت دے رہے ہیں۔

حضرت صاحب نے اُسی محفل میں اعلیٰ حضرت کو وہ تمام اعمال و اشغال وغیرہا عطا فرما دیئے جو خانوادۂ برکاتیہ میں سینہ بہ سینہ چلے آ رہے تھے۔ مرشدِ برحق کے فیض روحانی کا یہ عالم تھا کہ جب اعلیٰ حضرت حویلی سجادگی سے باہر تشریف لائے تو ایسا محسوس ہوا گویا جوانی کے دور کے حضور سیّدی آلِ رسول تشریف لا رہے ہیں۔ حویلی سے باہر جو فقرا اور درویش حاضر تھے؛ انھوں نے حسبِ دستور قدیم اسمِ جلالت ''اللہ'' کا نعرہ بلند کیا۔ چند لمحات کے بعد اعلیٰ حضرت اپنی اصلی شکل میں آ گئے۔

بحمد اللہ! ایک صدی بیت جانے کے بعد بھی، لکڑی کی وہ چوکی اور مسند جس پر صدی کے مجدد نے پیرومرشد کے دستِ حق پرست پر جان و مال کا سودا کیا تھا، برکاتی حویلی سجادگی میں موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت اپنے مرشدانِ عظام کا اس درجہ ادب ملحوظ رکھتے تھے کہ مارہرہ کے اسٹیشن سے خانقاہِ برکاتیہ تک برہنہ پا پیدل تشریف لاتے تھے اور مارہرہ سے جب حجام خط یا پیام لے کر بریلی جاتا تو 'حجام شریف' فرماتے، اوراس کے لیے کھانے کا خوان اپنے سرِ اقدس پر رکھ کر لایا کرتے تھے۔

نوری دادا نے اعلیٰ حضرت کو ''چشم و چراغِ خاندانِ برکاتیہ'' فرمایا اور کہا کہ اس دور میں سنیّت کی کسوٹی مولانا احمد رضا خاں صاحب ہیں۔ اعلیٰ حضرت اور خاندانِ برکاتیہ کے تعلقات مثالی ہیں۔ نوری دادا، میرے مرشد برحق تاج العلماء سیّد شاہ اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی رضی اللہ عنہ، عم محترم حضور سیّد العلماء نے اپنی پوری زندگی ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کی اشاعت کے لیے وقف فرمادی۔ خاندانِ برکاتیہ کا بچّہ بچّہ اعلیٰ حضرت کا شیدائی ہے۔ ہماری نجی مجالس ہوں یا عوامی جلسے ہر جگہ ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کی تبلیغ و اشاعت ہی ہم لوگوں کا نصب العین اور مطمح نظر ہوا کرتا ہے۔ اس ضمن میں اپنے عم محترم حضور سیّد العلماء قدس سرہٗ کا یہ شعر مجھے بار بار یاد آرہا ہے ؎

حفظِ ناموسِ رسالت کا جو ذمہ دار ہے
یا الٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد

اعلیٰ حضرت کی مجددیت کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ انھوں نے بلاخوف و خطر اعدائے دین کا بھرپور رد کیا، اور اس بات کی کبھی پرواہ نہیں کی کہ مخالفین کے پاس مادّی وسائل بہت ہیں۔ اعلیٰ حضرت زبردست فقیہ، محدث، منطقی، فلسفی، ماہر علومِ ہیئت و نجوم تھے۔ اس کا ثبوت ان کی تصانیف سے ملتا ہے۔ جب مسائل میں اعلیٰ حضرت تحقیق فرمانے پر آتے ہیں تو اُن کی شانِ فقاہت بہت واضح طور سے سامنے آتی ہے۔

اعلیٰ حضرت اُردو نعت گو شعرا میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کا سلام ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' اُردو کا بہترین سلام ہے۔ پورے سلام کی جان صرف یہی مصرع ہے اور اس مصرع میں بھی ''جانِ رحمت'' کا تو جواب نہیں۔ اعلیٰ حضرت کو حضور غوثِ اعظم سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ مولانا حسرتؔ موہانی جو بذاتِ خود زبردست شاعر تھے، اعلیٰ حضرت کے اس شعر کے بہت مداح تھے ؎

تیری سرکار میں لاتا ہے رضاؔ اس کو شفیع
جو مِرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

اعلیٰ حضرت کو خاندانِ برکاتیہ سے جو عقیدت تھی اس کا عکس اب بھی حضور مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی ذاتِ مبارکہ سے جھلکتا ہے۔

سالِ گزشتہ عرسِ رضوی شریف کے موقع پر جب حضرت مفتی اعظم ہند نے اس کمترین کو خلافت سے نوازا تو مجمع کثیر کے سامنے لاؤڈ اسپیکر پر ارشاد فرمایا کہ سرکار مارہرہ مطہرہ اور مرشد برحق سیّد ابوالحسین نوری رضی اللہ عنہ سے مجھے جو کچھ عطا ہوا، وہ میں سب ان صاحب زادے صاحب کی نذر کرتا ہوں۔ سبحان اللہ! اس کمترین پر اتنا کرم صرف حضور مفتی اعظم ہند کا خلوصِ بیکراں ہے۔

اس سلسلے میں اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ اعلیٰ حضرت حقیقتاً ''چشم و چراغِ خاندانِ برکاتیہ'' تھے۔ جو نسبت خاندانِ برکاتیہ کو اُن سے اور ان کو خانوادۂ برکاتیہ سے ہے وہ کسی دوسرے خانوادہ کو نہیں۔ قابلِ صد مبارکباد ہے ماہ نامہ ''المیزان'' جو امام احمد رضا نمبر شائع کر کے وقت کی اس اہم ضرورت کو پورا کر رہا ہے جو عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی۔ میری دُعا ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ بطفیل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دینی خدمت کو شرفِ قبول عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

منظر اسلام

منبع نورِ رسالت منظر اسلام ہے
درس گاہِ علم و سنت منظر اسلام ہے
قبلہ گاہِ دین و ملت منظر اسلام ہے
مرکز اصلاح خلقت منظر اسلام ہے
یادگارِ اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

(حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ عظیم محقق

مفتی اسد الرحمٰن
لیکچرار اسلامک اسٹڈیز، انفار میٹیکس گروپ آف کالجز
پیر محل، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

امام اہلسنّت، بطلِ جلیل، فقیہ اعظم، اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمہ اللہ کو قدرت کی فیاضی سے علم کے اندر جو مقام ومرتبہ اور کمال ودیعت ہوا تھا وہ بہت کم علما کو حاصل ہوا ہے۔ اور یہ امر مسلمہ حقیقت ہے کہ ان کے معاصرین میں کوئی بھی ان کے ہم پلہ نہ تھا، اور اس بات کا اعتراف نہ صرف اپنوں نے کیا بلکہ مخالفین بھی اس کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے کہ: اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا علمی مقام عرب وعجم، ایشیا و افریقہ تک روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا اندازِ تحقیق

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا اندازِ بحث محققانہ ہے۔ منطقی مقالات اور سفسطوں سے آپ کا کلام بالکل پاک ہوتا تھا، اس قدر کہ علما کو مطالب تک پہنچنے کے لیے بسا اوقات عرق ریزی اور جاں فشانی کی ضرورت ہوتی۔ احتمالات مخالف کی تمام راہیں زبردست دلائل کے ساتھ اس طرح بند فرماتے کہ فریق مخالف کو آپ کے سامنے لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا مجددانہ اندازِ تبلیغ

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ مسلمانوں کے لیے ایسے قابلِ قدر اور سرمایۂ افتخار بزرگ ہیں کہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے سرشار ہو کر مفسدین کی مساعی کا سد باب کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اپنے مجددانہ فرائض کی بجا آوری میں کسی بادشاہ کے شہنشاہی اور علماے سوء کے جم غفیر یا ان لوگوں کے بلند بانگ علمی دعووں کی قطعاً پرواہ نہیں کی، اور ہر مصلحت کو نظر انداز کر کے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے دین وملت کی تجدید کا عظیم فریضہ سرانجام دیا۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا قلمی جہاد

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی نظریات کی پیوند کاری کرنے

والوں سے قلمی جہاد کیا۔ نیز علمائے حق اور علمائے سوء میں پہچان کرائی، اور ایسے مصلحین کے تعاقب میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے؛ جنھوں نے نئے نئے فرقے بنا کر مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی اور براہین قاطعہ کے ساتھ ان کے مزعومہ دلائل کو بکھیر کر رکھ دیا۔ اور آپ نے عظمت خداوندی اور شانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم بلند کیا اور ان کی شان میں توہین کرنے والوں کے دلائلِ فاسدہ وخیالاتِ کاسدہ کا عمر بھر ردِ بلیغ کرتے رہے۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی فنون میں مہارت

آپ کو پچاس سے زیادہ علوم وفنون میں مہارت حاصل تھی ہی، جب کے کئی علوم تو ایسے ہیں جن میں آپ درجۂ امامت پر فائز تھے، اور کچھ علوم تو ایسے ہیں کہ جو آپ کے ساتھ ہی رُخصت ہو گئے اور ان میں مہارت رکھنا تو دور کی بات ہے، ان سے ادنیٰ سی واقفیت رکھنے والا بھی روئے زمین پر کوئی نظر نہیں آتا۔ آپ نے ہر علم وفن میں متعدد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں، جس موضوع پر قلم اُٹھایا تو لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے راہزنِ دین وایمان کے چہروں سے نقاب کو ایسے مجددانہ اور بے مثال انداز سے ہٹایا کہ ہر صاحبِ نظر کو ان کے بدنما چہرے صاف نظر آنے لگے۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا علمی مقام ومرتبہ

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی کتب پر نظر ڈالنے سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت سے علوم عطا فرمائے تھے؛ جن سے آج لوگ محروم ہیں۔ یہاں پر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی بعض کتب کا مختصراً تعارف پیش کیا جا رہا ہے جس سے آپ کا علمی مقام ومرتبہ واضح ہو جائے گا۔

منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین

اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومنے پر جب اعتراض کیا گیا تو اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے انتیس سال کی عمر میں جامع جواب تحریر فرمایا۔

اولاً: مقاصد حسنہ، جامع الرموز، شرح نقایۃ، مختصر الوقایۃ، فتاوٰی صوفیہ، کنز العباد، ردالمحتار حاشیہ درمختار وغیرہا کتبِ سے تقبیل الابہامین کا استحباب بیان فرمایا۔

ثانیاً: تقبیل الابہامین کے متعلق احادیث کے متعلق امام سخاوی کی المقاصد الحسنہ، علامہ علی قاری کی موضوعاتِ کبیر، علامہ ابن عابدین شامی کی ردالمحتار میں وارد لفظ 'لا یصح' کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

خادمِ حدیث پر روشن کہ اصطلاحِ محدثین میں نفیِ صحت نفیِ حسن کو بھی مستلزم نہیں نہ کہ نفی

صلاح وتماسک وصلوح تمسک، نہ کہ دعویٰ وضعِ کذب، تو عندالتحقیق ان احادیث پر جیسے باصطلاحِ محدثین حکمِ صحت صحیح نہیں یوں ہی حکمِ وضع وکذب بھی ہرگز مقبول نہیں، بلکہ بتصریح ائمہ فن کثرتِ طُرق سے جبر نقصان متصوّر اور عملِ علما وقبولِ قُدما حدیث کے لیے قوی، دیگر اور نہ سہی تو فضائلِ اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول، اور اس سے بھی گزر یے تو بلاشبہہ یہ فعل اکابرِ دین سے مروی ومنقول اور سلف صالح میں حفظ صحتِ بصر وروشنائی چشم کے لیے مجرب اور معمول......

محدثین کرام کا کسی حدیث کو فرمانا کہ صحیح نہیں اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ غلط وباطل ہے، بلکہ صحیح اُن کی اصطلاح میں ایک اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے جس کے شرائط سخت ودشوار اور موانع وعلائق کثیر وبسیار، حدیث میں اُن سب کا اجتماع اور اِن سب کا ارتفاع کم ہوتا ہے، پھر اس کمی کے ساتھ اس کے اثبات میں سخت دقتیں۔

اگر اس مبحث کی تفصیل کی جائے کلام طویل تحریر میں آئے، ان کے نزدیک جہاں ان باتوں میں کہیں بھی کمی ہوئی فرما دیتے ہیں 'یہ حدیث صحیح نہیں' یعنی اس درجہ علیا کو نہ پہنچی، اس سے دوسرے درجہ کی حدیث کو حَسَن کہتے ہیں یہ باآنکہ صحیح نہیں پھر بھی اس میں کوئی قباحت نہیں ہوتی ورنہ حَسَن ہی کیوں کہلاتی، فقط اتنا ہوتا ہے کہ اس کا پایہ بعض اوصاف میں اس بلند مرتبے سے جھکا ہوتا ہے، اس قسم کی بھی سَیکڑوں حدیثیں صحیح مسلم وغیرہ کتب صحاح بلکہ عندالتحقیق بعض صحیح بخاری میں بھی ہیں، یہ قسم بھی استناد واحتجاج کی پُوری لیاقت رکھتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 5)

اور اپنے اس دعویٰ کا ثبوت حلیہ شرح منیہ، الصواعق المحرقہ لابن حجر مکی، نزہۃ النظر توضیح نخبۃ الفکر للعسقلانی، موضوعات کبیر لملاعلی القاری، جواہر العقدین للسمہودی، شرح زرقانی علی المواہب، شرح صراط مستقیم لعبدالحق الدہلوی، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ لملاعلی القاری، النکت علی ابن الصلاح للزرکشی، الآلی للسیوطی، تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ للفتنی، موضوعات لابن جوزی، القول المسدد، التعقبات علی الموضوعات للسیوطی، قوت الحجاج للعسقلانی، مقدمۃ المنہاج للنووی، التاریخ للذہبی، التدریب للسیوطی، میزان الاعتدال للذہبی سے پیش کیا کہ 'لایصح' سے مراد حدیث کا موضوع ہونا نہیں ہے۔

ثالثاً: الآلی للسیوطی، میزان الاعتدال للذہبی، النکت علی ابن الصلاح للزرکشی، فتح المغیث للسخاوی، موضوعات کبیر لملاعلی القاری، شرح مواہب للزرقانی، مقاصد حسنہ للسخاوی اور حرز ثمین وغیرہ کتب سے ان روایات کا درست ہونا ثابت کیا۔

حیات الموات فی بیان سماع الأموات

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی عمر ۳۳ رسال تھی، جب کسی نے اعتراض کیا کہ سماع موتی ممکن نہیں

ہے تو آپ نے 'حیات الموات فی بیان سماع الأموات' کی صورت میں ثابت کیا کہ حضرات اولیاے کرام رحمہم اللہ بعد از وصال زندہ اور ان کے تصرف و کرامات پایندہ اور ان کے فیض بدستور جاری اور ہم غلاموں خادموں محبوں معتقدوں کے ساتھ وہی امداد و اعانت جاری و ساری ہے۔

انیس احادیث سے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے موت کے بعد روح کی بقا پر ثبوت دیا۔ دو احادیث سے اہلِ قبور کا سماع اور احیا بیان کیا۔ چار احادیث سے اہلِ قبور کا زندہ لوگوں کے ساتھ تعلق و تصرف بیان فرمایا۔ آٹھ احادیث سے ثابت کیا کہ زندہ لوگوں کی زیادتی سے اہلِ قبور کو تکلیف پہنچتی ہے، کیوں کہ وہ اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ تیرہ احادیث سے ثابت کیا کہ اہلِ قبور اپنی زیارت کو آنے والے لوگوں کو پہچانتے بھی ہیں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں، اور ان کے ساتھ کلام بھی کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے جوتوں کی آواز کو بھی سنتے ہیں۔ چار احادیث سے ثابت کیا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اہلِ قبور کے ساتھ کلام کیا۔

انتیس صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، اکیس تابعین عظام اور دو سو پانچ علماے اسلام کے اقوال و ارشادات کی روشنی میں مُردوں کے متعلق مذکورہ امور کو ثابت کیا اور ان کا عقیدہ واضح کیا۔

حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین

جب آپ کی عمر اکتالیس سال تھی تو ایک اہلِ حدیث عالم محمد نذیر حسین دہلوی نے اپنی کتاب میں دعویٰ کیا کہ دو نمازوں کو عام حالات میں بھی جمع کیا جا سکتا ہے، اور حنفی مسلک کو حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف قرار دیا تو پھر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اس کا جواب 'حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین' کی صورت میں دیا۔ اور تیئیس صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، آٹھ آیات قرآنی، اور چالیس احادیث سے ثابت کیا کہ احناف کا مؤقف حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق ہے۔ کیوں کہ احادیث میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جمع منقول اُس میں صراحتاً وہی جمع صوری مذکور یا مجمل و محتمل اُسی صریح مفصل پر محمول، جمع حقیقی کے باب میں اصلاً کوئی حدیث صحیح صریح مفسر وارد نہیں جمع تقدیم تو اس قابل بھی نہیں کہ اُس پر کسی حدیث صحیح کا نام لیا جائے جمع تاخیر میں احادیث کثیرہ کے خلاف دو حدیثیں ایسی آئی ہیں جن سے بادی النظر میں دھوکا ہو مگر عند التحقیق جب احادیث متنوعہ کو جمع کر کے نظرِ انصاف کی جائے فوراً حق ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ بھی وجوباً یا امکاناً اسی جمع صوری کی خبر دے رہی ہیں غرض جمع وقتی پر شرع مطہر سے کوئی دلیل واجب القبول اصلاً قائم نہیں بلکہ بکثرت صحیح حدیثیں اور قرآن عظیم کی متعدد آیتیں اور اُصول شرع کی واضح دلیلیں اُس کی نفی پر حجت مبین، یہ اجمال کلام و دلائل مذہب ہے۔

اہلِ حدیث عالم نذیر حسین دہلوی کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نفسِ مسئلہ میں ملّا جی نے اپنے موافق کہیں چودہ، کہیں پندرہ صحابیوں سے روایات آنا بیان کیا، اور خود ہی اُسے بگاڑ کر کمی کی طرف پلٹے اور چار سے زیادہ ظاہر نہ کر سکے، اُن میں بھی عندالانصاف اگر کچھ لگتی ہوئی بات ہے تو صرف ایک سے۔ میں بعونہٖ تعالیٰ اپنے موافق روایات تئیس صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لاؤں گا، ملّا جی صرف چار حدیثیں پیش خویش اپنے مفید دکھا سکے، جن میں حقیقۃً کوئی بھی ان کے مفید نہیں اور آیت کا تو اُن کی طرف نام بھی نہیں، میں بحول اللہ تعالیٰ اُن سے دُونی آیتیں اور دس گنی حدیثیں اپنی طرف دکھاؤں گا، میں یہ بھی روشن کر دوں گا کہ حنفیہ کرام پر غیر مقلدوں کی طعنہ زنی ایسی پوچ ولچر بے بنیاد ہوتی ہے، میں یہ بھی بتادُوں گا کہ ان صاحبوں کے عمل بالحدیث کی حقیقت اتنی ہے، میں یہ بھی دکھادوں گا کہ ملّا جی صاحب جو آج کل مجتہد العصر اور تمام طائفہ کے استاد مانے گئے ہیں اُن کی حدیث دانی ایک متوسط طالب علم سے بھی گرے درجہ کی ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ: اہلِ حدیث عالم نذیر حسین دہلوی کو مشورہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

مُلا جی! صرف ایک مسئلے میں اول تا آخر اتنی خرافات، علمِ حدیث کی کھلی کھلی باتوں سے یہ جاہلانہ مخالفات، اگر دیدہ ودانستہ ہیں تو شکایت کیا ہے کہ اخفائے حق وتلمیع باطل وتلبیس عامی واغوائے جاہل، طوائف ضالہ کا ہمیشہ داب رہا ہے، اور اگر خود حضرت کی حدیث دانی اتنی ہے تو خدارا خدا ورسول سے حیا کیجئے، اپنے دین دھرم پر دیا کیجئے یہ منہ اور اجتہاد کی لپک، یہ لیاقت اور مجتہدین پر ہمک، عمر وفا کرے تو آٹھ دس برس کسی ذی علم مقلد کی کفش برداری کیجئے، حدیث کے متون وشروح واُصول ورجال کی کتابیں سمجھ کر پڑھ لیجئے اور یہ نہ شرمایئے کہ بوڑھے طوطوں کے پڑھنے پر لوگ ہنستے ہیں، ہنسنے دو ہنستے ہی گھر بستے ہیں، اگر علم مل گیا تو عین سعادت یا طلب میں مر گئے جب بھی شہادت، بشرطِ صحت ایمان وحسن نیت واللہ الھادی لقلب اخبت۔

الحمدللہ مہرِ حق متجلی ہوا اور آفتابِ صواب متجلی، جن جن احادیث سے جمع بین الصلاتین کا ثبوت نہ سہل ثبوت بلکہ قطعی ثبوت زعم کیا گیا تھا واضح ہوا کہ اُن میں ایک حرف مثبت مقال نہیں مذہب حنفی اثبات صوری ونفی حقیقی دونوں میں بے دلیل بتادیا تھا، روشن ہوا کہ قرآن وحدیث اُسی کے موافق، دلائل ساطعہ اسی پر ناطق جن میں رَدوانکار کی اصلاً مجال نہیں، اور بعونہٖ تعالیٰ بطفیل مسئلہ وہ تازہ مجہلہ کہنہ مشغلہ ادعائے عمل بالحدیث کا اشغلا، اس کا بھرم بھی من مانتا کھلا، کہ ہوا سے غرض، ہوس سے کام اور اتباعِ حدیث کا نام بدنام، پُرانے پُرانے حد کے سیانے جب اپنی سخن پروری پر آئیں صحیح حدیثوں کو مردود

بتائیں ثقہ ائمہ کو مطعون بتائیں، بخاری و مسلم پسِ پشت ڈالیں، اُن کے رواۃ و اسانید میں شاخسانے نکالیں، ہزار چھل کریں سو ہزار پیچ جیسے بنے صحیح حدیثیں ہیچ، امام مالک و امام شافعی کی تقلید حرام نہ فقط حرام کہ شرک کا پیغام، مگر جب حنفیہ کے مقابل دم پر بنے مجتہد چھوڑ مقلدوں کی تقلید سے گاڑھی چھنے، اب ایک ایک شافعی مالکی کو جھک جھک کر سلام اس کے پاؤں پکڑ اُس کا دامن تھام، یہ بڑا پیشوا وہ بھاری امام، اُن میں جس کا کلام کہیں ہاتھ لگ گیا اگر چہ کیسا ہی ضعیف کتنا ہی خطا، بس خضر مل گئے غنچے کھل گئے، اندر کے جی کے کواڑ کھل گئے سب کوفت سوخت کے غبار دھل گئے، وحی مل گئی ایمان لے آئے اسی سے حنفیہ پر حجت لائے، اب خبردار کوئی پیچھے نہ پڑو احبار و رہبان کی آیت نہ پڑھو، چھٹکارے کی گھڑی بچاؤ کا وقت ہے، شرک بلا سے ہو اب تو مکت ہے۔ مسلمانو! حضرات کے یہ انداز دیکھے بھالے اپنا ایمان بچائے سنبھالے، فریب میں نہ آنا یہ زہر در جام ہیں دھوکا نہ کھانا، سبزہ بر دام ہیں بے سہاروں کی چال ہر حال بُری ہے تقلید سے بری ائمہ سے بری ہے، بے راہ روی کا دھیان نہ لانا چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلانا، اتباعِ ائمہ راہِ ہُدٰی ہے راہِ ہُدٰی کا والی خدا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 5)

العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے علمی مقام و مرتبہ کو جاننے کے لیے 'فتاویٰ رضویہ' کا تعارف جان لینا ہی کافی ہے، جو کہ تینتیس جلدوں میں جدید تحقیق و تخریج کے ساتھ شائع ہو چکا ہے، جس میں بائیس ہزار صفحات، چھ ہزار آٹھ سو سینتالیس سوالات و جوابات، چار ہزار پچانوے استفتا، جس میں ایک ہزار سے زائد استفتا صرف علمائے کرام کی طرف سے پیش کیے گئے۔ اور 'فتاویٰ رضویہ' میں دو سو چھ رسائل لکھے گئے ہیں۔

تیمم کے متعلق سوال کا جواب

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ سے تیمم کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے تیمم کی تعریف تفصیل کے ساتھ بیان کی، اس کے بعد ایک سو پچہتر صورتیں بیان کیں۔ اور جن چیزوں سے تیمم کیا جا سکتا ہے اس میں ایک سو سات چیزوں کا اضافہ بیان کیا۔ جن چیزوں سے تیمم نہیں کر سکتے سو سے زائد کی تعداد میں بیان فرمائیں۔ تقریباً پونے تین سو صفحات پر مشتمل جواب تحریر فرمایا، جس میں محققانہ نظر و فکر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 3)

پانی کی اقسام کا بیان

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے پانی کی اقسام بیان کرتے ہوئے ایک سو ساٹھ قسمیں لکھیں، جن

سے وضو کرنا جائز ہے، اور ایک سو چھیالیس قسمیں بیان فرمائی جن کے ساتھ وضو کرنا جائز نہیں ہے، جب کہ ایک سو پچہتر اقسام بیان فرمائیں کہ جب پانی کے استعمال کرنے سے عجز لاحق ہو جاتا ہے

لمعة الضحی فی اعفاء اللحی

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ سے جب داڑھی کی مقدار کے متعلق پوچھا گیا یا کہ ایک مٹھی تک داڑھی کا رکھنا واجب ہے یا نہیں؟ تو آپ نے 'لمعۃ الضحی فی اعفاء اللحی' کی صورت میں اٹھارہ قرآنی آیات، بہتر احادیث اور ساٹھ مستند علمائے کرام رحمہم اللہ کے فرامین سے ثابت کیا کہ مٹھی بھر داڑھی رکھنا واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 22)

اس کے علاوہ نوٹ کی شرعی حیثیت پر 'کفل الفقیہ الفاہم فی اُحکام قرطاس الدراہم'، امکان کذب باری تعالیٰ کے متعلق 'سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح'، علمِ مصطفیٰ ﷺ پر چند گھنٹوں میں 'الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ' اور ان کے علاوہ کثیر کتب ہیں جو آپ کے علمی و تحقیقی میدان کے شاہ سوار ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اس مضمون میں اختصاراً اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا علمی مقام و مرتبہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ مختصر مضمون میں ممکن نہیں ہے، کیوں کہ آپ پر دُنیا کی متعدد یونیورسٹیوں میں ایم اے، ایم فِل اور پی ایچ ڈی کے مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں اور مسلسل لکھے جا رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا علمی مقام و مرتبہ ہی تھا کہ مخالفین جیسا کہ اشرف علی تھانوی، مرتضیٰ حسن دربھنگی اور جماعت اسلامی کے نائب مولوی غلام علی ایسے افراد بھی آپ کے تبحر علمی کا اقرار کیے بغیر نہ رہ سکے۔ اسی طرح ماہنامہ 'معارف' نے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی وسعت علمی کا اعتراف کیا۔

☆☆☆

''امام احمد رضا نے اکثر علوم وفنون اپنے والد ماجد علامہ محمد نقی علی خاں سے حاصل کیے۔ وہ علم و دانش کا بحر ذخار تھے۔ امام احمد رضا کے سینہ میں علم و فضل کا سیلاب ادھر ہی سے امنڈ کر آیا تھا۔''

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(عشق ہی عشق، ناشر المختار پبلیکیشنز کراچی ص ۷)

ایک عاشق رسول کا سفر مدینہ

نازش المدنی مرادآبادی

یہ بات مسلّمات سے ہے کہ دیارِ رسول ﷺ (مدینہ منورہ) ہر عاشق رسول کا مرکز عشق و محبت ہے، یقیناً مدینہ طیبہ کا ذکر سن کر ہر عاشق مدینہ کا دل اس مقدس دیار کی حاضری کے لیے بیتاب ہو جاتا ہے؛ اور آنکھیں نم ہو جاتیں ہیں، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ نبی اکرم ﷺ کو یہ ارضِ مقدسہ انتہائی محبوب تھی۔ نبی پاک ﷺ جب کسی سفر سے واپس آتے اور مدینہ منورہ قریب ہوتا تو آپ ﷺ اپنی سواری کو فرحت و مسرت سے تیز کر دیتے، یہاں تک کہ بہت جلدی مدینہ منورہ میں داخل ہو جاتے، اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مدینہ کی مٹی میں شفا ہے، اسی طرح دیگر احادیث بھی نبی پاک ﷺ کی مدینہ منورہ سے محبت و اُلفت کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔ اسی مناسبت سے ایک عاشق رسول کا سفر مدینہ ملاحظہ کرتے ہیں۔

یہ بات تقسیم ہند سے پہلے کی ہے۔ ایام حج کا موسم جاری تھا۔ ۱۲۹۶ھ میں شہر بریلی سے حجاج کرام کا ایک قافلہ حرمین شریفین کی طرف روانہ ہوتا ہے، دریں اثنا یہ خبر ایک عاشق رسول کو پہنچتی ہے، وہ دیوانہ سنتے ہی تڑپ اُٹھتا ہے اور عرض کرتا ہے ؎

لے رضاؔ سب چلے مدینہ کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے
جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینہ پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

اس دیوانہ کے پاس بظاہر کوئی ایسے اسباب نہیں تھے، لیکن جب کرم ہوتا ہے حالات بدل جاتے ہیں اور راہیں ہموار ہو جاتیں ہیں، لہٰذا اس کی عرضی بھی بارگاہِ رسالت ﷺ میں قبول ہو جاتی ہے، اور یہ عاشق رسول بھی اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے ہوئے ؎

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

اور اس مقصد کے ساتھ ؎

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

اس قافلہ والوں کے ساتھ شریک ہوجاتا ہے، یہ قافلہ جب ممبئی کی بندرگاہ (اس زمانہ میں حج بحری جہاز کے ذریعہ ہوتا تھا) پہ پہنچتا ہے اور وہاں سے سوئے حرم روانہ ہوجاتا ہے، جہاز ان عشّاقِ رسول کو لے کر رواں دواں ہے، اچانک موجیں طغیانی میں آجاتی ہیں اور جہاز بہت تیزی سے حرکت کرنے لگتا ہے، اور لوگوں نے خوف سے کفن پہن لیے، مگر یہ مستانہ پرسکون ہے اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں استغاثہ پیش کرتے ہوئے عرض کرتا ہے ۔

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی من بیکس وطوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا، موری نیّا پار لگا جانا
آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اُٹھا دیے ہیں

خیر کچھ ہی دیر میں سمندر کی موجیں پرسکون ہوجاتی ہیں اور یہ دیوانہ قافلہ والوں کے ساتھ یہ کہتا ہوا ۔

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام ہی سے لائے
حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے

حرم شریف پہنچ جاتا ہے۔سارے حجاجِ کرام ارکانِ حج کی ادائیگی میں لگ جاتے ہیں، یہاں تک کہ ایک دن وہ آتا ہے کہ تمام ارکانِ حج ادا کرلیے جاتے ہیں، اب یہ قافلہ دیارِ حبیب ﷺ کی حاضری کی تیاری میں مصروف ہوجاتا ہے، اور یہ دیوانہ حاجیوں کو مخاطب کرکے یوں ندا کرتا ہے ۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

پھر یہ عاشق مدینہ قافلہ والوں کے ساتھ دل میں یہ مقصد لیے ۔

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیے
اصلِ مراد حاضری اس پاک در کی ہے

سوئے مدینہ چلنے لگتا ہے اور مدینہ مطہرہ کی مقدس گلیوں میں داخل ہوجاتا ہے، اور یہ مستانہ مدینہ مطہرہ میں آنے کے بعد تمام حجاجِ کرام کو گویا متوجہ کرکے پکار پکار کے کہہ رہا ہوتا ہے ۔

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم وسر کی ہے

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے

حجاجِ کرام تمام تر حاجات ضروریہ سے فارغ ہوکر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری لیے چلے جاتے ہیں، مگر یہ عاشق رات کے آخری پہر میں دربارِ رسالت ﷺ حاضر ہوتا ہے اور انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ عرض کرتا ہے۔

اُف بےحیائیاں کہ یہ منھ اور ترے حضور
ہاں تو کریم ہے تری خو درگزر کی ہے
تجھ سے چھپاؤں منھ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

پہلی رات یہ عاشق رسول؛ نبی کریم ﷺ کی بیداری میں زیارت سے مستفیض ہونے کی التجا کرتے ہوئے عرض کرتا ہے۔

یارسول اللہ انظر حالنا   یاحبیب اللہ اسمع قالنا

دوسری رات آتی ہے، اس بار بہت سوز ولگن کے ساتھ حاضر مواجہ ہوتا ہے اور استغاثہ پیش کرتا ہے، اس رات بھی محرومی رہتی ہے، اس رات یہ عاشق رسول بارگاہِ رسالت میں ایک غزل لکھتا ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

تیسری رات یہ دیوانہ اس یقین کے ساتھ دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتا کہ آج تو کرم ہو ہی جائے گا، اور بہت یقین کے ساتھ درود وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کرتا، یہ سلسلہ جاری رہتا ہے کہ اچانک سنہری جالیوں سے پردے اُٹھتے ہیں اور آقا کریم ﷺ اپنے غلام پر کرم فرما دیتے ہیں ، اور سر کی آنکھوں سے یہ دیوانہ اپنے کریم آقا ﷺ کے جلوؤں میں گم ہو جاتا ہے، اور اس کی دلی مراد پوری ہو جاتی ہے، پھر یہ قافلہ چند دن مدینہ شریف میں قیام کیے رہتا ہے، اور اس کے بعد وطن واپسی کے لیے شور ہونے لگتا ہے کہ ہند والو! ہند چلو! جب یہ خبر اس عاشق صادق پر پڑتی ہے تو مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا ہے اور کچھ یوں عرض کرتا ہے۔

رُخصت قافلہ کا شورغش سے ہمیں اُٹھائے کیوں
سوتے ہیں ان کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

پھر یہ قافلہ دیارِ حبیب ﷺ کو الوداع کہتے ہوئے اپنے وطن عزیز ہند کو واپس ہوا، مگر دیوانے کی کیفیت کچھ عجیب تھی، پورے سفر میں مضطرب رہا اور اپنے نفس کی مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے۔

یہ رائے کیا تھی وہاں سے پلٹنے کی اے نفس
ستم گر اُلٹی چھری سے ہمیں حلال کیا
یہ کب کی مجھ سے عداوت تھی تجھ کو اے ظالم
چھڑا کے سنگِ درِ پاک سروبال کیا
مدینہ چھوڑ کے ویرا نہ ہند کا چھایا
یہ کیسا ہائے حواسوں نے اختلال کیا

قارئین کرام! آپ جانتے ہیں یہ عاشق صادق و دیوانۂ مدینہ کون تھا؟ یہ کوئی اور نہیں یہ شخصیت امام العاشقین سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا خان قادری برکاتی نور اللہ مرقدہ تھے۔ جن کے دَم سے محبت رسول ﷺ کا گلشن آباد ہے اور ایمان کی تازگی کا نغمہ گونج رہا ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

منقبت درشانِ خواجۂ ہند حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ

''خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا''
خسروِ دہر ہوا مانگنے والا تیرا
فیض سلطانِ سخاوت ہے نرالا تیرا
کبھی محروم نہیں پھرتا ہے منگتا تیرا
تیری چوکھٹ پہ جو آیا وہ بنا شاہِ زماں
خسروا دہر میں فرمان ہے چلتا تیرا

(حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ)

'وقت' کی قدر و قیمت
محدث بریلوی کی نگاہ میں

محمد افروز قادری چریا کوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ
afrozqadri@gmail.com

جس دور سے ہم گزر رہے ہیں وہ بڑا ہی نازک (Critical and crucial) ہے۔ بہت سے چیلنجز اُمت مسلمہ کے دروازے پر دستک دے رہے ہیں؛ مگر فکرِ فردا سے بے خبر ہم اُن پر کان دھرنے کے لیے تیار نہیں۔ ہمارے اِس دور میں وقت سے زیادہ حقیر اور اَرزاں شاید ہی کوئی چیز ہو۔ مختلف ذرائع سے وقت کا اِستحصال جس طرح اس وقت ہو رہا ہے شاید ہی تاریخ اسلام کے کسی عہد میں ہوا ہو۔ موبائل، گیمز، انٹرنیٹ اور جدید ٹکنالوجی نے ٹائم پاس (Time Pass) اور وقت گزاری کے گونا گوں طریقے متعارف کرائے ہیں۔ وقت کی قدر سے بے خبر ہم فضول وعبث کاموں میں اس طرح اُلجھے ہوئے ہیں کہ جیسے ہم یوں ہی پیدا کر دیے گئے، اور ہماری تخلیق کے پیچھے خالق نے کوئی مقصد نہیں رکھا۔ عوام تو کالانعام ٹھہری اس کا کیا شکوہ! قلق تو اس کا ہے کہ عاقبت اندیشی کے دعوے دار حضرات بھی بربادیِ وقت کی اِس دوڑ میں بگٹٹ بھاگے جا رہے ہیں۔ ذمہ دارانِ قوم اور اَساتذہ خود تنظیم وقت کی نعمت سے محروم ہو گئے، تو طلبہ میں یہ وراثت کہاں سے منتقل ہو! اَسلاف واکابر کے نام کی رٹ لگانے والے آئیں اور دیکھیں کہ انھوں نے وقت کا کیسا تحفظ کیا، وقت کے تئیں وہ کتنے حساس رہے، وقت کی کیا قدر و قیمت جانی اور صحن وقت میں وہ اعمالِ حسنہ کے کیسے کیسے گل بوٹے اُگا گئے کہ آج تک اُمت کے مشام جاں اس کی خوشبوؤں سے مہکے مہکے ہوئے ہیں۔

وقت کا قرآنی تصور

یہ ایک ناقابلِ انکار سچائی ہے کہ اس دُنیا میں ایک شخص کی کل پونجی اس کا وقت ہے، وقت ہی انسان کی کل کائنات ہے، وقت کو ضائع کرنا عمر گنوانے کے مترادف ہے؛ وقت، مال سے کہیں زیادہ قیمتی شے ہے۔ دیکھیں نا کہ ایک شخص کے چل چلاؤ کا جب وقت آجاتا ہے، اور دم نزع سانسیں اُکھڑنے لگتی ہیں تو اس کے سارے مال منال اس کے سرہانے رکھے رہ جاتے ہیں، وہ چاہتا ہے کہ اپنا سب کچھ قربان

کر کے عمر کے خزانے میں صرف ایک دن کا اضافہ کرالے تو کیا اسے ایک دن کی مہلت مل جاتی ہے! نہیں کبھی نہیں۔ قرآن حکیم نے دو مقامات پر بیان فرمایا ہے کہ اِنسان کو ضیاعِ وقت پر ندامت وخجالت لاحق ہوتی ہے مگر اس وقت کف افسوس ملنا کچھ بھی نفع رساں نہیں۔

پہلا مقام تو وہی کہ جب انسان کی جان پر بن آئے، وہ دُنیا کے گورکھ دھندوں کو ہاتھوں سے جاتا اور آخرت کی سچائیوں کو آتا دیکھتا ہے تو شدید خواہش کرتا ہے کہ کاش! اسے ایک لمحے کی مہلت مل جاتی اور اس کی موت کا وقت ذرا سا موٴخر کر دیا جاتا تا کہ وہ اپنے اعمال کی اِصلاح اور اپنی کوتاہیوں کا تدارک کر لیتا۔ قرآن کریم کی شہادت دیکھیں:

وَ أَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلٰى أَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ أَوَ لَمْ تَكُوْنُوْا أَقْسَمْتُمْ مِنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِنْ زَوَالٍ ٥ (سورۂ ابراہیم: ۴۴)

آپ لوگوں کو اس دن سے ڈرائیں جب ان پر عذاب آ پہنچے گا تو وہ لوگ جو ظلم کرتے رہے ہوں گے کہیں: اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑی دیر کے لیے مہلت دے دے کہ ہم تیری دعوت کو قبول کر لیں اور رسولوں کی پیروی کر لیں۔ (ان سے کہا جائے گا کہ) کیا تم ہی لوگ پہلے قسمیں نہیں کھاتے رہے کہ تمہیں کبھی زوال نہیں آئے گا۔

نیز ارشاد ہوتا ہے :

حَتّٰىٓ إِذَا جَآءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْٓ أَعْمَلُ صَالِحاً فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ٥ (سورۂ مومنون: ۹۹ / ۱۰۰)

یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آ جائے گی (تو) وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے (دُنیا میں) واپس بھیج دے، تا کہ میں اس (دُنیا) میں کچھ نیک عمل کر لوں جسے میں چھوڑ آیا ہوں۔ ہر گز نہیں، یہ وہ بات ہے جسے وہ (بطورِ حسرت) کہہ رہا ہوگا اور ان کے آگے اس دن تک ایک پردہ (حائل) ہے (جس دن) وہ (قبروں سے) اُٹھائے جائیں گے۔

ندامت وافسوس کا دوسرا مقام آخرت میں اس وقت درپیش ہوگا جب ہر جان کو اس کے کیے کا بھرپور صلہ مل رہا ہوگا، اور اس کی کمائی کا اسے بدلہ چکایا جا رہا ہوگا۔ جب اہلِ جنت، بہشت میں شاداں وفرحاں جا رہے ہوں گے، اور اہلِ دوزخ، جہنم کے لیے گھسیٹے جا رہے ہوں گے، تو اس وقت

دوزخیوں کے دل میں ایک خواہش وتمنا جاگے گی کہ کاش! انھیں دُنیا میں ایک بار اور جانے کا موقع مل جاتا تاکہ وہ ازسرنو نیک عمل کا آغاز کر پاتے۔ اس منظر کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

وَ لَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاکِسُوْا رُءُوْسِھِمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحاً اِنَّا مُوْقِنُوْنَ وَ لَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا کُلَّ نَفْسٍ ھُدٰھَا وَلٰکِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ أجْمَعِیْنَ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا اِنَّا نَسِیْنٰکُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥ (سورۂ سجدہ: ۱۲ تا ۱۴)

اور اگر آپ دیکھیں (تو ان پر تعجب کریں) کہ جب مجرم لوگ اپنے رب کے حضور جھکائے ہوں گے (اور کہیں گے:) اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سن لیا، پس (اب) ہمیں (دُنیا میں) واپس لوٹا دے کہ ہم نیک عمل کر لیں بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہم ہر نفس کو اس کی ہدایت (از خود ہی) عطا کر دیتے لیکن میری طرف سے (یہ) فرمان ثابت ہو چکا ہے کہ میں ضرور سب (منکر) جنات اور انسانوں سے دوزخ کو بھر دوں گا۔ پس (اب) تم مزہ چکھو کہ تم نے اپنے اس دن کی پیشی کو بھلا رکھا تھا، بے شک ہم نے تم کو بھلا دیا ہے اور اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے رہے تھے دائمی عذاب چکھتے رہو۔

لہٰذا خردمند وہ ہے جو وقت پر اپنی گرفت مضبوط رکھے، وقت کے تئیں حساس ہو اور اسے تعمیری کاموں کے اندر لگانے میں جٹ جائے۔ وقت کی قیمت کا اندازہ اس سے بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ جل مجدہ نے قرآن مجید میں بہت سی جگہوں پر وقت کی قسم اُٹھائی ہے۔ وہ مالک ومختار ہے جس کی چاہے قسمیں اُٹھائے مگر اہلِ علم کو پتا ہے کہ قسم ہمیشہ عظیم چیز کی کھائی جاتی ہے، حقیر چیزیں قسم کے لائق نہیں ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ الفَجْرِ وَ لَیَالٍ عَشْرٍ وَ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ وَ اللَّیْلِ إذَا یَسْرِ ھَلْ فِیْ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ ٥ (سورۂ حجر: ۱ تا ۵)

اس صبح کی قسم (جس سے ظلمت شب چھٹ گئی)۔ اور دس (مبارک) راتوں کی قسم۔ اور جفت کی قسم اور طاق کی قسم۔ اور رات کی قسم جب گزر چلے۔ بے شک ان میں عقل مند کے لیے بڑی قسم ہے۔

تو فجر، لیالی عشر، اور شفع و وتر کی قسمیں وقت کی اہمیت کا بھی یک گونہ اِشاریہ ہیں۔ مگر ان

سے فائدہ کون اُٹھاتا ہے تو قرآن نے اسے بھی واضح کر دیا کہ صرف اہلِ عقل وخرد ہی ان سے مستفید ہوتے ہیں اوران کا صحیح استعمال کرتے ہیں۔عقل کو یہاں پر 'حِجر' سے اس لیے تعبیر کیا کہ وہ خردمند کو غیر مناسب اَفعال واَقوال سرانجام دینے کی اجازت نہیں دیتی۔

وَ اللَّیۡلِ إِذَا یَغۡشٰی وَ النَّھَارِ إِذَا تَجَلّٰی وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَ الۡأُنۡثٰی إِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰیO (سورۂ لیل:۱ تا۴)

رات کی قسم جب وہ چھا جائے (اور ہر چیز کو اپنی تاریکی میں چھپا لے) اور دن کی قسم جب وہ چمک اُٹھے۔اور اس ذات کی (قسم) جس نے (ہر چیز میں) نر اور مادہ کو پیدا فرمایا، بے شک تمہاری کوشش مختلف اور (جداگانہ) ہے۔

شب وروز سواریوں کی مانند ہیں، جن سے لوگ گوناگوں قسم کے کام لیتے ہیں۔ایک وہ شخص ہے جو شب وروز کو اللہ کی طاعت وبندگی میں گزارتا ہے، اور وہ چیزیں تیار کرتا ہے جو اسے خدا رسی عطا کر دیں، تاکہ ملاقات کا دن عیدسعید بن جائے۔کچھ وہ بھی ہیں جو شب وروز کو گنوانے پر تلے ہیں، اپنی جان کھپا رہے ہیں، اور ایسے ایسے گناہ کما رہے ہیں جو حضورِ الٰہ میں پیشی کے وقت ان کی کمر توڑ کر رکھ دیں گے۔سچ فرمایا میرے پروردگار نے:إِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی۔

وَ سَخَّرَ لَکُمُ اللَّیۡلَ وَ النَّھَارَ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ وَ النُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٌ بِأَمۡرِہٖ إِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَO (سورۂ نحل:۱۲)

اور اسی نے تمہارے لیے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، اور تمام ستارے بھی اُسی کی تدبیر (سے نظام) کے پابند ہیں، بے شک اس میں عقل رکھنے والے لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔مزید فرمایا:

وَ ھُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ اللَّیۡلَ وَ النَّھَارَ خِلۡفَةً لِّمَنۡ أَرَادَ أَنۡ یَّذَّکَّرَ أَوۡ أَرَادَ شُکُوۡرًاO (سورۂ فرقان:٦٢)

اور وہی ذات ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے گردش کرنے والا بنایا اس کے لیے جو غور وفکر کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے (ان تخلیقی قدرتوں میں نصیحت اور ہدایت ہے۔)

نیز فرمایا :

وَ الۡعَصۡرِ إِنَّ الۡإِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ إِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِO (سورۂ عصر)

زمانہ کی قسم (جس کی گردش انسانی حالات پر گواہ ہے۔) بے شک انسان خسارے میں ہے (کہ وہ عمر عزیز گنوار ہا ہے) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اور (معاشرے میں) ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور (تبلیغ حق کے نتیجے میں پیش آمدہ مصائب وآلام میں) باہم صبر کی تاکید کرتے رہے۔

عصر اس زمانے کو کہتے ہیں جس میں خیر وشر وغیرہ کے کام بنی نوع انساں سرانجام دیتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ کی قسم کا مفاد یہ ہے کہ بے شک سارے بنی انسان تباہی اور خسارے میں ہیں سوائے اس کے جس نے اپنے وقت کا بہتر استعمال کرلیا اور اپنی عمر کو اعمالِ صالحہ کے حصول میں لگا دیا۔

وقت کا نبوی پیمانہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اپنے اوقات کا محافظ اوران کا صحیح استعمال کرنے والا کون ہوگا! آپ نے اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ اِسلام اور اہلِ اسلام کی فلاح وبہبود میں صرف فرمایا؛ لہٰذا مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں وقت کا صحیح استعمال کرکے دُنیا وآخرت کی سعادتیں حاصل کریں۔

تاجدارِ کائنات معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قولی وفعلی دونوں میں نفع رساں چیزوں سے وقت کو ثمر بار کرنے اورضیاعِ وقت سے بچنے کے اِشارے ملتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

يُبغض كلّ جَعظريٍّ، جوّاظٍ، سخّاب بالأسواق، جيفةٌ بالليل حمار بالنهار عالم بأمر الدنيا، جاهل بأمر الآخرة۔(۱)

یعنی ہروہ شخص جو بدگو، متکبر واُجڈ ہو، اورسر بازار شور مچانے والا، شب میں مرداروں کی طرح پڑا سونے والا، دن میں گدھوں کی مانند مارا مارا پھرنے والا، دنیوی اُمور کا ماہر مگرآخرت کا جاہل ہو تو اسے (معاشرے میں) اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ليس يتحسر أهلُ الجنة على شيء إلا على ساعةٍ مرت بهم لم يذكروا الله۔(۲)

یعنی جنت میں اہلِ جنت کو کسی چیز کی کوئی حسرت نہ ہوگی، لیکن اگرانھوں نے زندگی کا کوئی لمحہ اللہ کی یاد سے آباد کیے بغیر گزار دیا ہوتو اس کی حسرت انھیں جنت میں بھی

ستائے گی۔

ان دونوں حدیثوں سے وقت کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس: الصحة و الفراغ۔ (۳)

دو نعمتیں ایسی ہیں جن سے اکثر لوگ غافل ہوتے ہیں: صحت و فرصت۔

تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ غور طلب ہے: ''**کثیر من الناس**'' مطلب یہ کہ ان دو نعمتوں سے بہرہ یاب ہونے اور انھیں صحیح معنوں میں برتنے کی توفیق کم ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

علامہ ابن جوزی ''مغبون'' کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کبھی انسان صحیح سالم ہوتا ہے مگر اکتسابِ معاش سے اسے فرصت ہی نہیں ملتی اور کبھی معاش سے تو بے نیاز ہوتا ہے مگر صحیح سالم نہیں ہوتا، پھر جب کبھی یہ دونوں اسے خیر سے نصیب ہوجائیں تو غفلت و کوتاہی اس کی طاعت و بندگی کی راہ میں حائل ہوجاتی ہے، اور انجام کار وہ کچھ نہیں کر پاتا؛ حالاں کہ یہی ایک معلوم حقیقت ہے کہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے، جیسی تجارت ہوگی اسی کے مطابق اسے آخرت میں نفع ملے گا، تو جس نے اپنی صحت و فرصت کو طاعت و رضاے مولا میں لگا دیا وہ صحیح معنوں میں ''مغبوط'' قابل رشک ہے۔ اور جس نے ان دونوں کو اللہ کی معصیت میں صرف کر دیا وہ بلاشبہہ ''مغبون'' قابل افسوس ہے؛ کیوں کہ فرصت کے بعد مشغولیت اور صحت کے بعد ناتوانی آنا فطری اَمر ہے اور وہ بڑھاپا ہے۔ (۴)

وقت کی اہمیت اس حدیث کی روشنی میں مزید دو چند ہوجاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صحبت سے نوازنے والے کسی جاں نثار کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اور یہ یاد رہے کہ آپ سے بڑا ناصح و اَمین پوری انسانی تاریخ میں کوئی نہیں ہوا:

اغتنم خمسا قبل خمسٍ: شبابک قبل هرمک، وصحتک قبل سقمک، و غناک قبل فقرک، و فراغک قبل شغلک، و حیاتک قبل موتک۔ (۵)

یعنی پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو: جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، خوشحالی کو بدحالی سے پہلے، فرصت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا:

لا تزول قدما عبد یوم القِیامۃِ حتی یسئل عن عمرہٖ فِیما أفناہ، و عن عِلمِہٖ ما فعل بِہٖ ، وعن مالِہٖ مِن أین اکتسبہ و فِیما أنفقہ ، وعن جِسمِہٖ فِیما أبلاہ۔ (۲)

یعنی قیامت کے دن کسی بندے کے قدم اس وقت تک آگے نہیں بڑھ سکتے جب تک کہ اس سے چار چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ ہو جائے: اس نے اپنی زندگی کیسے گزاری۔ اس نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا۔ اس نے مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اور اس نے اپنا جسم کس کام میں کھپائے رکھا۔

وقت کی قدر و قیمت اَسلاف کی نظر میں

زمانہ کی سرعتِ رفتار کا اکثر چرچا ہوتا رہتا ہے کہ زمانہ کتنا جلدی چلا گیا اور وقت کتنا مختصر ہو گیا ہے۔ یہ سچ ہے کہ زمانہ دو دھاری تلوار کی مانند ہے، وہ غفلت و اعراض کی چادر لپیٹ کر سونے والوں کے جاگنے کا انتظار نہیں کرتا، بلکہ انھیں کاٹتا ہوا آگے گزر جاتا ہے؛ لہٰذا انسان جب بھی سانس لیتا ہے تو سمجھو کہ وہ عمر کی متاعِ عزیز خرچ کرتا ہے۔ اس کی زندگی میں جو سورج ڈوب گیا اب پلٹ کر واپس نہیں آنے والا؛ لہٰذا جس نے اس میں کچھ کما لیا، کما لیا، اور جس نے اسے گنوا دیا، گنوا دیا، اور کل عرصۂ محشر میں یہی گزرا ہوا دن انسان پر آپ گواہ بن کر آئے گا۔

اب آئیں ذرا دو چند صحابۂ عظام اور اَسلافِ کرام کی زندگیوں میں بھی جھانک کر دیکھ لیں کہ ان کے معمولات کیا تھے، اور وہ اپنے وقتوں کا کس طرح استعمال کرتے تھے۔ ان میں ان کے لیے بطورِ خاص سامانِ عبرت ہے جو وقت کے بیجا استعمال بلکہ استحصال میں بڑی سخاوت سے کام لیتے ہیں، اور بے دریغ وقت کو ذبح کرتے رہتے ہیں۔ یہ بس چند ایک مثالیں ہیں، اس کے تعلق سے تفصیلی علم کے لیے فقیر قادری کی مقبولِ انام کتاب 'وقت ہزار نعمت' کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا کاروانِ زندگی دن بدن موت کی طرف رواں دواں ہے اور موت کا علم تم پر مخفی رکھا گیا ہے؛ لہٰذا اگر اچھے اعمال کرتے ہوئے موت کی آغوش میں پناہ گزیں ہو سکتے ہو تو ایسا ہی کرو، مگر بتوفیق الٰہی ہی ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔ سو لوگو! ابھی تمہیں جو مہلت ملی ہوئی ہے اسے کارآمد بنا لو اور اچھے اعمال سے مزین کر لو، ورنہ مہلت کے یہ دن بہت جلد تم سے رُخصت ہونے والے ہیں، پھر دیکھنا کہ تمہارے برے کرتوت تمہارا کیا حال کرتے ہیں۔ وہ مارا گیا جس کا وقت غفلتوں کی نذر ہو گیا اور کامیاب وہی ہے جس نے اپنے وقت کا صحیح استعمال کیا؛ لہٰذا جلدی

کرو کیوں کہ تمہارے پیچھے ایک آنے والا آئے گا اور بڑی چابک دستی سے اپنا کام کر جائے گا۔(۷)

اس تعلق سے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمانِ عظمت نشان نمونۂ عمل کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت معاویہ بن خدیج، فتح اسکندریہ کی خبر دینے کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ شہر مدینہ میں اس وقت داخل ہوئے جب کہ قیلولہ یعنی دوپہر میں آرام کرنے کا وقت تھا، یہ سوچ کر کہ حضرت عمر فاروق آرام فرما رہے ہوں گے آپ نے خلل انداز ہونا مناسب نہیں سمجھا۔ پھر آپ کو پتا چلا کہ حضرت عمر فاروق قیلولہ نہیں فرماتے۔ آپ نے حضرت معاویہ سے کیا خوب فرمایا کہ اے معاویہ! اگر میں دن کو سوتا ہوں تو رعیت کا حق کھوتا ہوں اور اگر رات کو سوتا ہوں تو اپنے آپ کو کھوتا ہوں، تو اے معاویہ! ذرا بتاؤ کہ جسے اِن دو حقوق کی پڑی ہو اسے نیند کیا آئے گی!(۸)

حضرت سیف یمانی فرماتے ہیں: خدائے لایزال کا کسی بندے سے اپنی نظر رحمت کو ہٹا لینا یہ ہے کہ بندہ بے کار باتوں میں مشغول ہو جائے، اور جو اپنے مقصد حیات کو فراموش کر کے اپنی عمر کا ایک لمحہ بھی گزارے تو اسے ضرور حسرتوں اور ندامتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔(۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

ما ندمت علی شیء ندمي علی یوم غربت شمسه نقص فیه أجلي و لم یزد فیه عملي۔(۱۰)

یعنی مجھے اس دن سے زیادہ ندامت وافسوس کسی اور چیز پر نہیں ہوتا کہ جس دن کا سورج اس حال میں غروب ہو جائے کہ میری اجل تو گھٹ جائے مگر اس میں عمل کچھ نہ بڑھ سکے۔

حضرت امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک وصیت نقل فرمائی ہے جو آپ لوگوں کو کیا کرتے تھے کہ: لوگو! جب صبح کرو تو (جتنا ہو سکے عمل کر لیا کرو) شام کے انتظار میں نہ رہا کرو۔ اور جب شام مل جائے تو (اسے غنیمت سمجھتے ہوئے نیکیوں میں صرف کر دو اور) صبح کا انتظار نہ کیا کرو۔ اور اپنی صحت سے بیماری اور اپنی زندگی سے موت کا حصہ نکالنا نہ بھولنا۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ طلوعِ آفتاب کے بعد ہر روز، دن لوگوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: اے ابن آدم! میں تازہ تخلیق ہوں، تمہارے کاموں پر گواہ ہوں؛ لہٰذا اُس لمبے سفر کے لیے اگر مجھے زادِ راہ بنانا ہو تو بنا لو کیوں کہ میں گزر جانے کے بعد پھر قیامت تک لوٹ کر نہیں آنے والا۔(۱۱)

مزید فرمایا: اے ابن آدم! تو بذاتِ خود اَیام (دِن) ہے۔ جب دنوں میں سے کوئی دن گزرتا ہے تو یہ سمجھ کہ تیرا کچھ حصہ گزر گیا، اور اسی طرح تھوڑا تھوڑا کر کے سارا کا سارا گزر جائے گا اور تجھے احساس تک نہ ہوگا؛ لہٰذا جتنا کچھ کرسکتا ہے آج ہی کر لے کیوں کہ آج کا دن عمل کا دن ہے حساب کا نہیں جب کہ کل کا دن حساب کا دن ہوگا عمل کا نہیں۔

مزید فرمایا: مجھے اپنی زندگی میں ایسے بہت سے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے جن کی نگاہوں میں وقت کی قدر و قیمت درہم و دینار سے کہیں زیادہ تھی۔ اور جو درہم و دینار سے بڑھ کر اپنے اوقات کے محافظ تھے۔ (۱۲)

ابن قیم الجوزیہ نے انسانی زندگی میں وقت کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے بڑی مثالی بات فرمائی ہے کہ سال درخت کی مانند، مہینے تنے کی مانند، دن ٹہنیوں کے مثل، گھنٹے پتوں کی طرح اور سانسیں پھل کی طرح ہیں؛ لہٰذا جس کی سانسیں نیکیوں میں بیتیں تو اس کے درخت کا پھل بھی پاکیزہ وذائقہ دار ہوگا، اور اگر ایسا نہیں تو نتیجہ بھی برعکس ہی ہوگا۔ (۱۳)

حضرت حکیم کا ایک قول یوں نقل کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے اپنی زندگی میں کوئی دن ایسا گزار دیا کہ جس میں وہ اہلِ حق کو ان کا حق نہ دے سکا، اَدائیگی فرض سے قاصر رہا، مولا کی حمد و ثنا نہ کر سکا، نیکی کے بیج نہ بو سکا، یا علم نہ سیکھ سکا تو اس کا وہ دن سمجھو عبث چلا گیا اور اس نے اپنی جان پر ظلم وزیادتی کر لی۔

کسی دانا نے کتنی پیاری بات کہی ہے کہ جتنا جلد ہو سکے اپنے پاس تقویٰ و نیکی کا ذخیرہ کر لے کیوں کہ نہ معلوم رات کی تاریکی تجھے سپیدۂ سحر کا منہ دیکھنے کی مہلت دے گی یا نہیں؛ (اپنی قوت و جوانی پر اِتراتا نہ پھر) کیوں کہ بہت سے صحیح سالم بن بیماری راہی ملک بقا ہو گئے اور بہت سے بیمار سالوں بقیدِ حیات رہے۔ کتنے وہ بھی ہوتے ہیں جو خود کو بالکل محفوظ جانتے ہوئے صبح و شام کرتے ہیں، حالاں کہ ان کا کفن بنایا جا چکا ہوتا ہے اور انھیں پتا تک نہیں ہوتا۔

حضرت محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی عزت کی قسم! اگر مال و دولت کے ذریعہ وقت کی خریداری ممکن ہوتی تو میں کسی خسارے کی پرواہ کیے بغیر اپنے سارے مال خرچ کر کے کچھ وقت خرید لیتا تاکہ اسلام و مسلمین کی خدمت کا کچھ مزید موقع مل سکے۔ ان سے کہا گیا: آپ کی خواہش بجا، ہمیں یہ تو بتائیں کہ آخر وہ وقت خریدیں گے کس سے؟ آپ نے فرمایا: فارغ بیٹھے رہنے والوں سے۔ (۱۴)

حضرت ابن عقیل فرماتے ہیں کہ اس وقت میں اَسّی سال کا ہو چکا ہوں۔ لیکن وقت سے مستفید ہونے کا شوق و جذبہ اور کام کرنے کی لگن بالکل ویسے ہی ہے جیسے بیس سال کی عمر میں تھی۔ میں

اس طرح کھانے نہیں کھاتا جس طرح تم کھاتے ہو؟ پوچھا گیا: پھر آپ کس طرح کھانا کھاتے ہیں؟ فرمایا: میں نان کو پانی میں بھگودیتا ہوں جب وہ آٹے کی سی پتلی ہوجاتی ہے پھر اسے جلدی سے ہضم کرجاتا ہوں تاکہ چبانے میں وقت ضائع نہ ہو۔

یوں ہی حضرت داؤد طائی کے حوالے سے آتا ہے کہ آپ روٹی کے ذروں کو پیس کر پی جاتے اور فرماتے کہ جتنے وقت میں انسان روٹی چبا کر کھائے گا اتنی دیر میں پچاس آیتیں پڑھ لے گا۔

حضرت عثمان بقلاوی کا شمار ہمہ وقت اللہ کی یاد میں مست رہنے والوں میں سرفہرست ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں کھانے میں لگا ہوتا ہوں تو مجھے ایک خوف کھائے جاتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری روح نکل جائے اور میں ذکر مولا سے غافل کھانے میں جٹا ہوں۔

کچھ ایسی ہی بات حضرت امام فخر الدین رازی نے بھی فرمائی ہے کہ قسم بخدا! وقت سے زیادہ قیمتی میری نگاہوں میں کوئی شے نہیں، جس وقت میں کھانا کھاتا ہوں اس وقت صرف ایک افسوس مجھے کھائے جاتا ہے کہ کاش! اس وقت بھی میں کوئی علمی مشغلہ جاری رکھ پاتا۔

کسی بزرگ نے اپنے فیض یافتگانِ صحبت سے فرمایا کہ جب تم میرے پاس سے جایا کرو تو ایک ساتھ نہ جایا کرو، اپنی اپنی راہیں جدا کرلیا کرو؛ کیوں کہ ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی راستے میں قرآن کی تلاوت کرتا جائے جب کہ ایک ساتھ جانے سے تمھیں باتوں ہی سے فرصت نہ ملے گی۔

حضرت امام نووی کا نام اسلام کی تاریخ میں درخشندہ حروف میں ثبت ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی ان کی تصنیفات خصوصاً ''ریاض الصالحین'' سے واقف ہے۔ کیا آپ کو پتا ہے کہ انھوں نے کل کتنی کتابیں تصنیف کی تھیں؟

حضرت امام نووی نے اپنے پیچھے پانچ سو کتابوں کا تحفہ چھوڑا، اور صرف چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے، ابھی تک شادی بھی نہیں کی تھی۔ عالم یہ تھا کہ ان کی ماں انھیں کھلاتی رہتی تھیں اور وہ تصنیف وتالیف میں مشغول رہتے تھے، مصروفیات کے باعث انھیں کھانے پینے کا خیال ہی نہ ہوتا تھا۔

علامہ ابن جوزی اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کاشانۂ دل کے مکیں! تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنوں کی حقیقتیں گھنٹوں میں چھپی ہوئی ہیں اور لمحے کے تار سانسوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ ہر سانس ایک خزانہ ہے۔ دیکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری حیات مستعار کی کوئی سانس بے کار چلی جائے اور وہ ناآشنائے لذت عمل رہ جائے؛ کیوں کہ یہ خزانہ پھر عرصۂ محشر میں کھلنا ہے؛ لہٰذا آگاہ رہنا کہ اسے خالی دیکھ کر کہیں تمھیں کف ندامت ملنے پر مجبور نہ ہونا پڑے۔

عزیز وافر تمیز! تم نے حدیث شریف پڑھا ہوگا کہ ''سبحان اللہ وبحمدہٖ'' پڑھنے والے کے لیے جنت میں ایک باغ لگا دیا جاتا ہے۔ اب ذرا فکر کو آنچ دے کر سوچو کہ اپنے قیمتی وقتوں کا ضیاع کرنے والا کتنے باغات کھو بیٹھتا ہے۔

مزید فرماتے ہیں: بیٹے! جسے دولت عرفان نہیں ملتی وہ دُنیا کی عمر کو بہت زیادہ سمجھتا ہے لیکن پس مرگ اسے معلوم ہو جائے گا کہ دُنیا کا قیام کتنا مختصر تھا۔ جانِ پدر! یاد رکھ کہ قبر میں پڑے رہنے کی مدت کافی طویل ہے۔ پھر عرصۂ قیامت کا سوچو جس کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر بتایا جاتا ہے۔ اس سے آگے جنت یا دوزخ میں دائمی قیام پر غور کرو تو اس کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ اب دوبارہ دُنیوی زندگی کا جائزہ لو۔ فرض کرو کہ ایک شخص کو ساٹھ سال کی زندگی ملی، تیس سال تو اس نے سونے میں گنوا دیے، اور قریباً پندرہ سال بچپن کے لا اُبالی پن میں گزر گئے۔ اب جو باقی بچے ان کا اگر دیانت داری سے جائزہ لو تو زیادہ تر اوقات لذات وشہوات اور کھانے کمانے میں بیت گئے۔ اب جو تھوڑی بہت کمائی آخرت کے لیے کی تھی اس کا اکثر حصہ غفلت ونمود کی نحوست سے اٹا ہوا ہے۔ اب بتاؤ وہ کس منہ سے حیاتِ سرمدی کا سودا کرے گا۔ اور یہ سارا کا سارا سودا انھیں گھڑیوں اور سانسوں پر موقوف تھا! (۱۵)

اس حقیقت کو ایک عارف باللہ کی زبانی سنیے ؎

دادۂ عمرے کہ ہر روزے اَزاں　　　کس نداند قیمت آں در جہاں

مولانا رومی بارگاہِ الٰہ میں مناجات کرتے ہیں کہ اے پروردگار! تو نے ہمیں ایسی زندگی بخشی ہے جس کے ایک روز کی قیمت دنیا میں کوئی نہیں جانتا کہ یہ ایک زندگی کتنی بیش قیمت ہے۔ اس کی ایک سانس میں انسان کافر سے مومن، فاسق سے ولی اور دوزخی سے بہشتی بن سکتا ہے۔ اور اس کی قیمت نہ پہچانی اور زندگی کو ضائع کر دیا تو موت کے وقت حسرت ویاس دامن گیر ہوگی کہ آہ جس سانس میں ہم اللہ جل مجدہ کو راضی کر کے جنت کی دائمی رہائش حاصل کر سکتے تھے اس کو ہم نے دُنیا کی عارضی لذتوں میں گنوا کر رکھ دیا اور موت کے وقت وہ مہلت ختم ہوگئی۔

امام احمد رضا محدث بریلوی

یہ ہیں شیخ الاسلام، برکۃ الانام، اہل سنت کے امام سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی۔ اِس گئے گزرے دور میں ۔ جب وقت سے اَرزاں کوئی چیز نہ رہی، مختلف ذرائع سے وقت کا ضیاع، عام ہے، زندگی کی مقصدیت جاتی رہی، اور سلف صالحین کے فرمودات کو صحیح معنوں میں رنگ

عمل دینے والے عنقا ہوکر رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے برصغیر ہندو پاک کے اندر ایک ایسی متنوع اور ہشت پہل شخصیت پیدا فرمائی جس کا لمحہ لمحہ اِسلام و مسلمین کی صلاح وفلاح کے لیے وقف نظر آتا ہے، جس میں وقت کی قیمت وصول کرنے کی فکر اپنی انتہا پر دکھائی دیتی ہے، اور جس کی خدمات و معمولات اور وقت کے محتاطانہ اِستعمال کو دیکھ کر اَسلاف کی یاد تازہ ہوجاتی ہے؛ اور بلا شبہہ وہ بقیۃ السلف بھی ہے اور حجۃ الخلف بھی۔

اس شخصیت کی زندگی کے صبح وشام کو دیکھیں تو عقل ورطۂ حیرت میں آجاتی ہے کہ چار سال کی عمر میں اس نے ناظرۂ قرآن ختم کرلیا؛ حالاں کہ یہ عمر عموماً والدین کی آغوش، بچوں کی سنگت اور گھر کے آنگن میں کھیلنے مچلنے کی ہوا کرتی ہے؛ مگر اس نے زندگی کے ناقدروں کی آنکھیں کھول دیں، اور وقت کی گراں قدری اُجاگر کردی۔

چھ سال کی عمر میں ایک نو وارد عرب سے دیر تک فصیح عربی میں گفتگو فرمائی۔ یہ بات جہاں خصوصی فیضانِ ربانی اور عطیہ الٰہی کی مظہر ہے وہیں یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ اس بچے نے ایسے علمی خانوادے میں آنکھ کھولی تھی جہاں صبح وشام 'قال اللہ' اور 'قال الرسول' کی صداے دلنواز کانوں میں رس گھولتی تھی اور ہمہ وقت علمی مذاکروں کی محفلیں سجی رہتی تھیں۔ اس بچے نے وقت کا کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر اسے عمدگی کے ساتھ بروئے کار لایا اور زندگی و وقت کی مقصدیت کو اس نے ننھی سی عمر ہی سے اہمیت دینا شروع کردی تھی تو نتیجے میں اس کی انگلیوں سے علم وحکمت کے ایسے سوتے پھوٹے جو آج تک کشت اِیمان وعقیدہ کو سیراب کررہے ہیں۔

آٹھ سال کی عمر میں اس نے فن نحو کی مشہور درسی کتاب 'ہدایۃ النحو' کی عربی زبان میں معرکۃ الآرا شرح لکھی۔ پھر اسی سال اس نے اُصولِ فقہ کی دقیق ترین کتاب 'مسلم الثبوت' کی بھی نفیس وبلیغ شرح تصنیف فرمائی۔ اس میں اُن لوگوں کے لیے بطورِ خاص سامانِ عبرت ہے جو علم وفن کے بہت سے زینے طے کرلینے کے بعد بھی اپنی صلاحیتوں کو بروے کار لانے کے لیے سنجیدہ نہیں ہوتے؛ بلکہ غیر ضروری اور فضول کاموں میں اپنا گراں قدر وقت صرف کرتے نظر آتے ہیں۔

تیرہ سال کی عمر میں اس نے تمام مروّجہ علوم کی تحصیل سے فراغت پاکر باضابطہ اِفتا کا آغاز کردیا؛ بلکہ منصب اِفتا کی ذمہ داری سنبھال لی، اور پھر عمر کے اخیر لمحے تک اس نے علوم ومعارف کے وہ دریا بہائے کہ صدیوں میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

وقت اور نظام الاوقات کی پابندی اور اپنے معمولات کی اَدائیگی کا حیران کن درجے تک اس کو اہتمام تھا۔ وقت کے ساتھ وفا کرنے اور زندگی کی مقصدیت کو ہمہ وقت پیش نظر رکھنے کا ہی نتیجہ تھا کہ

اس نے اپنی حیاتِ مستعار کے اَڑسٹھ سالوں میں ایک سو سے زیادہ علوم وفنون پر ایک ہزار سے زائد عظیم وجلیل کتابوں کا تحفہ اُمت مسلمہ کو پیش کیا۔ دُنیا اسے آج شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان (م ۱۳۴۰ھ) کے نام سے جانتی ہے۔

فقہ وشعور اور حکمت و دانش کی محفلیں محدث بریلوی کو کبھی فراموش نہیں کرسکتیں، اور جب تک اس کائنات میں علم وفن اور دین و دانش کے زمزمے بلند رہیں گے، یہ فرہادِ کمال بھی زندہ و پائندہ رہے گا۔

محدث بریلوی بلا مبالغہ اِسلامی تاریخ کی اُن یگانۂ روزگار شخصیات میں سے ایک تھے جن کی عبقریت نہ صرف اِسلامی تاریخ بلکہ اِنسانی تاریخ کے بھی عجائبات میں شمار ہوتی ہے۔ عالم اِسلام کے مشہور فقیہ النفس، مناظر اعظم ہند حضرت مفتی محمد مطیع الرحمن الرضوی۔ دامت برکاتہم القدسیہ۔ نے اس سچائی کو کتنے خوبصورت انداز میں بے نقاب کیا ہے، فرماتے ہیں :

تاریخ کو حیرت ہے کہ اس نے عہد جدید کی اس چھ سو سالہ مدت میں علم وفن کی الگ الگ فلک آسا شخصیتیں تو دیکھی تھیں، مگر ایسا کبھی نہیں دیکھا تھا کہ خالص اسلامی ماحول میں جنم لے کر اسی ماحول میں تربیت پانے والا بچہ جس نے بڑے ہو کر بھی محض دین ہی کو اَپنا نصب العین بنائے رکھا ہو، وہ بیک وقت جدیدیت کے بھی تمام شعبوں میں اکسپرٹ ہو۔ اِسلامیات کی جملہ شاخوں میں داد تحقیق دینے کے ساتھ ساتھ حیاتیات (Biology) حیوانیات (Zoology) نباتات (Botany) جغرافیہ (Geography) طبقات الارض (Geology) ہیئت (Astronomy) ارثماطیقی (Arithmetic) شماریات (Statistics) ریاضی (Mathematics) لوگارثم (Logarithms) اُقلیدس (Geometry) مثلث مسطح (Plane Trigonometry) مثلث کروی (Spherecal Trigonometry) طبعیات (Physics) کیمیا (Chemistry) صوتیات (Soundwaves) اشعیات (Radiology) مناظر و مرایا (Optics) توقیت (Timings) موسمیات (Meterology) موجودات (Natural Science) وغیرہ پر بھی ایسی مکمل دسترس رکھتا ہو کہ اُن میں سے ایک ایک فن پر زندگی تج دینے والے اَفراد اُس کے علم کے آگے بونے نظر آئیں۔

میں یہ باتیں محض عقیدت کی بنا پر نہیں کہہ رہا ہوں، میری ان باتوں پر ان کی تقریباً ایک ہزار مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف شاہد عدل ہیں۔ مطبوعہ تصانیف میں فتاویٰ رضویہ جلد اوّل وجلد چہارم۔ فوز مبین اور کشف العلۃ کو اس سلسلے میں خصوصی اِمتیاز حاصل ہے۔

اس اِقتباس کو پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے اَسلافِ اِسلام کا ایک کارواں گزر

رہا تھا اور حضرت محدث بریلوی چلتے چلتے اُن سے پیچھے رہ گئے۔

لیس علی اللّٰہ بمستنـــکر أن یجمع العالم في واحد

اِس اِک اِمام میں پنہاں ہے ایک عالَم علم

بہت اِمام ملیں گے؛ مگر کہاں یہ اِمام!

یہ حق ہے کہ علم وکمال کسبی چیزیں ہیں۔ یہ کسی قوم یا فرد کی میراث نہیں۔ جو لوگ بھی وقت کی قدر و قیمت جان کر جد و جہد کرتے ہیں اور تقویٰ وطہارت کی زندگی اِختیار کرتے ہیں اللہ جل مجدہ انھیں ضرور نوازتا ہے۔ و اللہ لا یضیع اجر المحسنین o

دامن سعادت کی وسعت بھی ہر اِنسان کے اپنے اختیار میں ہے کہ چمن زیست سے وہ کتنی گل چینی کر کے دامن بھرتا ہے؛ لہٰذا جو شخص جتنی محنت کرے گا اس کا دامن حیات اتنا ہی ثمر نصیب ہوگا۔ اور یہ قدرت کا عالمگیر قانون ہے جس میں نہ کبھی کوئی تبدیلی ہوئی ہے، نہ ہوگی۔ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیلاً، وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَحْوِیلاً o

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک اہلِ اسلام، وقت کے تئیں حساس وحریص رہے اور اسلامی تعلیمات کے سانچے میں خود کو ڈھالے رکھا، انھوں نے فوز وفلاح اور شوکت وکامرانی کے وہ دن دیکھے کہ پوری تاریخ انسانی مل کر شاید اس کی نظیر پیش کر سکے۔ بیس سال کی مختصر سی مدت میں دعوتِ اسلامی کا غلغلہ اتنا بلند ہوا کہ جزیرۂ عرب کا چپہ چپہ اسلام کی خوشبو سے مہک اُٹھا، اور اسلام کے جاں بازوں نے عالم کفر سے آنکھ ملاتے ہوئے فارس وروم کی ظالم وجابر قوتوں کی کلائیاں مروڑ کر رکھ دیں۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ غلبۂ اسلام کا پھریرا چہار دانگ عالم میں لہرانے لگا۔ یہ سب برکتیں تھیں وقت کی تنظیم کی، اور ایک کامل نظام حیات کے تنفیذ کی۔ اگر وہ بھی ہماری طرح عاقبت نااندیش، ٹائم پاس کرنے والے اور وقت کا قتل عام کرنے والے ہوتے تو شاید اسلام کے قدم بساطِ عالم میں اتنی تیزی سے نہیں پھیلتے۔

قارئین کرام! اِسلام کی تیرہ صدیاں اتنی درخشندہ روایات کی حامل یوں ہی تو نہیں رہیں کچھ تو اس کے اسباب رہے ہوں گے۔ وقت کے ساتھ ان اکابرین کی وفاداری کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرنے کے بعد بھی وقت نے انھیں مرنے نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وقت کی قدر و قیمت جاننے، اور دوسروں کے وقت پر رحم کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حوالہ جات وحواشی

(۱) صحیح ابن حبان: ۱/ ۲۷۳ حدیث: ۲۷...... جامع الاحادیث: ۸/ ۲۳۰ حدیث: ۱۹۲۷......جمع الجوامع سیوطی: ۱/ ۸۸۵۳ حدیث: ۲۶۳۹...... سنن بیہقی: ۲/ ۴۹۶ حدیث: ۲۱۳۲۵...... صحیح کنوز السنۃ النبویۃ: ۱/ ۱۶۱ حدیث: ۴...... موارد الظمآن: ۱/ ۴۸۵۔

(۲) کنز العمال: ۱/ ۲۲۴ حدیث: ۱۸۰۴...... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۱۰/ ۱۳ حدیث: ۱۶۷۴۶...... شعب الایمان: ۱/ ۳۹۲ حدیث: ۵۱۲...... معجم کبیر طبرانی: ۱۵/ ۳ حدیث: ۱۶۶۰۸...... جامع الاحادیث: ۱۸/ ۳۳۴ حدیث: ۱۹۵۵۱ ...... جمع الجوامع سیوطی: ۱/ ۴۹۲ ۱۷۴ حدیث: ۱۳۱۷...... عمل الیوم واللیلۃ ابن سنی: ۱/ ۵ حدیث: ۳۔

(۳) صحیح البخاری: ۵/ ۲۳۵۷ حدیث: ۶۰۴۹...... سنن ترمذی: ۴/ ۵۵۰ حدیث: ۲۳۰۴...... سنن ابن ماجہ: ۲/ ۱۳۹۶ حدیث: ۴۱۷۰...... مصنف ابن ابی شیبہ: ۷/ ۸۲ حدیث: ۳۴۳۵۷...... مستدرک حاکم: ۴/ ۳۴۱ حدیث: ۷۸۴۵...... مسند احمد بن حنبل: ۱/ ۲۵۸ حدیث: ۲۳۴۰...... سنن دارمی: ۸/ ۳۹۹ حدیث: ۲۷۶۳...... مسند شہاب قضاعی: ۱/ ۱۹۶ حدیث: ۲۹۵...... مشکوٰۃ المصابیح: ۳/ ۱۱۸ حدیث: ۵۱۵۵...... معجم اوسط: ۶/ ۱۹۳ حدیث: ۶۱۶۳...... الزہد لوکیع: ۱/ ۹ حدیث: ۶...... الزہد والرقائق لابن مبارک: ۱/ ۳ حدیث: ۱...... شکر اللہ علی نعمہ خرائطی: ۱/ ۵۷ حدیث: ۵۵...... کنز العمال: ۳/ ۲۵۹ حدیث: ۶۴۴۴۔ شعب الایمان بیہقی: ۴/ ۱۲۹ حدیث: ۴۵۴۳۔

(۴) فتح الباری لابن حجر: ۱۸/ ۲۱۹...... الوقت واہمیتہ فی حیاۃ المسلم: ۱/ ۲۵۔

(۵) مستدرک حاکم: ۴/ ۳۴۱ حدیث: ۷۸۴۶...... مشکوٰۃ المصابیح: ۳/ ۱۲۲ حدیث: ۵۱۷۴...... شعب الایمان: ۷/ ۲۶۳ حدیث: ۱۰۲۴۸...... مسند شہاب القضاعی: ۱/ ۴۲۵ حدیث: ۷۲۹...... شرح السنۃ بغوی: ۷/ ۱۹۱...... اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ: ۷/ ۱۳۸ حدیث: ۷۱۶۵...... الفقہ والفقیہ خطیب بغدادی: ۲/ ۴۰۲ حدیث: ۸۰۰...... تخریج احادیث الاحیاء: ۹/ ۳۷ حدیث: ۴۳۳۷۔

(۶) سنن ترمذی: ۴/ ۶۱۲ حدیث: ۲۴۱۷...... سنن دارمی: ۲/ ۹۲ حدیث: ۵۴۶...... مسند ابو یعلی موصلی: ۲/ ۴۴۶ حدیث: ۹۰۷...... مسند بزار: ۴/ ۲۶۶ حدیث: ۱۴۳۵...... شعب الایمان: ۲/ ۲۸۴ حدیث: ۱۷۸۵...... معجم کبیر طبرانی: ۹/ ۱۲ حدیث: ۱۱۰۱۴...... جمع الجوامع: ۱/ ۱۸۰۵۴ حدیث: ۷۶۴...... ریاض الصالحین: ۱/ ۲۵۹۔

(۷) فتاویٰ الازہر: ۱۰/ ۳۳۱...... تاریخ الخلفاء سیوطی: ۱/ ۴۰۔

(۸) فتاویٰ الازہر: ۱۰/ ۳۳۱۔

(۹) طبقات المحدثین باصبہان: ۳/ ۱۵۰ حدیث: ۷۹۸۔

تفسیر روح البیان: ۱/ ۵۰۰ میں نیز امام غزالی علیہ الرحمہ نے اپنے مشہورِ زمانہ رسالہ ''ایہا الولد'' میں اسے حدیث رسول کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

صفۃ الصفوۃ: ۱/ ۲۷۴ میں یہ حضرت جنید بغدادی کے حوالے سے منقول ہے۔

جب کہ غذاء الالباب فی شرح منظومۃ الآداب: ۱/ ۱۰۳ میں اسے حضرت حسن بصری کا قول کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۰) موسوعۃ الدفاع عن رسول اللہ: ۴/ ۱۹۱...... مجلۃ البیان: ۲۲/ ۶۴...... موسوعۃ الخطب والدروس: ۲/ ۱۹۶......

(۱۱) شرح السنۃ: ۱۴/ ۲۲۵...... قیمۃ الزمن: ۱/ ۳۱۰......

(۱۲) الوقت واہمیتہ فی حیاۃ المسلم: ۱/ ۳۹...... موسوعۃ الدفاع عن رسول اللہ: ۴/ ۱۹۱۔

(۱۳) موسوعۃ الخطب والدروس: ۱۔

(۱۴) موسوعۃ الخطب والدروس: ۲...... الوقت واہمیتہ فی حیاۃ المسلم: ۱/ ۱۱۳۵۔

(۱۵) لفتۃ الکبد فی نصیحۃ الولد: ۱/ ۶۔ مترجمہ: محمد افروز قادری چریا کوٹی۔

☆☆☆

پیکر رشد و ہدایت حضور مفتی اعظم

مفتی محمد مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمۃ (ناگپور)

ولادت باکرامت

قطب مارہرہ (حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں) کی بشارت شہزادۂ امام اہل سنت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند (علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری) علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت باسعادت ۲۲/ذو الحجہ ۱۳۱۰ھ/ ۱۸/جولائی ۱۸۹۲ء دوشنبہ مبارکہ (پیر) کے دن محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی، اس وقت آپ کے والد گرامی سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ مارہرہ مقدسہ میں تھے۔

بشارت بابرکت

حضور سیدی آل رسول حسنین میاں نظمی قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ نے حضور سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت باکرامت کا تذکرہ بڑے حسین اور پیارے انداز میں فرمایا ہے، تبرکاً حضرت نظمی میاں کے رشحاتِ قلم کو ذیل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں آپ تحریر فرماتے ہیں:

''مارہرہ شریف کی خانقاہِ برکاتیہ کی جامع مسجد، جس کی پیشانی پر لکھا ہے ''خانۂ عبادت آل احمد'' اسی مسجد کی پختہ سیڑھیوں سے اُتر رہے ہیں قطب مارہرہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ العزیز، ہمراہ ہیں اپنے وقت کے مدارِ علم وفضیلت امام اہل سنت مجدد دین وملت شاہ احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی قدس سرہ، مرشد اعلیٰ خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جانشین کا ساتھ ہے، اس لیے امام عشق ومحبت سراپا ادب بنے ہوئے ہیں، تبھی سرکار نوری میاں صاحب فرماتے ہیں۔

مولانا صاحب! مبارک ہو آپ کے یہاں فرزند تولد ہوا ہے، ہم نے اس کا نام ''آل الرحمٰن مصطفیٰ رضا'' رکھا ہے، ہم اسے سلسلۂ عالیہ قادریہ میں اپنی بیعت میں لیتے ہیں اور ساری اجازتیں خلافتیں عطا کرتے ہیں، ان شاء اللہ بریلی آکر بیعت کی خاندانی رسم بھی ادا کریں گے۔

یہ وہی دن، وہی ساعت تھی، جب بریلی کے مشہور ومعروف پٹھان گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوا تھا، جس کی پیدائش کی نوید میلوں دور مارہرہ میں موجود پیر روشن ضمیر نے اس بچے کے باپ کو دی تھی۔

عام دستور یہ ہے کہ جب کسی کے یہاں بچہ کی آمد آمد ہوتی ہے تو آدمی سب کام چھوڑ کر گھر پر رہنے کو ترجیح دیتا ہے۔ مگر یہ کیا معاملہ ہے کہ امام احمد رضا خاں کے گھر نیا مہمان آنے کو ہے اور وہ مارہرہ میں اپنے مرشدزادے کے مہمان بنے ہوئے ہیں، بات یہ ہے کہ امام احمد رضا کے سارے معاملات مرشد کے آستانے سے وابستہ تھے، آج بھی وہ اپنے مرشد کی خدمت میں اسی لیے حاضر تھے، کہ اس در سے ایسے فرزند کی خوش خبری لے کر جائیں جو بڑا ہو کر تاجدارِ اہل سنت محافظ شریعت اور صاحب عشق و محبت بنے۔

چھ ماہ بعد حضرت نوری میاں صاحب بریلی شریف تشریف لے جاتے ہیں، نومولود کو نہالچہ میں رکھ کر سرکار کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے، نوری میاں صاحب بڑی شفقت سے گود میں لیتے ہیں، یہ کون ہے؟ یہ چشم و چراغ خاندانِ برکات کا لختِ جگر ہے، جن مبارک ہاتھوں نے ان کے پیدا ہونے کی دُعائیں مانگی تھیں، آج وہی ہاتھ اس پر شفقت برسا رہے ہیں، نوری میاں کلمہ کی انگلی بچے کے منہ میں ڈال دیتے ہیں ''سبحان اللہ'' شاید بچے کو بھی معلوم ہے کہ میرے والد گرامی کے قلم سے یہ شعر نکلا ہے ؎

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

یہ نوری گھرانے کے نوری فرد نوری میاں کی انگلی ہے، بچہ بڑے چاؤ سے انگلی چوس رہا ہے، نوری میاں بڑی شفقت سے مسکراتے ہوئے اپنے خاندان عالی کا نور بچے کے سینہ میں انڈیل رہے ہیں، قطب مارہرہ کی دور رس نگاہوں نے دیکھ لیا ہے کہ یہ بچہ آگے چل کر ولایت کی منزلیں طے کرے گا، سچ ہے، ''ولی را ولی می شناسد''

نوری میاں کی ساری دُعائیں اس بچے کے حق میں صحیح ثابت ہوئیں اور وہ بچہ آگے چل کر مفتی اعظم ہند کے نام سے مشہور ہوا۔''

(بحوالہ: پیغام رضا، مفتی اعظم نمبر ۳۱، ۳۲، شمارہ نمبر ۱، جلد نمبر ۲، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء)

حضرت صاحب الفضیلۃ سید آل رسول حسنین میاں نظمی قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ نے جس ولد باوقار اور فرزند نامدار کی ولادت باسعادت کے تعلق سے جو کچھ تحریر فرمایا ہے، وہ ایک مستند دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی ہر سطر مرشدی و مولائی سیدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب زندگی کی عظمتوں کا اشاریہ ہے ؎

آنکھ والا تیری عظمت کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر، کیا دیکھے

اسمیت بمطابق شخصیت

حضور سیدی مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا تاریخی نام ''محمد'' ہے آپ کی پیدائش ۱۸۹۲ء میں ہوئی اور ۹۲/ محمد کے عدد ہیں، ابوالبرکات کنیت، محی الدین جیلانی لقب، ذاتی نام آل الرحمٰن اور عرفیت مصطفیٰ رضا ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان "الكلمة الملهمة" کے صفحہ ٦/ پر اپنے ولداعز کو یوں یاد فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''الولدالاعز، ابوالبرکات، محی الدین جیلانی، آل الرحمٰن، معروف بہ مولوی مصطفیٰ رضا سلمہ''

ماں باپ نے بچپن میں اپنے بچوں کا جو نام رکھ دیا، یہ ضروری نہیں کہ وہ نام بچوں کے کام اور شخصیت کے مطابق بھی ہو، اس کا برعکس (اُلٹا) بھی ہوسکتا ہے، جیسے خورشید عالم، آفتاب عالم، شریف عالم، شمس القمر، وجہ القمر وغیرہ نام، برعکس نام نہند زنگی کا فور، کسی کالے کلوٹے حبشی کا نام رکھ دیا جائے 'کافور' جو بالکل سفید ہوتا ہے۔

اگر آپ کو کام اور ذات سے نام کی موزونیت اور مطابقت کا جلوہ دیکھنا ہے تو سرکار سیدی مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام کی موزونیت آپ کی ذات والا صفات سے دیکھیے، کہ آپ کی شخصیت نام اور کام دونوں کا سنگم ہے، آپ کے ہر کام میں نام کی معنویت جلوہ گر ہے، نام سے کمال نہیں ہوتا، نام ور اور نامدار ہونا کمال سے ہوتا ہے، اسی لیے امام احمد رضا فرما گئے ہیں ؎

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضاؔ تم پہ کروروں درود

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس شعر میں جس خواہش کا اظہار فرمایا ہے وہ بڑی پیاری اور مقدس خواہش ہے، فرماتے ہیں: میرے گھر والوں نے میرا نام ''احمد رضا'' رکھا ہے، جس کے معنی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا (خوشنودی) کے ہیں، اور حضور احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا دراصل اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، جس پر فلاح وصلاح اور سعادت ونجاح کا دارومدار ہے، جس نے سید عالم نور مجسم احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا حاصل کر لی اس نے دین ودُنیا، برزخ وعقبیٰ کی ہر بھلائی پالی، اس لیے میں صرف نام کا 'احمد رضا' رہنا نہیں چاہتا، کام کا احمد رضا بننا چاہتا ہوں، صرف نام سے احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا حاصل نہیں ہوتی، ان کو راضی کرنے والے کام سے حاصل ہوتی ہے، اس لیے یا رسول اللہ، مجھ سے وہ کام لیجئے جس سے آپ راضی ہو جائیں، تاکہ میرا نام میرے کام کے مطابق اور میری ذات کے لیے ٹھیک ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دُعا کو شرفِ قبول بخشا، اور

آپ کی خواہش کے مطابق آپ سے وہ کام لیے جو خوشنودیِ مولیٰ اور رضائے مصطفیٰ کے ہی کام تھے، آپ فرماتے ہیں کہ مجھے بارگاہِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو کام سپرد ہوئے، بدمذہبوں کا رد اور علم فقہ کی خدمت، اعلیٰ حضرت کو جو ذمہ داری سونپی گئی تھی اس کو مکمل طور پر پوری فرمائی، اور رضائے رسول سے شاد کام ہوئے، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

اسی کا یہ اثر ہے کہ پوری دُنیا میں امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و رفعت کا پرچم شان و شوکت کے ساتھ لہرا رہا ہے، کون سا وہ ملک ہے جہاں آپ کا علمی و روحانی فیض نہیں پہنچا، علماے عرب نے آپ کو اپنا شیخ، استاد مانا، آقائی و سیدی کہا، اور آپ کے مجدد ہونے کا اعلان کیا اور علوم دینیہ کی سندیں حاصل کیں، حدیث کی اجازتیں لیں ؎

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

اسی طرح سیدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ صرف نام کے ''ابو البرکات، محی الدین جیلانی، محمد مصطفیٰ رضا'' نہیں تھے، بلکہ آپ کی ہر ادا اور ہر کام ناموں کا آئینہ دار تھا، پھر جب کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز جیسی خالص کام والی شخصیت نے اپنے ولد باوقار اور فرزند نامدار کے لیے ان ناموں کو پسند فرمایا، تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اپنے لاڈلے بیٹے کو ناموں کے مطابق کام کے لیے تیار نہ فرماتے۔

سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''اپنے ولد اعز'' کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ قطب مارہرہ سیدنا ابو الحسین نوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کی پیدائش کے وقت دُعاے خیر و برکت دیتے ہوئے جو جچا تلا نام تجویز فرمایا تھا، جس میں نومولود کے مستقبل کی تابناکیوں کی نشان دہی تھی؛ وہی بعد میں نومولود کی کتاب زندگی کا عنوان بن گیا، اور دُنیا نے دیکھ لیا کہ مرشد گرامی کا تجویز کردہ نام اور والد گرامی کی تعلیم و تربیت نے حضور مفتی اعظم ہند کو ابو البرکات، محی الدین جیلانی، آل الرحمٰن محمد مصطفیٰ رضا، اسم بامسمیٰ بنا دیا۔

''ابو البرکات'' یعنی برکتوں والا، آپ ایسے صاحب خیر و برکت تھے کہ جہاں تشریف لے جاتے وہاں برکتوں کا نزول ہوتا، لوگوں کے ایمان پختہ اور عمل تازہ ہو جاتے، لوگوں کی بدحالی خوش حالی میں تبدیل ہو جاتی، بگڑے ہوئے سنور جاتے، ہر شخص کی زبان پر ہوتا کہ یہ سب حضرت والا کے قدموں اور دُعاؤں کی برکت ہے۔

''محی الدین'' یعنی دین کو زندہ کرنے والا، وہ ایسے محی الدین تھے کہ جس علاقے اور بستی

میں قدم میمنت لزوم رکھ دیا ویران دل نورِ ایمان سے معمور ہو گئے، مرجھائی کلیوں پر بہار آ گئی، سنیت مضبوط اور دین زندہ ہو گیا اور گمراہیت کا نام ونشان مٹ گیا۔

"جیلانی" جیلانی صفت، یعنی حضور محبوب سبحانی، شاہ جیلانی، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال وکمال کے پرتو اور ایسے پرتو کہ اہلِ نظران کو "ہم شبیہ غوث اعظم" کہنے لگے۔

"آل الرحمٰن" اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرنے والا، رحمٰن کی طرف جانے والا، رب کی طرف رجوع لانے والا، حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان! اللہ تعالیٰ کے ایسے فرماں بردار اور اطاعت گزار تھے کہ زندگی کا لمحہ لمحہ پابندیِ شریعت کا آئینہ دار اور آٹھوں پہر یادِ الٰہی میں سرشار تھا، میں نے اپنے ایک شعر میں عرض کیا ہے ؎

وہی ہے مفتی اعظم، وہی ہے ابن رضا
خدا کی یاد میں گزرے ہیں جس کے آٹھوں پہر

"مصطفیٰ رضا" ایسے مصطفیٰ رضا کہ پوری زندگی اپنے والدگرامی "امام احمد رضا" کے نقش قدم پر چل کر سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے کام کرتے رہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی ہر ادا سے سنت نبوی کا بانکپن ظاہر ہوتا، کوئی قدم حریم شرع سے باہر نہیں پڑتا، میں نے عرض کیا ہے ؎

جو کم نظر ہے وہ کیا جانے مرتبہ اس کا
حریم شرع میں گزری ہو جس کی شام وسحر

دُعائے اعلیٰ حضرت اور تاجدارِ اہل سنت

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، سیدنا شاہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے "ولد الاعز" حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کو ان کے ناموں سے یاد کرتے ہوئے جو دُعائیں دی ہیں وہ قبول ہو گئیں اور حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کمالاتِ دین ودُنیا میں ترقی کر کے اس ارفع واعلیٰ مقام پر پہنچ گئے جہاں کم خوش نصیبوں کی رسائی ہوتی ہے، اعلیٰ حضرت اپنی کتاب " اَلْكَلِمَةُ الْمُلْهِمَة" کے صفحہ ۶ / پر تحریر فرماتے ہیں:

اَلْوَلَدُ الْاَعَزُّ، اَبُو الْبَرَكَاتْ، مُحِيُّ الدِّيْن جِيْلَانِيْ، آلِ رَحْمٰن، مَعْرُوْفٌ بِهٖ مُوْلَوِيْ مُصْطَفٰى رَضَا خَان، سَلَّمَهُ الْمَلِكُ الْمَنَّان وَأَبْقَاهُ، اِلٰى مَعَالِيْ كَمَالَاتِ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا

رَقَّاہٗ۔

یعنی میرا سب سے زیادہ پیارا بچہ، برکتوں والا، دین کو زندہ کرنے والا، پرتو شاہِ جیلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ کی طرف رجوع لانے والا فرماں بردار، جو مولوی مصطفیٰ رضا خان کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے، سلامت رکھے اس کو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی بہت زیادہ احسان فرمانے والا ہے اور اس کو تادیر باقی رکھ کر دین و دُنیا کے کمالات کی بلندیوں پر پہنچادے۔ آمین۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی دُعائے سحر گاہی کا اثر ہر دیدہ ور نے چشم سر سے دیکھ لیا، اور اللہ رب العزت نے حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کو وہ عزت و بزرگی عطا فرمائی کہ آپ اپنے تمام معاصرین پر سبقت لے گئے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

ننھا مرید اونچی خلافت

حضور مرشدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی روحانی عظمتوں اور عرفانی قدروں کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو عالم شیر خوارگی ہی میں تمام خلافتوں اور روحانی نعمتوں سے نواز دیا تھا۔

چنانچہ جب ۱۳۱۱ھ میں قطب مارہرہ مقدسہ، حضور سرکار سیدنا ابوالحسین احمدی نوری میاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان بریلی شریف تشریف لائے، اس وقت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی عمر شریف صرف چھ ماہ کی تھی، قطب مارہرہ نے خواہش کے مطابق بچے کو دیکھا اور گود میں لے کر دست کرامت سر پر رکھ کر زبان ولایت سے بہت دُعائیں دیں اور پیش گوئی کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کی طرف دیکھ کر فرمایا، مولانا! یہ بچہ ولی ہوگا، فیض کے دریا بہائے گا، یہ فرماتے ہوئے اپنی نوری انگلی بلند اقبال، مبارک بچے کے منہ میں رکھ دی، اور مرید فرما کر اسی وقت تمام سلسلوں کی اجازت بھی مرحمت فرما دی ''اللہ رے تری قدرت، ننھے مرید کو یہ عظیم نعمت'' سبحان اللہ، کیا شان ہے تیرے بچپن کی، عرض کیا ہے ؎

واہ کیا علم و عمل مرشد اعلیٰ تیرا
مرتبہ اہلِ زمانہ سے ہے اونچا تیرا

اس کے علاوہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کو آپ کے والد گرامی، سیدنا سرکار امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان سے بھی خلافت و اجازت حاصل تھی، مزید براں، جب آپ حرمین طیبین کی زیارت سے مشرف ہوئے تو وہاں کے مشائخ عظام اور علمائے کرام نے بھی آپ کو بہت سی خلافتیں، اجازتیں

اور علوم دینیہ کی سندیں عطا فرمائیں اور آپ سے بھی وہاں کے بہت سے علما ومشائخ نے اجازت وخلافت اور سندیں حاصل کیں، فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

تعلیم وتربیت

حضور مرشدی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ جس گھرانے میں پیدا ہوئے، اس کا پورا ماحول علم ونور کی نکہتوں سے معمور تھا، جس پر پورے طور پر یہ مثل صادق آرہی تھی ''ایں خانہ ہمہ آفتاب'' جیسا ماحول ویسا ہی حال وقول، پھر یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ آپ اپنے گرد وپیش کے ماحول سے متاثر نہ ہوتے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم علامہ رحم الٰہی منگلوری علیہ الرحمۃ اور مولانا بشیر احمد صاحب علی گڑھی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی، باقی علوم وفنون اپنے والد گرامی سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی درس گاہِ علم وتحقیق میں رہ کر حاصل کیا، یہی وجہ ہے کہ علم القرآن، علم الحدیث، علم الفقہ، اُصولِ فقہ، تجوید، صرف، نحو، ادب، منطق، فلسفہ، ہیئت، ریاضی، جفر، علم توقیت اور فن تاریخ گوئی وغیرہ میں آپ کو پوری مہارت حاصل تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنے والد گرامی کے سچے جانشین اور ان کے علوم کے صحیح وارث تھے، مثل مشہور ہے ''اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِأَبِیْہِ'' بیٹا اپنے باپ کا 'سر' ہوتا ہے۔

اہلِ سنت کے اصاغر واکابر تمام علما کا اس پر اتفاق ہے کہ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات اپنے زمانہ میں فقید المثال تھی اور آپ کی ذات ستودہ صفات میں تمام علمی، روحانی ضروری کمالات بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے، خاص طور پر فقہ اور فتویٰ نویسی میں اپنے تمام معاصرین پر آپ کو فوقیت حاصل تھی، اسی لیے علمائے اسلام نے آپ کو بالاتفاق ''مفتی اعظم'' تسلیم کیا اور آپ کا یہ علمی اور صفاتی نام؛ آپ کی ذات والا صفات کے لیے ایسا موزوں ثابت ہوا کہ پیدائشی نام کی طرح عَلَم کی حیثیت پا گیا، جب کوئی ''مفتی اعظم'' کا لفظ بولتا اور سنتا ہے تو اس کے ذہن میں صرف آپ کی ذات بابرکات کا تصور ہوتا ہے، یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی کہ ''کون مفتی اعظم''، گویا آپ ''مفتی اعظم علی الاطلاق ہیں''، غرض حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ فضل وکمال اور علمی فقہی بصیرت میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے۔

مفتی اعظم کا پہلا فتویٰ

حضور سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے تمام سوانح نگار اس بات پر متفق ہیں کہ آپ نے بہت چھوٹی عمر میں رضاعت (دودھ پلائی) سے متعلق ایک مشکل مسئلہ کو قلم برداشتہ بغیر کتاب دیکھے

لکھ دیا، جس کی تصدیق وتوصیف اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے فرمائی، اس فتویٰ کے لکھنے کا سبب یہ ہوا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نوعمری کے زمانے میں ایک روز مرکزی رضوی دارالافتاء میں اتفاقاً پہنچ گئے، ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ اس وقت کچھ لکھنے کے لیے الماری سے کوئی کتاب نکال رہے تھے، حضرت والا نے حضرت ملک العلماء صاحب سے کہا کہ کیا آپ کتاب دیکھ کر فتویٰ لکھتے ہیں؟ ملک العلماء نے فرمایا اچھا تم بغیر دیکھے لکھ دو، حضرت نے سوال پڑھا اور بغیر کتاب دیکھے جواب لکھ دیا، یہ آپ کی زندگی کا پہلا فتویٰ تھا۔

آپ کا لکھا ہوا جواب جب سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں تصدیق کے لیے پیش کیا گیا، تو جواب دیکھ کر امام احمد رضا بہت خوش ہوئے اور "صَحَّ الْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّاب" لکھ کر دستخط فرما دیئے اور انعام کے طور پر" ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفیٰ رضا" کی مہر حضرت مولانا یقین الدین صاحب مرحوم کے بھائی سے بنوا کر عطا فرمائی، یہ واقعہ ۱۳۲۸ھ کا ہے، اس وقت آپ کی عمر شریف ۱۸/سال کی تھی، بعض سوانح نگار حضرات نے لکھا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر ۱۳/سال تھی، یہ صحیح نہیں ہے۔ اس کے بعد مسلسل بارہ سال تک امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی زندگی میں آپ کی نگرانی میں فتویٰ نویسی میں مصروف رہے، اور یہ سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا، اس طرح آپ کے فتویٰ لکھنے اور دوسرے حضرات کے فتاوے کی تصدیق کرنے کی مدت تقریباً چوہتر سال ہے، ۱۳۲۸ھ تا ۱۴۰۲ھ۔

حضرت والا کی پیدائش ۱۳۱۰ھ، پہلا فتویٰ ۱۳۲۸ھ، اعلیٰ حضرت کا وصال ۱۳۴۰ھ، حضرت والا کا وصال ۱۴۰۲ھ عمر شریف ۹۲/سال، فتاویٰ نویسی کا آغاز ۱۸/سال کی عمر میں، اعلیٰ حضرت کی نگرانی میں فتویٰ نویسی ۱۲/سال اور مدت فتویٰ نویسی ۷۴/سال۔

☆☆☆

"علم و تحقیق کا وہ مزاج جو اسلاف کا وطیرہ اور مسلم اُمّہ کا اثاثہ تھا؛ چودھویں صدی ہجری میں اعلیٰ حضرت نے عطا کیا اور گراں قدر علمی تصانیف یادگار چھوڑیں؛ جن سے استفادہ کر کے قومی اقدار کا تحفظ کیا جا سکتا ہے۔" (مدیر)

ذکر حضور مفتی اعظم ہند

خطاب: علامہ قمر الزماں خاں اعظمی
[سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ]
ترتیب: مفتی محمد اشرف رضا قادری
[قاضی شریعت ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر]

۱۴؍محرم الحرام ۱۴۱۰ھ کی ایک سُہانی شب تھی۔ ممبئی کی سرزمین پر ذکرِ حضور مفتی اعظم کی مبارک محفل سجی تھی۔ مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی کا خطاب جاری تھا۔ مجمع دَم بخود تھا۔ بڑے بڑے علما مسند نشیں تھے۔ ذکر حضور مفتی اعظم کا تھا۔ ایمان افروز تذکرے اور دین پر استقامت کا پیغام۔ فقہی بصیرت کے جلوے اور شریعت کی پاس داری کا مبارک پیام۔ محفل نورٌ علیٰ نور تھی۔ تقریباً ۳۲؍برس قبل محفل سجی تھی۔ آج اسی محفل کی یادیں تازہ کرتے ہیں۔ صدائیں فضاؤں میں بکھر جاتی ہیں لیکن ان مبارک صداؤں کو مفتی محمد اشرف رضا قادری نے نقش کالحجر بنانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ آج پھر اس محفل کی قلمی روداد مطالعہ کی بزم میں حال کے شامیانے میں پیش ہے، پڑھیں اور موجودہ فتنوں کے تناظر میں شریعت کی حفاظت کے لیے راہیں متعین کریں تا کہ پیغام مفتی اعظم کے ذریعے قوم کے تنِ مردہ میں زندگی کی حرارت دوڑائی جا سکے۔ غلام مصطفیٰ رضوی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ ۔ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَلِیُّ الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

علماے باوقار! مخادیم ملتِ اسلامیہ، قابلِ احترام بزرگو! عزیز بچو! ہم اور آپ انتہائی عقیدت و محبت کے ساتھ؛ اپنے اور ساری کائنات کے مرکزِ عقیدت، آقائے دو جہاں، حضور سیّد عالم، تاج دارِ مدینہ، سرور کائنات، محمد رسول اللہ، ارواحنا فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں درودِ پاک کی نذریں پیش کریں:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ الْکِرَامِ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا سَرْمَدًا

ابھی آپ مخدومِ اہل سنت حضرت علامہ مفتی رجب علی صاحب مفتی نان پارہ(۱) سے ایک بڑا ہی پُر مغز معلومات افزا اور حقائق سے لبریز خطاب سماعت فرما رہے تھے۔ یہ ہمارے وہ بزرگ ہیں کہ جن کی زیارت کو میں اپنے لیے وجہِ سعادت سمجھتا ہوں۔ حضور مفتی اعظم کے تعلق سے بڑا احسان ہے ان کا میری زندگی پر۔ سرکار مفتی اعظم کے ہاتھوں میں میرا ہاتھ لے جانے والے حضرت علامہ مفتی نان پارہ ہیں، یہ وہ احسان ہے؛ جسے میں صبح قیامت تک نہیں بھول سکتا۔ انھیں کی ترغیب تھی، انھیں کا حکم تھا، کہ میں ندوہ سے جب فارغ ہوکر آیا تو میں نے سرکار مفتی اعظم ہند کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا۔ عقیدت تو پہلے سے بھی تھی چنانچہ بدعقیدگی کے ماحول میں جب بھی دلائل کی بنیاد پر کبھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو یہ تصوّر کافی ہوجاتا تھا کہ: قمر الزماں ہم اوپر ہیں اس لیے کہ مفتی اعظم ہمارے اوپر ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تصوّرِ شیخ پہلے سے قائم تھا، اس کا تحقق حضرت کے حکم سے ہوا۔ ظاہر ہے کہ یہ اتنی بڑی دولت ہے کہ جس کا شکریہ ہمیں ادا کرنا ہی چاہیے۔ وہ اب بوڑھے بھی ہوگئے ہیں اور کمزور بھی ہوگئے ہیں۔

ہندُستان کی سرزمین پر ایک مدت تک مثبت انداز میں دین کی تبلیغ فرمانے والے حضرت علامہ سیّد انوار احمد صاحب شاہجہاں پوری یہاں تشریف فرما ہیں، جنہوں نے کم از کم نصف صدی تک ملتِ اسلامیہ کو دین کا شعور عطا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ابھی یہی وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر کے یقیناً ہمیں مسرت بھی ہورہی ہے اور خوشی بھی ہوتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ ایک شدید احساس بھی ہوتا ہے کہ یہ پاسبانِ اُمّت اب بوڑھے ہوگئے ہیں، اور ہمارے کمزور کاندھے پر ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھتا جارہا ہے۔ خدا انھیں بہت زمانے تک سلامت رکھے۔ اتنے زمانے تک کہ ہم ایک طویل اور دراز زمانے تک ان سے استفادہ کرتے رہیں۔ کاش! ہمارے اندر بھی وہ تصلب، وہ تقویٰ، وہ طہارت، وہ عزیمتیں پیدا ہوجائیں جو ہمارے اسلاف کا حقیقی کردار رہے۔

آج ہم اور آپ ’شہید اعظم کانفرنس‘ میں حاضر ہیں اور سرکار مفتی اعظم کی بارگاہ میں خراجِ احترام پیش کر رہے ہیں۔ میں جب یہاں آرہا تھا تو سوچ رہا تھا کہ کیا نسبت ہے شہادت اور افتا میں، آج شہید اعظم کے مقدس دن میں ’مفتی اعظم کانفرنس‘ کیوں منعقد کی جارہی ہے؟ اس کی ایک وجہ تو حضرت کا وصال ہے اور دوسری وجہ جو میری سمجھ میں آئی؛ میرے اساتذہ میری اصلاح کریں اگر میں غلطی کروں، کہ میرے سرکار روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ فقہا کے قلم کی سیاہی شہدا کے خون سے تولی جائے گی، ایک قدر مشترک مل گئی نا، ایک رشتہ سمجھ میں آگیا نا؛ آج کی کانفرنس کا۔

عزیزانِ ملتِ اسلامیہ! آج ہم اس ذات کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے حاضر ہیں، جنھوں نے دلوں کو زندگی عطا فرمائی، اور شریعت کا قانون ہے ''من احیا ارضا فھی لہ'' جوکسی زمین کو زندہ کرتا ہے وہ زمین اس کی ملکیت ہوتی ہے، اگر انھوں نے ہمارے دلوں کی زمین کو زندہ فرمایا ہے تو یقیناً ہمارے دل ان کی ملکیت ہیں، اور جس کی ملکیت ہیں انھیں کی بارگاہ میں نذرِ غلامی پیش کرنے کو حاضر ہو گئے ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند کے رُخ زیبا (کی زیارت)؛ اور ان کی خدمت میں حاضری کا شرف ہمارے اکابرین کو جتنا میسر ہوا؛ ظاہر ہے اتنا مجھے نہیں ہوا، لیکن قسم خدا کی ہم چند ساعتوں کو اپنی زندگی کی سب سے قیمتی متاع سمجھتے ہیں، جب ہم نے یہ جرأت کی تھی کہ ہماری گنہگار نگاہیں ان کے پاکیزہ چہرے کو دیکھنے کی کوشش کریں۔ دیکھ سکے یا نہ دیکھ سکے آج تک مجھے یاد نہیں ہے مگر کوشش کی ہے دیکھنے کی۔ جتنے لوگوں نے حضور مفتی اعظم کی زیارت کی ہے وہ ذرا سوچ کے دیکھیں کہ کیا واقعی انھوں نے ان کو دیکھا ہے؟ تابِ نظارہ لا سکے ہیں؟ کیا بھرپور دیکھنے کی طاقت تھی؟ کیا ان کے گرد کردار و عمل کا ایک ہالہ نہیں تھا، جو حجاب بن گیا تھا دیکھنے والوں کے درمیان میں اور مشہود کے درمیان میں؛ جرأت نہ تھی کہ انھیں دیکھا جائے لیکن دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور اگر کوئی دیکھنے والا ان کو ہوگا تو یقیناً وہ ہمارے لیے بہت محترم ہوگا اس مجلس میں، عزیزانِ ملت اسلامیہ! دُنیا انھیں مفتی اعظم ہند کے نام سے یاد کرتی ہے، بلاشبہ یہ ان کا ایک علَم ہے جو مشہور ہو گیا ہے، لیکن اگر آپ مجھے کہہ لینے دو تو ذرا بے باک ہو کر یہ عرض کروں گا اور اپنے مشاہدے اور حقائق کی روشنی میں کہوں گا؛ جب تک ہم نے ہندُستان کو دیکھا تھا، یہاں کے دارالافتاء کو دیکھا تھا، درس گاہوں کو دیکھا تھا۔ خانقاہوں کو دیکھا تھا، اس وقت تک ہم سمجھتے تھے کہ وہ مفتی اعظم ہیں۔ مفتی اعظم ہند ہیں۔ لیکن! جب ہم ہندُستان سے باہر نکلے اور ہم نے عرب کی سرزمین پر قدم رکھا۔ ہم نے مصر کے دارالافتاؤں کو دیکھا۔ سیریا کی درس گاہوں کو دیکھا۔ لیبیا کے 'زوایا' کو دیکھا اور خانقاہوں کو دیکھا، اور مراکش کے دارالافتاء کا جائزہ لیا۔ دارِ بیضا کا مطالعہ کیا۔ فاس جو مدینۃ الاولیاء ہے وہاں کے بسنے والوں کو دیکھا۔ پھر عرب و عجم کا جائزہ لیا تو مجھے بے ساختہ کہنا پڑا ۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

قسم خدا کی (اُن کے عہد میں) حضور مفتی اعظم ہند کا جواب دُنیا میں کہیں نہیں تھا۔ وقت ہوتا تو بڑی تفصیل سے بتاتا کہ دُنیا آج فقہ امام ابوحنیفہ کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔ دُنیا آج فقہ مالکی کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔ دُنیا آج فقہ امام شافعی کے ساتھ کیا کر رہی ہے۔ دُنیا فقہ امام احمد بن حنبل کے ساتھ آج

کیا کررہی ہے۔ مقلدین کے ہاتھوں سے اپنے امام کے مقدس فیصلوں کا جو حشر ہو رہا ہے وہ اتنا عبرت ناک ہے، اتنا عبرت ناک ہے کہ جب ہم اسے سوچتے ہیں تو انجام سے ڈر لگتا ہے اور مستقبل بڑا ہولناک سامنے آرہا ہے۔ آج ہم پر یلغار ہے بیرونی ثقافت کی۔ یلغار ہے بیرونی تہذیب کی۔ یلغار ہے بیرونی مسائل کی۔ یلغار ہے بیرونی فکروں کی۔ یلغار ہے نئے مسائل کی۔ جیسے جیسے زمانہ آگے بڑھتا جارہا ہے؛ نئے نئے مسائل سامنے آتے جارہے ہیں۔ اس میں دو طبقہ فکر ہے، ایک طبقہ تو وہ ہے جو خاموش ہے اور دوسرا طبقہ وہ ہے جو اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ دُنیا میں جتنی بھی لذتیں ہیں، دُنیا میں جتنی بھی اباحتیں ہیں۔ دُنیا میں جتنی بھی سہولتیں ہیں۔ دُنیا میں جتنی بھی کیفیتیں ہیں۔ دُنیا میں جتنے بھی جلوے ہیں۔ جھوٹے نگوں کی ریزہ کاریاں ہیں۔ دُنیا میں جتنے بھی ایسے امکانات ہیں جو انسان کی ظاہری زندگی کو مزین کرسکیں انھیں حاصل کرنے کے لیے رُخصتیں تلاش کی جائیں۔ اباحتیں تلاش کی جائیں۔ اگر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک میں مل نہ سکے تو امام مالک کا دامن تھاما جائے۔ وہاں میسر نہ آسکے تو امام شافعی کی بارگاہ میں حاضری دی جائے۔ وہاں بھی اگر میسر نہ ہو سکے تو امام احمد بن حنبل کے گھر بھاگا جائے۔ اگر وہاں بھی میسر نہ آسکے تو حالات کا تقاضا کہہ کر کے اور زمانے کی ضرورت کہہ کر کے یہ تسہیل پیدا کردی جائے کہ کوئی بھی ضعیف حدیث، کوئی بھی کمزور جزئیہ کہیں سے بھی مل جائے خواہ وہ کوئی ظاہری ہی کیوں نہ ہو، خواہ وہ غیر مقلد ہی کیوں نہ ہو، اس کو سہارا بنا کر نئے اُصول تراشے جائیں، نئی بنیادیں رکھ دی جائیں۔ پوری دُنیا میں یہ اَلمیہ پھیلا ہوا ہے۔ اعضا کی پیوند کاری، خون کا ڈونیشن (Blood Donation) اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مسائل، نئے مشاہدات۔ دُنیا کی نئی لذتوں سے آشنائی، یہ وہ مسائل ہیں جو پوری دُنیا کے لیے ایک سوالیہ نشان بنے ہوئے ہیں۔

آج کا مفتی ازہر سے لے کر مراکش تک اِس بات کی کوشش کررہا ہے کہ مغرب کی تسکین کے لیے، یورپین قوموں کے ذہنوں کو مطمئن کرنے کے لیے، اپنی نئی نسلوں کو آوارہ کرنے کے لیے، حجاب کو اُٹھا دینے کے لیے، بے حجابی کو عام کرنے کے لیے، قرآن و حدیث کی جتنی بھی ممکن تاویلیں کی جا سکیں؛ تاویلیں کی جائیں اور نئے زمانہ کو موقع دیا جائے کہ وہ ہمارے گھروں میں گھس جائے، نئے جلوؤں کو مخاطب کیا جائے کہ آؤ اور ہمارے چہروں کا وقار لوٹ لو، ہمارے ذہنوں کی آبرو لوٹ لو۔ اور ہمارے نفس کی پاکیزگی کو لوٹ لو، انھیں بلایا جائے اور کہا جائے ہم تمہارے ساتھی ہیں۔ ہم نئے زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہیں، ہم نئے زمانے کے تقاضوں کا ساتھ دینے والے ہیں۔ قرآن بھی اس کی تائید کررہا ہے، حدیث بھی اس کی تائید کررہی ہے۔ معاذ اللہ! قرآن وحدیث کے باب میں اتنے جری ہوگئے ہیں، اتنے جسور ہوگئے ہیں کہ تفسیر بالرائے کے انبار لگا دیئے گئے ہیں۔ سید قطب کی

مشہور تفسیر 'ظلال القرآن' کا جائزہ لو، اور دوسری تفاسیر کا جائزہ لو۔ سید عبدہ کی تفسیر کا جائزہ لو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ انہوں نے نئے زمانہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے مستشرقین یورپ اور Orientalist سے مرعوبیت کی بنیاد پر، اور یورپ کے سامنے معذرت خواہانہ ذہن پیش کرنے کے لیے، حضور! ہمارے فقہا نے غلط سمجھا تھا۔ سرکار! ہمارے مفسرین نے غلط سمجھا تھا۔ آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے۔ قرآن کا یہ مفہوم نہیں ہے۔ اور اس مسئلہ کا یہ مطلب نہیں ہے۔ آج یہ معذرت کی جا رہی ہے۔ اسلام کو معذرت کا مذہب بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ اسلام کو منزل اعتذار میں لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے۔

اے سرکار مفتی اعظم ہند! ہم آپ کی عظمتوں کے قربان کہ زمانہ رُخصتیں تلاش کر رہا ہے۔ جواز تلاش کر رہا ہے۔ مذبوحی حرکتیں کر رہا ہے۔ اباحتیں تلاش کر رہا ہے۔ دارالافتاء بک گئے ہیں۔ درس گاہیں فروخت ہوگئی ہیں۔ اور قوموں کا وقار یقیناً غیروں کے دروازہ پر قربان کیا جا رہا ہے۔ مگر آپ نے مسائل میں ہمیشہ عزیمتوں کا راستہ دکھایا ہے، رُخصتوں کا راستہ نہیں دکھایا ہے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! قسم خدا کی؛ آج اگر سرکار امام ابوحنیفہ اپنی ظاہری زندگی کے ساتھ جلوہ افروز ہو جائیں تو یقیناً اپنے اس روحانی فرزند کو اپنی آنکھوں سے لگا لیں گے۔ یقیناً اپنے سینوں سے لگا لیں گے۔ اس لیے کہ آج بھی بریلی کا دارالافتاء دراصل بریلی کا دارالافتاء نہیں ہے؛ بلکہ بغداد میں امام اعظم کے دارالافتاء کی ترجمانی کر رہا ہے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میری نظر دُنیا کے تمام دارالافتاء کے اوپر ہے۔ دُنیا کی تمام درس گاہوں کے اوپر ہے۔ اور دُنیا کے تمام اداروں کو میں نے دیکھا ہے۔ ہزاروں سوالات کیے جاتے ہیں یورپ سے، اور عالم یہ ہے کہ ہر سوال کا ایک نیا جواب آتا ہوا نظر آتا ہے۔ شریعت کو بازیچۂ اطفال بنا دیا گیا ہے۔ کھلونا بنا دیا گیا ہے۔ اگر راہیں متعین ہوتیں اور خطوط متعین ہوتے، اگر استخراج مسائل کے ضوابط متعین ہوتے۔ اگر اسلاف کے طریقوں پر عمل کیا گیا ہوتا۔ اگر اُصولِ فقہ کی رعایتیں کی گئی ہوتیں تو نئے مسائل کے سلسلے میں بھی یقیناً مناسب اور صحیح جواب دیا جاتا، مگر اُصولِ فقہ کی رعایت کرتے ہوئے، شریعت کی بنیادوں کی رعایت کرتے ہوئے، لیکن اگر آپ نے اُصولِ فقہ پڑھا ہے، اور آپ کے سامنے 'اُصول الشاشی' اور 'نور الانوار' ہے تو میں آپ سے کہوں گا، میرے علما! آپ کبھی اس مصری اسکالر کی وہ کتاب 'المدخل للمعروف الدوالیبی' پڑھ لیجیے۔ اُصولِ فقہ میں آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اجتہاد کے نام پر اس نے وہ غنڈہ گردی کی ہے کہ ملتِ اسلامیہ سے یقیناً تصلب کا دامن چھوٹ رہا ہے۔ یقیناً تصلب کا دامن چھوٹ چکا ہے۔ اس نے اصل رابع قیاس کے بجائے اجتہاد لکھ کر کے اس نے تمام بنیادوں سے ہٹ کر کے نفس اجتہاد پر زور دیا ہے۔ آوارہ

اجتہاد، بے لگام اجتہاد، بے مقصد اجتہاد، ذہنوں کی آوارگی اجتہاد، ذہنوں کی عیاشیوں کی بنیاد پر مسائل پیدا کرنے والے یہ مجتہدین آج شریعت کا چہرہ مسخ کررہے ہیں۔ اگر امام اعظم ابوحنیفہ کے مقدس مسلک کے پیروکار۔ اگر سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دامن میں پناہ لینے والے بیدار نہیں ہوئے تو قسم خدا کی پوری دُنیا میں شریعت کا چہرہ مسخ ہوجائے گا۔ بریلی تنہا ہندُستان کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بریلی تنہا اپنے ماحول کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بریلی تنہا وہ مقام ہے جہاں سے فقہ کی آبرو رکھی جاتی ہے۔ اُصولِ فقہ کی آبرو رکھی جاتی ہے۔

یہ میں جذباتی بنیادوں پر نہیں بول رہا ہوں۔ وہ درد ہے جو میں بول رہا ہوں، وہ اضطراب ہے جو میں بول رہا ہوں۔ وہ بے چینی ہے جو میں بول رہا ہوں۔ اگر ہم نے شریعت کو ان اطفال روزگار کے حوالہ کردیا۔ اگر ہم نے شریعت کو ان کے حوالہ کردیا تو یقین جان لیجیے یہ مغرب زدہ لوگ، یہ مغرب کے ڈَسے ہوئے لوگ، یہ یورپین زَدہ لوگ شریعت کا چہرہ مسخ کردیں گے اور اگلی نسلیں پہچان بھی نہ سکے گی کہ ہمارے اُصول کیا تھے، ہمارے مسلمات کیا تھے، ہماری فروعات کیا تھیں۔ ہم کس طرح مسائل کو مستنبط کرتے تھے۔ احادیث اور قرآن کے ذخیرے سے ہم کس طرح مسائل کا استخراج کرتے تھے، ایسے بے لگام ہوگئے ہیں کہ قرآن کی کسی بھی آیت کریمہ کو اگر ان کی خواہش کے مطابق ہے تو چودہ سو برس کی متواتر تفسیر سے ہٹ کر کے وہ اپنا ذہن پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ قرآن کو تفاسیر کی روشنی میں نہیں دیکھا جارہا ہے۔ نہ 'مدارک' کی روشنی میں دیکھا جارہا ہے، نہ 'جلالین' کی روشنی میں دیکھا جارہا ہے، نہ دوسری تفاسیر کی روشنی میں دیکھا جارہا ہے۔ آج قرآن کو اپنے بنائے ہوئے ذہن کی روشنی میں دیکھا جارہا ہے۔ بہت مشہور تفسیر جو آج کل شائع ہوئی ہے شیعوں کی جانب سے، بیس جلدوں میں، خواہ اس تفسیر کا مفسر ہو یا 'ظلال القرآن' کا مفسر ہو، یا سیّد محمد عبدہ ہو، یہ وہ لوگ ہیں جو مستدل بن چکے ہیں۔ جن کے حوالے دیے جاتے ہیں۔ جن کے اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ اور ہمارے بھی کچھ نادان علما ان کے زہر اور ان کی خطرناکیوں سے بے نیاز ہوکر کے ان کے اقتباسات پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں؛ ہمارا بریلی ہمارے لیے کافی ہے، ہمارے فقہا ہمارے لیے کافی ہیں۔ ہمارے امام شامی ہمارے لیے کافی ہیں۔ اور دوسرے ائمہ ہمارے لیے کافی ہیں۔ 'فتح القدیر' کے مصنف ہمارے لیے کافی ہیں۔ 'فتاویٰ ہندیہ' کے مرتبین ہمارے لیے کافی ہیں۔ ہمیں کسی اور آستانے پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نئے مسائل کے سلسلے میں بھی فقہ اسلامی نے کچھ راہیں کشادہ فرمائی ہیں۔ طریقہ یہ ہے اور بنیاد یہ ہے کہ پرانی بنیاد کو سامنے رکھ کر، پرانے اُصولوں کو سامنے رکھ کر اجتہاد کیا جائے گا، رائے قائم کی جائے گی، لیکن بنیادیں پرانے ذخیروں ہی سے فراہم کی جائیں گی،

کوئی ایسی رائیں مردود ہوں گی جس کی اصل پیچھے نہ مل رہی ہو، ماضی میں نہ مل رہی ہو۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! آج کے دور میں امام اعظم کی شخصیت سب سے مظلوم شخصیت ہے۔ ایسی مظلوم شخصیت ہے کہ کہیں معاذ اللہ فتنے کا دروازہ کہا گیا ہے۔ کہیں معاذ اللہ ان کے شاگرد امام ابو یوسف، امام محمد کو بادشاہوں کا خریدا ہوا کہا جا رہا ہے، کبھی ان کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ انھوں نے ملت اسلامیہ کے سیلِ رواں کو آج تک جامد رکھا ہے اور اس کی بنیاد پر اسلام کے اندر وہ ترقی نہیں ہو سکی ہے جو ہونی چاہیے تھی۔ یہ ہزاروں نام دیے جا رہے ہیں، اور اس نام کے پیچھے پیٹرو ڈالر کی وہ قوت ہے جو یقینی طور پر یہ چاہتی ہے کہ تقلید کا نظام منتشر ہو جائے، مقلدین کا شیرازہ منتشر ہو جائے۔ تقلیدی فکر منتشر ہو جائے اور وہ بے لگام آزادی جو قرآن کے اندر بھی اپنی فکر کو داخل کر دے اور حدیث کے اندر بھی تحریف کرتی ہوئی نظر آئے۔ اسی بے لگام آزادی کی بنیاد پر فتاویٰ بھی دیے جائیں اور شریعت کے مسائل بھی بیان کیے جائیں۔

آپ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کیجیے! اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگانے والے! اعلیٰ حضرت کا دن منانے والے! سرکار مفتی اعظم ہند کے قدموں سے احترام کی نسبت قائم کرنے والے، ذمہ داریاں بے پناہ ہے ہمارے لیے، کبھی آپ نے سوچا کہ خانقاہیں پوری دُنیا میں قائم ہیں۔ اسلام فطرت ہے، اور بلاشبہ اسلام فطرت ہے تو سنیت بھی فطرت ہے۔ آپ پوری دُنیا میں چلے جایئے، آپ کو خانقاہوں کا نظام ملے گا۔ آپ کو درس گاہوں کا نظام ملے گا۔ آپ کو درسِ نظامیہ کی کتابیں اسی طرح لوگوں کو پڑھاتے ہوئے ملیں گے۔ 'علم غیب' کے مسئلہ پر بحث کرتا ہوا دیکھیں گے۔ آپ یہ ساری باتیں پائیں گے۔ مگر آپ خانقاہوں کو خاص طور سے دیکھیے۔ سعودی عرب کو مصر کی خانقاہوں سے کوئی ڈر نہیں ہے، حالاں کہ احمد زکی کی قبر شریف وہ ہے جہاں کم وبیش چالیس لاکھ افراد حاضری دیتے ہیں۔ پورا افریقہ سمٹ آتا ہے۔ دُنیا میں اتنا بڑا عرس کہیں نہیں ہوتا۔ اسی طرح لیبیا کے 'زوایا' آج بھی قائم ہیں۔ فاس کو 'مدینۃ الاولیاء' کہا جاتا ہے۔ اور چپہ چپہ پر اولیا کی مزارات ہیں۔ اولیاے کرام کے نشانات ہیں۔ دارِ بیضا جو مراکش کا ہے، وہاں آپ ہزاروں قبے دیکھیں گے۔ عراق میں جایئے تو بغداد مقدس سے لے کر کربلاے معلیٰ تک عراق کو 'قبوں کا شہر' کا جاتا ہے۔ مدینۃ القبات کہا جاتا ہے۔ 'مدینۃ القبات الخضر ا' کہا جاتا ہے۔ ہر قبہ سبز ہے اور ہر مزار پر قبہ بنایا گیا ہے۔ وہاں بھی مراسم ادا کیے جاتے ہیں۔ وہاں بھی رَسمیں ادا کی جاتی ہیں۔ مگر سعودی عرب کو عراق سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سعودی عرب کو مصر سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سعودی عرب کو شام سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سعودی عرب کو فاس سے کوئی خطرہ نہیں۔ سعودی عرب کو نائیجیریا سے کوئی خطرہ نہیں۔ سعودی عرب کو سوڈان سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سعودی

عرب کو ایتھوپیا سے کوئی خطرہ نہیں ہے، سعودی عرب کو دوسرے کسی بھی اسلامی ممالک سے خطرہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہاں تو رَسمیں ہیں مگر رَسموں کے ساتھ استدلال کی قوت نہیں ہے۔ انھیں سمجھانے کی صلاحیت نہیں ہے۔ رَسمیں موجود ہیں مگر رَسموں کو ثابت کرنے کی قوت نہیں ہے، آج اگر پورا سعودی عرب امام احمد رضا فاضل بریلوی کے خلاف لگا ہوا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ امام اہل سنّت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے مراسم اسلامیہ کو استدلال کی زبان عطا فرمادی ہے، شعور کی زبان عطا فرمادی ہے، تصور کی قوت عطا فرمادی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جیسے جیسے ہمارا پٹروڈالر بڑھتا جائے گا ہم خانقاہ نشینوں کو خریدتے جائیں گے، ہم گدی نشینوں کو خریدتے جائیں گے۔ رابطۂ عالم اسلامی کا جائزہ لیجئے۔ حضرت علوی مالکی مدظلہ العالی (۲) کی کتابوں کا جائزہ لیجئے۔ اس رابطہ کے کئی مولویوں کی آپ کو باضابطہ تقریظات ملے گی۔ ایک طرف رابطہ میں سعودی تنخواہ دار بھی ہیں اور دوسری طرف میلاد و قیام کے جواز پر تقریظات بھی لکھتے ہوئے نظر آتے ہیں، صرف اس لیے اور صرف اس لیے کہ وہ اس جواز کے قائل تو ہیں مگر اس سعودی خطرہ کو اور وہابیت کو محسوس نہیں کر رہے ہیں، وہ ان کے دامن سے وابستہ بھی ہیں، ان کے دَر کے پروَردہ بھی ہیں۔ یہ تنہا اعلیٰ حضرت ہیں کہ ان کا دیوانہ اس کے پٹروڈالر کے قریب جانا بھی پسند نہیں کرتا اور اگر وہ دولت کا انبار بھی لگا دے تو وہ دامن نگاہ بچائے گزر جاتا ہے۔

آپ ذرا سوچو! میں عرض کرنا چاہتا ہوں، یہ مسلماتِ دینیہ، یہ میلاد شریف، یہ قیام، یہ ایصالِ ثواب، یہ استمداد کوئی نئے مسائل نہیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت سے پہلے بھی تھے اور ہزاروں کتابیں اس موضوع پر پائی جاتی ہیں، لیکن اس کے خلاف وہاں کوئی تحریک نہیں پائی جاتی۔ ہاں البتہ کویت کی مسجدوں میں؛ اِسی طرح سے مڈل ایسٹ (Middle East) کی مسجدوں میں، اسی طرح سعودی عربیہ کی مسجدوں میں باضابط ہدایت دی جاتی ہیں۔ آپ کو پتہ ہے ان کے زَرخرید مولوی وہاں خطبہ کس طرح دیتے ہیں؟ وہ نابینا جو اوپر سے بھی اندھا ہے اور اندر سے بھی اندھا ہے؛ وہ ظالم خطبہ لکھتا ہے اور وہی ایک خطبہ تمام مسجدوں میں پڑھا جاتا ہے۔ کسی مولوی کو یہ جرأت نہیں ہے کہ خطبہ اپنی طرف سے پڑھ سکے۔ کوئی بات اپنی طرف سے کہہ سکے۔ ان خطبات میں یہ کہا جاتا ہے **البریلویہ بعد القادیانیہ** یعنی قادیانیت کے بعد ہمارا سب سے بڑا محاذ یہ ہے کہ ہم بریلویت کو معاشرہ سے خارج کردیں۔ آپ اندازہ کریں بریلی سے اس قدر لرزہ براندام کیوں ہیں؟ اس قدر کانپ کیوں رہے ہیں۔ اس لیے کہ اعلیٰ حضرت نے اور اعلیٰ حضرت کے تفقہ کی عملی مثال سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند نے دُنیا کے سامنے ثابت کردیا ہے کہ پہاڑ اپنے مقام سے ہٹ سکتا ہے، مگر شریعت کا کوئی جزئیہ اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتا۔ شریعت کا کوئی بھی مسئلہ اپنی جگہ سے ٹل نہیں سکتا۔ یہ وہ استقامت فی الدین تھی جو آج

دُنیا کی نگاہوں میں کھٹک رہی ہے۔ جو آج دُنیا کی نگاہوں میں انھیں لرزہ براندام کر رہی ہے۔ آج بھی سعودی عربیہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر کوئی طوفان اس کے تخت و تاج کو للکار سکتا ہے، اس کے 'دارالبعوث' کو چیلنج کر سکتا ہے اور اس کے دارالافتاء کے لیے برق بن کر گر سکتا ہے تو وہ بریلی کا فتویٰ ہو سکتا ہے، یا بریلی کی زمین ہو سکتی ہے۔

میں عرض کرنا چاہتا ہوں ایک طرف دُنیا بھر میں ہمارے خلاف سازشیں کی جا رہی ہیں۔ آپ ذرا سوچیں۔ دیوبند سرخمیدہ ہو گیا ہے۔ وہ بھی حنفیت کا دعویدار ہے مگر دولت کے لیے، سرمایہ کے لیے، اپنے مدارس کو چلانے کے لیے، حنفیت کے باوجود اگر وہابیت کا دفاع نہیں کر رہا ہے تو کم از کم اپنی حنفیت کا تحفظ تو کرتا۔ امام اعظم کے خلاف اُٹھنے والے حملوں کا جواب تو دیتا۔ لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ دیوبند کی چہار دیواری سے حنفیت کی تائید میں بھی کوئی آواز بلند نہیں ہو رہی ہے، اس لیے کہ ان کے آقاؤں نے پیسہ دے کر ان کا منہ بند کر دیا ہے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم آپ کے غلام ہیں؛ آپ نے ہمیں ان لعنتوں سے بچا لیا ہے۔ نہ ہمیں ان کے پیسے کی ضرورت ہے۔ ہم جرأت وحق گوئی کی مثال ہیں۔ آج بھی حنفیت کو تحفظ دیا جا سکتا ہے، اسلامی شریعت کو تحفظ دیا جا سکتا ہے تو اعلیٰ حضرت کے مشن کی بنیاد پر؛ حضور مفتی اعظم ہند کے مشن کی بنیاد پر۔

میں (یہ) عرض کرنا چاہتا ہوں (کہ) حنفیت کیا ہے؟ کبھی آپ نے اس کا جائزہ لیا ہے عالمی نقطۂ نظر سے! یاد رکھئے کہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دَور میں کتابیں لکھی ہیں اور تفقہ سے کام لیا ہے، جس دَور میں اسلام پوری دُنیا میں پھیل رہا تھا۔ نئے نئے آفاق فتح ہو رہے تھے۔ نئی نئی زمین مفتوحہ ہو رہی تھیں۔ وہ زمانہ، اتحاد کا دَور تھا، سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس اتباع میں انہوں نے اجتہاد کے دروازے کھولے اور عالم یہ ہے کہ زندگی کا کوئی گوشہ نہیں ہے کہ جس کے لیے کوئی جزئیہ نہ ملتا ہو، فقہ حنبلی بھی موجود ہے، فقہ شافعی بھی موجود ہے، فقہ مالکی بھی موجود ہے، لیکن جس قدر وسعت فقہ حنفی کو امام اعظم علیہ الرحمہ کے شاگردوں نے عطا کی ہے۔ کسی فقہ کو یہ وسعت حاصل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دُنیا میں جب بھی کبھی اسلامی نظام قائم کیا گیا تو وہاں کا قانون فقہ حنفی بنا۔

بتاؤں آپ کو! نور الدین زنگی، صلاح الدین ایوبی یہ دو شخصیتیں ہیں، جنہیں دُنیا فراموش نہیں کر سکتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے باطل قوتوں کو ہمیشہ کے لیے سرخمیدہ کر دیا ہے۔ صلیبی جنگوں کا رُخ موڑ دیا ہے۔ پروڈلیس (Pradleves) کو ان کی زمینوں پر موت کی نیند سلا دیا ہے۔ اللہ کا یہ عظیم شیر اور اللہ کے دین کے عظیم خادم شافعی تھے۔ لیکن قربان جائیے، جب مصر میں اسلامی قانون کے نفاذ کا مسئلہ آیا تو تمام فقہا کی کتابوں کا مطالعہ کیا گیا، پھر متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ انفرادی لائف تو یقیناً

فقہ امام شافعی کی متبع ہو گی لیکن حکومت کا قانون فقہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے مطابق ہوگا۔ ترکی کو آپ دیکھئے۔ ترکی عرب سے قریب ہے۔ ہندوستان سے قریب نہیں ہے۔ ترکی پر یقیناً فاس کا اثر ہونا چاہیے۔ ترکی پر مراکش کا اثر ہونا چاہیے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب طلیطلہ اُجڑا ہے، غرناطہ اُجڑا ہے تو اس کے بعد دو شہر آباد ہوئے ہیں۔ مراکش کا 'فاس' آباد ہوا ہے اور ترکی کا 'قسطنطنیہ' آباد ہوا ہے، اور وہاں شوافع تھے، حنابلہ تھے۔ یقیناً وہاں حنفی نہیں تھے۔ مگر قربان جائیے جب یقینی طور پر خلفائے ترکی نے یہ طے کیا کہ ایک عائلی قانون مرتب ہونا چاہیے۔ ایک حکومت کا نظام مرتب ہونا چاہیے، پورے ترکی کا انفرادی و اجتماعی دونوں قانون 'فقہ حنفی' مقرر کیا گیا۔ فقہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے اندر یہ خصوصیت ہے کہ اجتہاد کی جو راہیں انھوں نے متعین کی ہیں، جو اُصول وضع کیے گئے ہیں، اُس کی بنیاد پر یہ فقہ ہر دَور کے لیے قابلِ عمل ہے۔ ہر عصر کے لیے قابلِ عمل ہے۔ اب آپ بتاؤ اسلام کے دُشمن اس فقہ کا گلا گھونٹنا چاہتے ہیں، جو فقہ آج بھی مسلمانوں کو زندگی دے سکتی ہے۔ آج بھی انسانوں کے لیے نظامِ حیات فراہم کر سکتی ہے۔ آج بھی مسلمانوں کے لیے قانونِ زندگی دے سکتی ہے۔ تم ترکے کا قانون دیکھو، تم وراثت کا قانون دیکھو، تم زمین کا قانون دیکھو، تم جہاد کا قانون دیکھو، تم دارالحرب کا قانون دیکھو، تم موالات کا قانون دیکھو اور آگے بڑھ کر دیکھو، زندگی میں روابط کا قانون دیکھو، ذِمیوں کے مسائل دیکھو، زمین کی تقسیم دیکھو اور اس کے ساتھ ساتھ اور دوسرے مسائل دیکھو تو جتنا امام ابو یوسف کے یہاں شرح و بسط نظر آئے گا؛ کہیں اور نظر نہیں آئے گا۔ اس لیے کہ وہ لوگ کسی حکومت کا نظام مرتب کرنے والے نہیں تھے۔ ان کو قدرت نے یہ موقع دیا تھا کہ حکومت کا نظام مرتب کریں۔ نظام حکومت ترتیب دیں۔ آج اس دُنیا میں کہیں کوئی اسلامی حکومت قائم ہو سکتی ہے تو فقہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی بنیاد پر۔

اگر غیر مقلدوں کو اجازت دی جائے، معاذ اللہ، اگر روافض کو اجازت دی جائے، اگر خارجیوں کو اجازت دی جائے، اگر نجدی سعودیوں کو اجازت دی جائے تو جتنے مفتی ہوں گے اتنی رائیں ہوں گی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ معاشرہ بازیچۂ اطفال بن جائے گا۔ کوئی بھی معاشرہ زندہ نہیں رہ سکے گا اختلاف آرا کی بنیاد پر۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں؛ آپ ذرا سوچو! کہ اس فقہ امام اعظم ابوحنیفہ نے ساڑھے بارہ سو سال تک دُنیا سے اپنی عظمت و حقانیت کا لوہا منوالیا۔ آج سعودی عرب اس کی سب سے بڑی مخالفت کر رہا ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سب سے بڑی دفاع کرنے والی تھی۔ اگر آپ انہیں مجدد کہنا چاہیں تو مجھے اعتراض نہ ہوگا۔ ان اللہ یبعث علی راس کل مأۃ من یجدد لھا امر دینھا ایک مسلمہ مسئلہ ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں؛ اگر سعودی عرب فقہ امام ابوحنیفہ علیہ

الرحمۃ کومردہ کرنا چاہتا ہے، اگر دُنیا کی باطل قوتیں غیر مقلدیت کو اُبھارنا چاہتی ہیں، تقلید کے خلاف باضابطہ طور پر محاذ آرائی کی جارہی ہے۔ خواہشاتِ نفس کی بنیاد پر شریعت (کو) بازیچۂ اطفال بنایا جارہا ہے! ایسے موقع پر اصلاح وتجدید کا کارنامہ اگر کسی نے انجام دیا ہے تو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے انجام دیا ہے۔ معمولی معمولی مسائل پر چھوٹے چھوٹے جزئیات پر ان کا تصلب ایسا تھا کہ دل تڑپ اُٹھتا تھا۔ میں نے ان کی صحبت میں جو کچھ سیکھا ہے وہ یہ ہے کہ اذان خارجِ مسجد ہونی چاہیے۔ ہم کلکتہ کی زمین پر داخل ہوئے ہیں۔ مسجد بھی دوسروں کے تسلط میں ہے لیکن سرکار مفتی اعظم کی ہیبت سے امام ہٹ گیا ہے۔ اندر اذان ہورہی تھی مفتی اعظم ہند باہر کھڑے ہوکر اذان دینی شروع کردیتے ہیں۔ چند ساعتوں میں سارا مجمع آپ کا گرویدہ ہوجاتا ہے۔ آپ ذرا سوچو! وہ مسائل جن کو امہات نہیں کہا جاتا ان میں جب تصلب کا یہ عالم ہے تو امہات مسائل میں تصلب کا کیا عالم ہوگا۔ امہات مسائل میں ان کی عظمت کا کیا عالم ہوگا۔ حضور مفتی اعظم ہند کی مقدس ترین زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ ہم شریعت ان کے چہرۂ زیبا سے پڑھتے تھے۔ ہم شریعت ان کی رفتار سے پڑھتے تھے۔ ہم شریعت کو ان کی گفتار سے پڑھتے تھے۔ ہم شریعت کو ان کی نشست و برخاست سے پڑھتے تھے۔ اس قدر مجسم شریعت تھے کہ میں کہوں تو یہ غلط نہ ہوگا کہ عشق رسول اور سنت مصطفیٰ مجسم ہوجائے تو 'مصطفیٰ رضا' کی شکل میں مجسم ہوجائے گی۔ عجیب عالم تھا ان کی زندگی کا۔ ان کی ہر ہر اَدا شریعت کے مطابق تھی۔ ان کا ہر انداز شریعت کے مطابق تھا۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ شریعت کے مطابق تھا۔ اللہ اکبر! اس قدر باغیرت تھے شریعت مطہرہ کے معاملہ میں کہ جب بھی شریعت کے خلاف کوئی کام کرتا ہوا کسی کو دیکھتے تو روح مفتی اعظم تڑپ اُٹھتی تھی اور بے ساختہ وہ شمشیر برہنہ ہوجاتے تھے۔ ساتھ ہی وہ رافت کی مثال تھے، پیار کی تصویر تھے۔ وہ اپنے غلاموں سے محبت کرتے تھے۔ آپ نے ان کے دستر خوان کو دیکھا ہوگا، ان کے گھر کی زندگی کو دیکھا ہوگا، وہ خود خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ موجود نہ ہوں تو آپ کو بلوایا جاتا تھا۔ انہیں دستر خوان پر بیٹھایا جاتا ہے، ایک طرف پیار کا یہ سمندر تھا اور دوسری طرف یہی تصلب تھا کہ اگر کہیں کسی بھی مرحلے میں کسی نے عزیمتوں سے انحراف کیا تو اس وقت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی پیشانی پر بل پڑ گئے ہیں۔ بڑی سختی سے منع فرمایا ہے، انہوں نے بڑی سختی سے روکا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ رونا ہی تشریف لائے۔ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے پنکھا جھلنا شروع کیا۔ انہوں نے کہا کہ قمر الزماں ایسا نہ کرو میں اپنے اللہ کی بندگی کررہا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ جب میں اپنے اللہ کی بندگی کررہا ہوں تو کوئی میری غلامی کرتا ہوا نظر آئے، کیا کوئی اپنے آقا کی بارگاہ میں؛ کیا کوئی اپنے مولیٰ کے آستانے پر کوئی نوکر لے کر جائے گا؟ کیا کوئی آقا اس کو برداشت کرلے گا؟

عزیزانِ ملت اسلامیہ! میرے ذہن میں ایک تطفل آیا تھا۔ طفلانہ سوال آیا تھا کہ حضور طریقہ یہ ہے کہ کھانا اس طرح کھایا جائے کہ ایک پاؤں موڑ دیا جائے اور ایک پاؤں اُٹھالیا جائے اور اس طرح سے کھانا کھایا جائے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: قمرالزماں کیا خیال ہے تمہارا؟ کیا سوچ رہے ہو تم؟ یہ مرعوبیت ہے زمانے سے۔ یہ مرعوبیت ہے ماحول سے، یہ مرعوبیت ہے مغربیت سے، یہ مرعوبیت ہے نئے دَور سے۔ ہم ایک مستقل تہذیب کے مالک ہیں۔ ہمارا مولا اور ہمارا پروردگار ہر عالم میں ہمیں دیکھ رہا ہے، ہر لمحہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ہر وقت ہمیں دیکھ رہا ہے۔ وہ شہید و بصیر ہے۔ اسی کے دسترخوان پر بیٹھ کر اسی کے سامنے اکڑ کر کھائیں گے۔ کیا یہ اندازِ بندگی ہے؟ کیا کوئی آقا اسے پسند کرے گا ہماری اداؤں سے تشخص پھوٹتا ہوا نظر آرہا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں: یہ علل مسائل کے ہیں، یہ علتیں ہیں فقہی جزئیات کی، کبھی آپ نے اس پر غور کیا! وہ صرف مسائل کے حامی نہیں تھے، وہ صرف مسائل کے راوی نہیں تھے، وہ صرف مسائل کے ناقل نہیں تھے، بلکہ معمولی مسائل کو بھی وہ شریعت کی علتوں سے سجادینے کے مالک تھے۔ یہ محبوبیت تھی جو اور کسی کے اندر نظر نہیں آئے گی۔ کسی اور کے آستانے پر نظر نہیں آئے گی۔ کسی اور کی بارگاہ میں نظر نہیں آئے گی۔

اللہ اکبر! حضور مفتی اعظم ہند تعویذ لکھا کرتے تھے۔ شب و روز اللہ کے دین کا کام کرتے تھے، آپ نے سنا وہ تعویذ لکھا کرتے تھے، ماشاء اللہ شفا ہوتی تھی۔ ایک خلق تھی جو ان کے قدموں میں حصولِ شفا اور حصولِ برکت وضرورت کے لیے حاضر ہوا کرتی تھی۔ آپ نے تعویذ کے فلسفہ پر غور کیا۔ سُنیے! جتنی بھی تعویذات سرکار مفتی اعظم ہند نے لکھی ہیں ان تعویذات میں یا تو اللہ کا ذکر ہے یا میرے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے طیبات ہیں۔ اعداد کی صورت میں ہے تو بھی اور اگر الفاظ کی صورت میں ہیں تو بھی۔ گویا ایک عاشق سوتے جاگتے چلتے پھرتے کار میں اور ٹرین میں ہر مقام پر اللہ کا ذکر کیا کرتا تھا۔ یہ تعویذ ہی نہیں تھا اللہ کا ذکر تھا، میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ جو وہ لکھتے تھے اسے ہمیشہ اپنی زبان سے ادا بھی فرماتے تھے۔ کیا گزشتہ صدی میں تم کو کوئی ایسا ذاکر ملا ہے جس نے سونے کے دو یا تین گھنٹے کے علاوہ بقیہ بیس گھنٹوں میں مسلسل ذکر کیا ہو، چلتے پھرتے ذکر کیا ہو، اُٹھتے بیٹھتے ذکر کیا ہو، سوتے جاگتے ذکر کیا ہو، ذکر کا یہ مزاج تھا کہ ان کا نفس جاری ہو گیا تھا، ان کا قلب جاری ہو گیا تھا، ان کی روح جاری ہو گئی تھی۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں: جو ہجومِ عوام میں گھرا ہوا ہو عوام سے کنارہ کش ہونا چاہتے ہیں مگر ذکر کا مزاج الگ ہوتا ہے۔ لوگ کہتے تھے کہ سرکار کا عجیب عالم ہے ہم تو گھبرا جاتے ہیں: لوگ پریشان کرتے ہیں، اور تعویذ پر تعویذ مانگتے ہیں مگر آپ نہیں گھبراتے۔ ہاں! کبھی کبھی غصہ ہوتے تھے۔ مگر جس پر جلال فرمایا اس کی تقدیر سنوار دی۔ ایک گھنٹہ کوئی نہ آئے تو مضطرب بھی ہو جاتے تھے،

بے چین بھی ہو جاتے تھے۔ یہ بے چینی کیوں تھی؟ اس لیے کہ ذکر سے کچھ دیر تک تعلق چھوٹا رہتا تھا وہ اپنے قلم سے ذکر کرنا چاہتے تھے، جو لکھتے تھے اسے اپنی زبان سے دہرایا کرتے تھے، جنہوں نے قریب سے دیکھا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ تعویذ نگاری کا اضطراب نہیں تھا۔ ظاہر میں اس کے سبب سے مضطرب دیکھا جاتا تھا، مگر اضطراب عدم ذکر کی وجہ سے تھا۔ ذکر سے دور ہونے کا اضطراب تھا۔ اپنے اللہ کی بارگاہ میں حضوری کے احساس سے جدا ہونے کا اضطراب تھا۔ وہ تعویذ لکھتے وقت بھی خود کو خدائے جبار و قدوس کی بارگاہ میں حاضر محسوس کرتے تھے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! قابلِ احترام بزرگو! اور دوستو! تعویذ تو دراصل ایک وسیلہ تھا۔ تعویذ کے ذریعہ سے وہ اُمّت مسلمہ کے دلوں کی دُنیا کو ہموار کیا کرتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے بریلی سے لے کر کیشکال کی پہاڑیوں تک؛ دھمتری کے علاقوں تک؛ اور بہت سے وحشی علاقوں میں بھی میں نے دیکھا ہے کہ لوگ ان کے گرویدہ ہوتے تھے اور دل ان کے قدموں میں نذر کرتے چلے جاتے تھے۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں؛ باطل تحریکات کا جائزہ لو، قادیانیت کی تبلیغ کا جائزہ لو، وہابیت کے نظم کا جائزہ لو، مودودیت کی تنظیم کا جائزہ لو۔ ہم بکھرے ہوئے منتشر نظر آتے ہیں؛ مگر اے سرکار مفتی اعظم ہند! ان کے پاس تحریکیں اور تنظیمیں تھیں اور آپ کے پاس ایک خموش گویائی تھی، جس نے ہندُستان کی تقدیر بدل دی اور زمانے کا مقدر بدل دیا۔ ذرا سوچو! کیا تم نے ایسے خاموش کو دیکھا ہے، جو اتنا عظیم ناطق ہو کہ دُنیا کے بولنے والے ان کی بارگاہ میں لغزیدہ حاضر ہوتے تھے۔ دھڑکتے دل کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں، کانپتے ہوئے حاضر ہوتے تھے۔ وہ ایسا خموش انسان تھا، وہ ایسا خاموش بزرگ تھا؛ وہ ایسا خاموش اللہ کا ولی تھا، وہ خاموش تھا مگر اس کی پلکیں شریعت کی وضاحت کرتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ پیشانی کی شکنیں شریعت کی دَفعات بولتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ چہرے کا اُتار چڑھاؤ شریعت کا جمال پیش کرتا ہوا نظر آتا تھا، پیشانی پر پھیلا ہوا سویرا شریعت کے کمال کا نمائندہ تھا اور زندگی کے میدان میں اُٹھتا ہوا قدم شریعت کے خطوط کو واضح کرتا تھا۔ میں مبالغہ نہیں بول رہا ہوں۔ مجھے بتاؤ! اگر تم نے پچاس و چالیس سال تک دیکھا ہے؛ مولانا مفتی رجب علی صاحب کو دعویٰ ہے، اور سچ ہے یقیناً یہ وہ ہیں جنہوں نے چالیس سال سے دیکھا ہے، یہ مجھے بتادیں کہ کیا میرے سرکار، حضور مفتی اعظم کا ایک قدم بھی کبھی شریعت کے خلاف دیکھا ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں؛ ایک لمحہ کی بات نہیں ہے، یہ دو لمحہ کی بات نہیں ہے، عزیزانِ ملت اسلامیہ! یہ وہ ذات عالی وقار ہے؛ کہ جس کی عبادت کا یہ عالم تھا، جس کی بندگی کا یہ عالم تھا کہ سجدے ان کی پیشانی میں اضطراب بن کر تڑپتے رہتے تھے۔ نماز کا وقت ہوتا تو ایسا لگتا تھا کہ جیسے اضطراب کا ایک طوفان اُٹھ پڑا ہو۔ کھڑے ہو جاتے تھے، خدائے

قدیر وقدوس کی بارگاہ میں جھکتے تھے۔ اگر کبھی وقت کم ہوتا ہوا نظر آتا تو ان کی آنکھوں میں کتنے ہی بار چھلکتے ہوئے پیمانے دیکھے گئے ہیں۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے الہ آباد پل پر الہ آباد سے لال گو پال گنج جاتے ہوئے؛ میں بھی اس بس پر موجود تھا۔ سرکار مفتی اعظم ہند کے قدموں میں موجود تھا۔ سورج کسی حد تک زَرد ہو رہا تھا۔ ابھی وقتِ مکروہ داخل نہیں ہوا تھا، آپ نے فرمایا: قمر الزماں ڈرائیور سے کہو کہ بس روک دے۔ میں نے کہا سرکار میں کوشش کرتا ہوں۔ میں ڈرائیور کے پاس گیا وہ ہندو تھا، اس نے کہا کہ یوں ہی دیر ہو چکی ہے، میں تمہاری نماز کے لیے وقت نہیں دے سکتا۔ ابھی وہ کہہ یہ رہا تھا کہ پل کی چڑھائی پر بس کا ٹائر بھرسٹ ہو گیا۔ بس رُک گئی اور سرکار مفتی اعظم ہند نے کسی کا انتظار نہیں کیا۔ اسّی سال کے بوڑھے نے اپنے ہاتھوں میں لوٹا لیا اور پل کی بلندی سے (آپ نے دریا گنگا کی ترائی دیکھی ہوگی) اس میں بے ساختہ اُترتے چلے گئے۔ قدم کیچڑ میں چھپ گئے مگر آپ نے وضو فرمایا اور اللہ کا سجدہ ادا کیا۔ ادھر ٹائر بدلا گیا، پھر بس چلتی ہوئی نظر آئی، ایسے کتنے ہی مشاہدات ہمارے سامنے ہیں، اگر ہم سے کہیں کسی نماز کی ادائیگی میں کوتاہی ہو جاتی تھی؛ تو سرکار کا چہرہ بول دیتا تھا کہ: قمر الزماں جرم کر کے آئے ہو، اپنے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! انبساط نہیں ہوتا ان کے چہرہ پر، مسرتوں کا سویرا نہیں ہوتا تھا ان کے چہرہ پر؛ دین کی یہ غیرت اور دین کی عظمت صرف یقینی طور پر حضور مفتی اعظم ہند کا حصہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ پروردگار عالم نے ان کا ایک سجدۂ بندگی بھی قضا نہیں ہونے دیا۔ عالم سکر کے وہ حالات بھی آپ کے سامنے ہوں گے جب تین سال تک مفتی اعظم ہند استغراق کی حالت میں تھے۔ اللہ کے بہت سے بندوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہے۔ یہ زندگی کا وہ مرحلہ ہے کہ وہ ہوتے ہیں اور ان کا خدا ہوتا ہے۔ وہ ہوتے ہیں اور مشہودِ حقیقی ہوتا ہے۔ انھیں موقع نہیں ہوتا ہے کہ اغیار کی طرف توجہ کریں۔ توحید کا جلوہ نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے اور اس میں ڈوبے ہوتے ہیں، میرے سرکار مفتی اعظم ہند تین سال تک ڈوبے رہے استغراق کی حالت میں؛ جسے میں سکر کہتا ہوں، میرے سرکار مفتی اعظم بوقتِ نماز عالم صحو میں آجاتے تھے، جب نماز کا وقت ہوتا تھا استغراقی کیفیت ختم ہو جاتی تھی۔ خدا کی قسم مجھے بتاؤ! کیا عصر جدید میں اور بھی کوئی ایسا ولی گزرا ہے کہ جسے نماز کے احساس کا خیال اسے عالم شہود سے عالم غیب میں لاکر کے خدا کی بندگی کے لیے کھڑا کر دے، یہ حضور مفتی اعظم ہند کی خصوصیت ہے، آپ نے بھی دیکھا ہوگا، ان کا مطالعہ کرنے والوں نے دیکھا ہوگا۔ یہ میرا دَرد ہے کہ سرکار کے ان آخری لمحات میں یہاں میں موجود نہیں تھا، اور خدمتوں سے فیض یاب نہ ہو سکا، لیکن جتنی زندگی میں نے دیکھی ہے اس سلسلے میں

مَیں بتاتا ہوں کہ بہت سے وحشی علاقوں میں ان کے ساتھ میں نے سفر کیا ہے؛ ایسے علاقوں میں سفر کیا ہے، جن علاقوں میں دانشور نہیں رہتے ہیں، جن علاقوں میں سمجھنے والے لوگ نہیں رہتے ہیں، مدھیہ پردیش کے جنگلوں سے بارہا ہم لوگ گزرے ہیں اور اُڑیسہ کی طرف جاتے ہوئے سلطان التارکین حضور مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کی طرف جاتے ہوئے؛ ہم نے کئی بار دیکھا ہے کہ چلو شہروں میں حضور مفتی اعظم کی آمد کا اعلان لاؤڈ اسپیکر سے ہو جاتا ہے؛ پوسٹر سے ہو جاتا ہے؛ مگر جنگلیوں کو کون بتا دیتا ہے کہ تاجدارِ ولایت گزرنے والے ہیں، تاجدارِ اہل سنت گزرنے والے ہیں۔

میں کتنے جنگلوں سے گزرا ہوں ان کے ساتھ اور جنگلیوں کو ایک ایک میل تک ہاتھ باندھے ہوئے کھڑا دیکھا ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں؛ کائنات کی نہ معلوم کتنی حقیقتیں ان کی ولایت کی گواہی دیتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ان کی عظمت کی گواہی دیتے ہوئے نظر آتی ہیں۔ ان کے تفقہ کا یہ عالم ہے کہ حضرت علامہ مفتی رجب علی صاحب قبلہ تائید کرتے ہوئے نظر آئیں گے، میں نے تو سنا ہی ہے اپنے بزرگوں سے، اور کبھی کبھی بیٹھ کر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے، مگر یہ میری نادانی ہے کہ اکتسابِ فیض نہ کرسکا۔ اللہ اکبر! اگر تم دو خط مختلف مضامین کے لکھوانے چاہو تو بیک وقت یقیناً املا نہیں کرا سکتے ہو۔ املا کا مزاج بڑا نازک ہوتا ہے۔ اگر ایک خط تم اپنے گھر کے بارے میں لکھوانا چاہو اور ایک خط کھیتی باڑی کے بارے میں لکھوانا چاہو۔ دو کاتب ہوں۔ ذہن تمہارا موجود ہے۔ مضمون تمہارے ذہن میں ہے، لیکن لکھاتے وقت گڑبڑا جاؤ گے۔ کبھی اس کو ایک جملہ بول دو گے، کبھی دوسرے کو اس کا جملہ بول دو گے لیکن سیدی سرکار مفتی اعظم ہند کی بارگاہ میں کبھی کبھی چار چار مفتی بیک وقت ہوا کرتے تھے۔ ایک کو طلاق کا مسئلہ لکھایا جاتا تھا، ایک کو نکاح کا مسئلہ لکھایا جاتا تھا، ایک کو وراثت کی بات لکھائی جاتی تھی، ایک کو امامت کے بارے میں بتایا جاتا تھا۔ عناوین مختلف ہوتے تھے، کاتب مختلف ہوا کرتے تھے، استفتا مختلف ہوا کرتے تھے اور جواب شرح و بسط کے ساتھ دیا جاتا تھا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بریلی کے دارالافتاء کا مسند نشیں شاہزادہ کم و بیش پچہتر سال تک افتا کی مسند پر فائز رہا مگر پوری دُنیائے باطل آج تک ان کے فتاویٰ میں سقم نہ تلاش کرسکی۔

عزیزانِ ملت اسلامیہ! مجھے یقین ہے کہ شریعت کے معاملہ میں شہود کی منزل حاصل تھی۔ سرکار اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا تھا کہ حضور شریعت کسے کہتے ہیں اور طریقت کسے کہتے ہیں تو اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ شریعت دراصل اُصولوں کی پیروی کا نام ہے اور طریقت دراصل منزلِ مقصود

کا نام ہے۔ الفاظ ان کے ہیں میں صرف تعبیر کر رہا ہوں، دوسرے لفظوں میں گویا یوں فرمایا: شریعت زینہ ہے طریقت جلوۂ بالائے بام ہے۔ شریعت پر انسان چلتا ہے اور طریقت میں انسان حقیقتوں کا طالب ہوتا ہے اور حقیقتوں کا مشاہدہ کر لیا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور یہ تصور باندھے کہ خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے تو یہ شریعت ہے؛ لیکن جب یہ ذوق میسر آجائے کبھی یہ تجلی میسر آجائے، کبھی اس کا نصیبہ بیدار ہو اور وہ گویا خدا کو دیکھنے کی منزل میں ہو تو یہی کیفیت طریقت بن جایا کرتی ہے۔ اس میں سجدوں کی لمبائی کا احساس نہیں ہوتا، اس کو طولِ قیام کا احساس نہیں ہوتا۔ خدائے کریم و قدوس سامنے ہوتا ہے، اس کے جلوے سامنے ہوتے ہیں، اور انسان اپنے زمانے کی کیفیتوں سے بے نیاز ہو کر اس کی بارگاہ میں جھکا ہوا ہوتا ہے، اور وہ سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے اور شربت حق کے روح پرور گھونٹ سے سیراب ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ کیفیتِ حضوری میرے سرکار مفتی اعظم ہند کو چوبیس گھنٹے میسر تھی، ہر وقت میسر تھی۔ ان کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دیتے ہوئے نظر آئیں گے۔ بہت لمبا وقت ہو گیا ہے اور آپ شام ہی سے بیٹھے سن رہے ہیں اور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی زندگی کا ایک ایسا طویل باب ہے کہ مجھ جیسا ناکارہ انسان بھی ان کی حیات پر زمانے تک بول سکتا ہے؛ لیکن اب میں آپ سے اجازت لینا چاہوں گا۔

وما علینا الا البلاغ

☆☆☆

حواشی از مدیر:

(۱) مفتی نان پارہ کا وصال ۳؍ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ/ یکم اپریل ۱۹۹۸ء میں ہوا۔

(۲) علامہ سید محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال جمعہ مبارکہ ۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ میں ہوا۔ جنۃ المعلیٰ مکہ مکرمہ میں دفن ہوئے۔ آپ کی کئی کتابیں عقائد و معمولاتِ اہلسنّت کی تائید میں مطبوع ہیں، جن میں 'مفاھیم یجب ان تصحح' نمایاں ہے، جس کا اردو ترجمہ 'اصلاحِ فکر و اعتقاد' کے نام سے مولانا یٰسین اختر مصباحی نے کیا۔ ہند و پاک سے یہ کتاب شائع ہوئی۔

تاج الشریعہ: ہمہ جہت شخصیت

جنید احمد خاں مصباحی
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

پروردگار عالم کی اس روئے زمین پر کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو نہ قسمت سے عظیم ہوتے ہیں اور نہ ہی حکمت سے بلکہ اپنی محنت سے عظیم ہوتے ہیں۔ یہ لوگ عظمت کو اپنے عرق جبیں اور محنت ولگن سے حاصل کرتے ہیں، یہی لوگ حقیقی معنوں میں عظیم ہوتے ہیں، ان کی عظمت نہ القائی و وہبی ہوتی ہے نہ فرضی و مصنوعی، بلکہ ان کی جہد مسلسل اور عمل پیہم کا نتیجہ ہوتی ہے۔ خالق کی اطاعت اور خلق کی خدمت کا ثمرہ ہوتی ہے۔ ایسے ہی بندے اقوام و ملل کی عظمت عروج وارتقا کے ضامن و دلیل اور ان کی امامت و قیادت کے حق دار ہوتے ہیں اور بد قسمتی سے آج ہمارے درمیان ایسے بندے کم یاب ہی نہیں بلکہ نایاب ہوتے جا رہے ہیں۔

”لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا“

یقیناً حضور تاج الشریعہ؛ اللہ تعالیٰ کے انہیں بندوں میں سے ہیں، جنہوں نے قسمت و حکمت کے بجائے جدو جہد سے عظمت کا حصول و اکتساب کیا ہے۔ ۲۴؍ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ/ ۲۳؍نومبر ۱۹۴۳ء بروز منگل بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں آپ کی ولادت ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر ہی پر والد و والدہ سے حاصل کی اور پھر ”منظر اسلام“ میں درس نظامی کی تکمیل کی، اور اس کے بعد ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر مصر کے شعبہ کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۶ء میں فراغت حاصل کی۔

اس میں شک نہیں کہ 'منظر اسلام' کی آب و ہوا اور وہاں کے مایۂ ناز اساتذہ کی صحبت و تعلیم نے ان کے جوہر عظمت کو صیقل کیا ہوگا۔ ان کی طلب کو جلا بخشی ہوگی اور ان کے ذوق کو صحیح راہ دکھائی ہوگی، لیکن سوال یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ اس مدت میں تنہا طالب علم نہیں تھے، بلکہ اور بھی بہت سے طلبہ نے یہاں کے اساتذہ سے استفادہ کیا ہوگا اور سب کے لیے ایک ہی ماحول اور وہی اساتذہ تھے، جن کی تدریسی عظمت پر شک کی گنجائش نہیں۔ لیکن چند کو چھوڑ کر اکثر کا گمنام ہوجانا اس امر کی دلیل ہے کہ صرف عظیم درس گاہ، عظیم ماحول اور عظیم اساتذہ حصولِ عظمت کے لیے کافی نہیں ہوتے بلکہ طالب علم کا ذوقِ عمل بھی ضروری ہوتا ہے۔

بلاشبہ تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی ذات میں مشیت نے بے پناہ امکانات ودیعت فرمائے تھے،

جنھیں ان کے ذوق وشوق اور سعی وعمل میں اساتذہ ومشائخ کی تعلیم وتربیت کے تعاون سے مجسم کر دیا۔فراغت کے بعد ایک مدت تک منظر اسلام بریلی شریف میں تدریس وافتا کی خدمت انجام دیتے رہے اور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے خصوصی فیوض وبرکات سے سیراب ہوتے رہے، اور جب ۱۴۰۲ھ میں حضور مفتی اعظم ہند کا وصال پر ملال ہوا تو آپ ان کے جانشین قرار پائے۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کو جو شہرت ومقبولیت حاصل تھی اس زمانے میں مشکل ہی سے کہیں کسی کو مل پائے گی۔اس سلسلے میں عظیم مفکر علامہ یٰسین اختر مصباحی نے اپنے ایک تازہ مضمون میں نقل کیا ہے، جو شارح بخاری سے منقول ہے، وہ لکھتے ہیں: ’’میں نے شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء) سابق صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی سے کئی بار کہتے سنا۔

حضرت مفتی اعظم کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت وہر دل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہوگئی اور بہت جلد ازہری میاں نے لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنالی۔‘‘ (مضمون علامہ یٰسین اختر مصباحی، جاری شدہ ۳/اگست ۲۰۱۸ء)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے اپنے عزم محکم وعمل پیہم سے سرزمین ہند وبیرونِ ہند پر اسلام وسنیت کی جو خدمات انجام دی ہے؛ وہ آفتاب نیم روز کی طرح عیاں اور واضح ہیں، ان کی خدمات اور اثرات وبرکات ایسے ظاہر وباہر حقیقت ہیں جس کا اعتراف کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کا ایک بڑا کارنامہ ’’مرکز الدراسات الاسلامیہ‘‘ معروف بہ جامعۃ الرضا متھراپور کا قیام ہے، جو وسیع وعریض رقبے میں پر شکوہ اور شاندار عمارتوں پر مشتمل ہے۔جس میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ شب وروز جاری ہے۔حضور ازہری میاں علیہ الرحمۃ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں اور بہت سے کتب ورسائلِ رضویہ کو عربی سے اردو، اردو سے عربی میں منتقل کیا، خصوصاً ’’فتاویٰ رضویہ‘‘ جلد اوّل کی تعریب آپ کا بہت ہی عظیم کارنامہ ہے۔یہاں ایک واقعہ برمحل ہوگا، جو علامہ یٰسین اختر مصباحی سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں:

’’ایک بار میں بریلی شریف حاضر ہوا بارگاہِ امام احمد رضا میں حاضری وفاتحہ خوانی کے بعد قریب ہی آپ کے دولت کدہ پر بھی برائے ملاقات حاضر ہوا، یہاں کئی عقیدت مند زائرین منتظر زیارت تھے جنھیں بتایا گیا تھا کہ حضرت کی زیارت وملاقات اس وقت نہیں ہوسکے گی، خیر جب میں پہنچا تو مجھے پہچان کر اندر اطلاع دی گئی اور صدر دروازے کے عقبی حصے میں مجھے پہنچا دیا گیا۔یہاں ایک مخصوص کمرے میں حضرت بڑے انہماک کے ساتھ کچھ سن رہے تھے اور ان کے سامنے ایک نوجوان عالم کچھ

پڑھ رہے تھے، کمرے کے اندر داخل ہوا تو عبارت خوانی اور سماعت کا سلسلہ جاری تھا، صحیح وشستہ عبارت خوانی سن کر دل میں خیال آیا کہ یہ نوجوان عالم کوئی مصباحی صاحب لگ رہے ہیں۔ بہر حال قریب پہنچ کر جب میں نے سلام کیا تو اس نوجوان عالم نے عبارت خوانی کا سلسلہ موقوف کر کے حضرت کو پورا نام بتایا کہ فلاں صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں، حضرت نے سلام کا جواب دیا اور خیر و عافیت پوچھنے کے بعد اندر سے ناشتہ منگایا، اس دوران اس نوجوان عالم نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت کے فلاں رسالے کی حضرت نے تعریب کی ہے، جسے میں پڑھ کر سنا رہا ہوں۔ موقع غنیمت سمجھتے ہوئے میں نے حضرت سے عرض کیا کہ اگر 'فتاویٰ رضویہ' جلد اوّل کی تعریب ہو جائے تو یہ بڑا کام ہوگا اور ایک بڑی دینی وعلمی خدمت ہوگی، اس کے ساتھ ہی عالم عرب کے علما وفضلاے کرام پر آپ کا علم وفضل اور تفقہ بھی واضح ہو جائے گا۔ میرا مفروضہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ کچھ لوگ 'کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن' (کی تعریب) کا مشورہ دے رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں، جب کہ 'فتاوی رضویہ' جلد اوّل کی تعریب ایک بڑی دینی وعلمی خدمت ہے اور اس کی ضرورت و اہمیت بھی ہے، حضرت نے فرمایا: ''اچھا۔ اور اس کے بعد کسی ضرورت سے اندر تشریف لے گئے، نوجوان عالم نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا ''میرا نام عاشق حسین ہے، اشرفیہ میں میری تعلیم ہوئی ہے، میں نے اشرفیہ میں کئی بار آپ کو دیکھا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ 'فتاویٰ رضویہ' جلد اوّل کی تعریب کی آپ نے گزارش کی، میری بھی ایسی ہی خواہش تھی، مگر اس خواہش کو حضرت کی خدمت میں پیش کرنے کی ابھی تک ہمت نہیں کر سکا تھا، اب جب کہ آپ نے حضرت سے عرض کر دیا ہے تو میرے لیے کچھ کہنا آسان ہو گیا ہے، میں نے انہیں تاکید کی کہ موقع موقع سے حضرت سے اس کی آپ یاد دہانی کرتے رہیں اور کسی طرح یہ کام کرا ہی لیں۔

یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت اندر سے تشریف لائے، اور پھر آپ سے متعدد موضوعات پر میری گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔ بہر حال! بعد کی ایک ملاقات میں مولانا عاشق حسین نے بتایا کہ 'فتاویٰ رضویہ' جلد اوّل کی تعریب کا کام شروع ہو چکا ہے اور حضرت نے اچھا خاصہ کام کرا دیا ہے، فالحمدللہ علی ذلک۔'' (مضمون علامہ یٰسین اختر مصباحی، ۳۰/اگست ۲۰۱۸ء)

اس طرح آپ نے دین متین اور شرع متین کی مسلسل خدمات سے عظمت ورفعت حاصل کی نیز اپنی بے پایاں خدمات سے عوام وخواص سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ گوناگوں اوصاف وکمالات کے حامل تھے، اور ان اوصاف وکمالات نے بھی لاکھوں لوگوں کے دلوں میں ان کی

محبت کو جاں گزیں کر دیا ہے اور ان کی ذات قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی مصداق بن گئی۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا"

(سورۂ مریم:۹۶)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے عنقریب اللہ تعالیٰ ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے گا۔

ظاہر ہے کہ خدمت دین سے بڑھ کر کون سا عمل نیک ہوسکتا ہے اور حضرت کی تو پوری زندگی خدمت دین سے عبارت ہے، اور یہ ان کا ایسا عملِ صالح ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بے شمار لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی۔ صرف وفات شدگان کے لیے اپنی محبت کو مخصوص رکھنے والی قوم میں تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی ایسی مثال ہے جو خال خال ہی نظر آتی ہے۔

ہندو بیرونِ ہندان کی یہ محبوبیت ان کے محبوبِ خدا ہونے کی دلیل بھی قرار دی جاسکتی ہے۔ اس لیے کہ ایسی محبوبیت و مقبولیت صرف رب تعالیٰ کا فضل ہی ہوسکتی ہے، جس کے مستحق اس کے نیک بندے ہوتے ہیں۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اذا احب الله عبدا نادی جبرئیل ان الله یحب فلانا، فاحببه ،فیحبه جبرئیل ،فینادی جبرئیل فی اهل السماء ان الله یحب فلانا فاحبوه،فیحبه اهل السماء ثم یوضع القبول فی الارض۔"

(صحیح البخاری کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملئکۃ)

یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو ندا دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں میں آواز لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے، تم لوگ بھی اس سے محبت کرو! تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر اس کی مقبولیت کو زمین والوں میں (دلوں میں) ڈال دیا جاتا ہے۔

جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے تقریباً پچاس سال تک اپنی دینی و ملی خدمات کے ذریعہ لاکھوں بندگانِ خدا کو فیض یاب کیا، اور عمر عزیز کی آخری دہائی میں بھی کسی نہ کسی طور پر ان مقدس و بابرکت خدمات میں مشغول رہے، ان کا یہ اسوہ ہم سب کے لیے سبق آموز ہے۔

ظاہر شریعت پر استقامت بھی ان کی نمایاں خوبی ہے، اس پیری و ناتوانی کے عالم میں بھی اس استقامت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ غیر متزلزل استقامت بھی بندۂ مومن کے بلند مرتبے اور عظمت کی

نشانی ہے۔ یہ بڑی خوشی اور مسرت کی بات ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کو خراج عقیدت پیش کرنے اوران کی خدمات کا اعتراف کرنے کے لیے بہت سے مقامات سے آپ کی حیات پر نمبر شائع ہو رہے ہیں، یہ جماعت کی زندگی کی علامت ہے، کیوں کہ زندہ قومیں اپنے علماے عظام کو خراجِ عقیدت پیش کرنے میں زیادہ انتظار نہیں کرتی۔

اس مبادرت خیز اور خوش رسمی کی بنا کے لیے میں امام احمد رضا اکیڈمی اور جامعۃ الرضا کے جملہ رفقائے کار اور معاونین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اپنی نیک خواہشات پیش کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کے فیضانِ کرم سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

(ماخوذ: تاج الشریعہ نمبر، مجلہ المختار کلیان دسمبر ۲۰۱۸ء)

☆☆☆

مالیگاؤں میں فلاحی وعلمی مرکز کی تعمیر کا عظیم منصوبہ

اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر

سرپرست: علامہ قمر الزماں اعظمی (ورلڈ اسلامک مشن)

علامہ محمد ارشد مصباحی (اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، مانچسٹر)

- ......فلاحی خدمات
- ......لائبریری
- ......تربیتی کلاسیس
- ......تصنیف وتالیف
- ......اشاعت وترسیلِ کتب
- ......کمپیوٹر سینٹر
- ......دعوت وتبلیغ

الحمدللہ! مالیگاؤں کے قلب میں زمین خریدی جا چکی ہے۔ تعمیری کام کے لیے نقد و تعمیری اشیا کی ضرورت ہے۔ اصحابِ خیر و علمِ دوست احباب توجہ فرمائیں:

فرید رضوی 9273574090

غلام مصطفیٰ رضوی 9325028586

معین پٹھان 7588815888

رابطہ: نوری مشن، معرفت: مدینہ کتاب گھر، مدینہ مسجد، آگرہ روڈ، مالیگاؤں (انڈیا)

noorimission92@gmail.com

مثنوی ردِّ امثالیہ

از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی

مترجم: محمد راحت خان قادری، بریلی شریف

ملکِ سخن کے شاہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی شاعری اُردو ادب کا سنگھار ہے۔ علم و فن کا جہان شعر شعر میں آباد ہے۔ آپ کے اشعار کی مقبولیت و معقولیت ایسی کہ اہلِ علم و زبان سَر دھنتے ہیں۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جہان آباد ہے۔ ''حدائق بخشش'' میں شعری و ادبی فضا کے ساتھ ہی جامعیت کا نکھرا ماحول رچا بسا ہوا ہے۔ ''مثنوی ردِّ امثالیہ'' فارسی زبان کا شاہکار ہے۔ جس میں مثنوی کے فنی اجزا کے ساتھ ہی محسوسات کی بزم سجی ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مثیل و نظیر ہونے کا جو عقیدہ اسماعیل دہلوی نے ایجاد کیا؛ اس کا رد بھی ہے اور نالۂ دل و سوزِ بیاں بھی۔ اعلیٰ حضرت نے مثنوی کی فضائے کرب میں ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گلشن میں خزاں کی تیز و تند آندھی چلانے کی کوشش کرنے والے وہابیہ کی تردید کی ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمتوں کی قندیل روشن کی ہے۔ جس سے تاریکیاں دور ہوتی ہیں اور ایمان و ایقان کے اُجالے پھیلتے ہیں۔ اِس کلام کا نثری ترجمہ مفتی راحت خان قادری نے کیا ہے اور عمدہ انداز میں اپنی صلاحیتوں کو ترجمے میں برتنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مترجم کو علمی بلندیاں نصیب کرے۔ آمین۔ غلام مصطفیٰ رضوی

(۱)

گِریۂ کن بُلبُلا از رنج و غم

چاک کُن اے گُل گِریباں اَز اَلم

حل لغات: گریہ: رونا، رقت ☆ **بلبل:** ایک اچھی آواز والے پرندے کا نام ہے ☆ **چاک:** پھٹا ہوا، چرا ہوا ☆ **گل:** پھول، جس جگہ لفظ گل بغیر اضافت کے تنہا مذکور ہو تو وہاں گلاب کا پھول مراد ہوتا ہے، اگر اضافت کسی درخت کی جانب ہو تو اسی درخت کا پھول مراد ہوگا جیسے ''گل نرگس'' ☆ **الم:** غم، رنج، دُکھ۔

ترجمہ: اے بلبل! تو میرے رنج و غم میں شریک ہوکر گریہ و زاری کر، اے پھول! تو بھی دیوانگی میں اپنا گریباں چاک کر کے میرا شریک غم ہو جا۔

(۲)

سُنبُلا از سینہ بَرکَش آہِ سرد
اے قَمر از فَرطِ غم شَو رُوی زَرد

حل لغات: سنبل: ایک قسم کی خوشبودار گھاس، اس کو طب کی کتابوں میں "سنبل الطیب" لکھا جاتا ہے ☆ قَمر: چاند، چاندرات سے تین راتوں تک چاند کو ہلال اور پھر آخر ماہ تک قَمر کہتے ہیں ☆ فَرط: زیادتی، بہتات، غلبہ۔

ترجمہ: اے سنبل! سینہ سے آہِ سرد کھینچ، اے چاند! کثرتِ غم کی وجہ سے زرد ہو جا۔

(۳)

ہاں صَنوبَر خِیز و فَریادے بکُن
طوطیا جُز نالہ تَرکِ ہر سُخن

حل لغات: ہاں: کلمۂ تنبیہ، خبردار رہ ☆ صَنوبَر: چلغوزے کا درخت، ایک قسم کا سرو۔

ترجمہ: اے صنوبر! تو بھی اُٹھ اور فریاد کر، اے طوطی! رونے کے علاوہ ہر بات کو چھوڑ دے۔

(۴)

چہرہ سُرخ از اَشکِ خوانی ہر گلیست
خُوں شَوَاے غُنچہ زمانِ خندہ نِیستُ

حل لغات: خون شدن: خون ہونا، محاورہ جس کا ایک مطلب ہے رنجیدہ ہونا، ☆ غُنچہ: کلی، بغیر کھلا ہوا پھول ☆ خَندہ: ہنسی

ترجمہ: گلاب کے ہر پھول کا چہرہ خون کے آنسوؤں کی وجہ سے سرخ ہے، اے کلی! تو بھی سراپا غم گین ہو جا، اب ہنسنے کا وقت نہیں ہے۔

(۵)

پارہ شَو اے سِینۂ مَہ ہَمچُو مَن
داغ شَو اَے لالۂ خُونِیں کَفن

حل لغات: پارَہ: ٹکڑا، حصہ، ایک دھات کا نام ☆ مَہ: مخفف ماہ کا، چاند ☆ داغ شدن، دل کا زخم، جدائی کا صدمہ، داغ ہونا یہ محاورہ ہے، جس کا معنی ہے رنج ہونا، رنج میں ہونا ☆ لاَلہ: ایک قسم کا سرخ رنگ کا پھول بہت مشہور ہے، لال کی طرف منسوب سرخ کے معنی میں، یا اس کی ہا زائد ہے خان اور خانہ کی طرح۔

ترجمہ: اے چاند! تو بھی میرے سینے کی طرح پارہ پارہ ہو جا، اے خونی کفن والے لالہ تو بھی

سراپا رنج وصدمہ کر۔

(۶)

خرمنِ عَیشَت بسوز اے برقِ تیز
اے زمیں بر فرقِ خود خاکے بریز

حل لغات: خِرْمَن: کھلیان، غلے کا وہ ڈھیر جس سے بھوسا الگ نہ کیا گیا ہو☆ عَیش: عشرت، آرام، خوش زندگانی کرنا، نازونعمت میں زندگی بسر کرنا☆ فَرق: ہری اور چھوٹی گھاس پھیلی ہوئی جو زمین کو چھپالے۔

ترجمہ: اے تیز بجلی! اپنی زندگی کے سازوسامان کو جلا دے، اے زمین! اپنی ہریالی پر خاک ڈال اور میری شریک غم ہوجا۔

(۷)

آفتابا آتِشِ غَم برفروز
شَب رَسید اے شَمعِ روشَن خوش بسوز

حل لغات: آفتاب: سورج، دھوپ☆ آتِش: آگ، غصہ

ترجمہ: اے سورج! غم کی آگ کو اور بھڑکا، اے روشن شمع! رات ہوگئی اچھی طرح جل۔

(۸)

ہمچُو ابر اے بَحر در گریہ بجُوش
آسمانا جامۂ ماتم بپُوش

ترجمہ: اے سمندر! بادل کی طرح گریہ وزاری کے طوفاں اُٹھا، اے آسمان! ماتمی لباس پہن لے،

(۹)

خُشک شَو اے قُلزُم اَز فَرطِ بُکا
جُوش زَن اَے چَشمۂ چَشمِ ذَکا

حل لغات: قُلزُم: وہ بحیرہ جو مکہ معظّمہ اور مصر کے درمیان واقع ہے، کنایۃً نہایت گہرے سمندر کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

ترجمہ: اے دریائے قلزم! اتنا زیادہ رو کہ خشک ہوجا، اے دانائی کی آنکھ کے چشمے تو جوش میں آ۔

(۱۰)

کُن ظُہور اَے مَہدی عالی جناب
بر زَمین آ عیسیِ گردُوں قِباب

حل لغات: ظُہور: ظاہر، کوٹھے پر چڑھنا☆مَہدی: حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ☆عالی جناب: بلند رُتبے والا، اعلیٰ حضرت ☆ گردوں: آسمان ☆قِباب: جمع ہے ''قبہ'' کی، کنگورے، کلس، برج، منارہ

ترجمہ: اے امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے تشریف لانے کا وقت آچکا ہے، اے عالی مرتبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول فرمایئے۔

(۱۱)

آہ آہ از ضُعفِ اِسلام آہ آہ
آہ آہ از نَفسِ خود کام آہ آہ

حل لغات: آہ: ہائے افسوس ☆نَفس: جان، یہاں نفس امارہ مراد ہے ☆ کام: مراد، مقصد، مطلب

ترجمہ: ہائے افسوس! خودغرض نفس کی وجہ سے اسلام کم زور ہوگیا۔

(۱۲)

مَردُماں شہوات را دیں ساختند
صد ہزاراں رَخنہا اَنداختند

حل لغات: مَردُماں: یہ ''مَردم'' کی جمع ہے، معنی لوگ ☆شہوات: یہ ''شہوت'' کی جمع ہے۔ معنی خواہش دل، خواہش نفس ☆ رَخنہ: سوراخ، عیب، فتنہ وفساد، خلل ''رخنہ اندازی'': تعرض، مزاحمت، خلل

ترجمہ: لوگوں نے نفسانی خواہشات کو دین بنالیا، اسلام میں لاکھوں فتنے پیدا کردیئے۔

(۱۳)

ہرکہ نَفَسَش رَفت راہے اَز ہَوا
تَرکِ دیں گُفت و نَمُودَش اِقتِدا

حل لغات: ہَوا: آرزو، خواہش نفس، لالچ ☆ تَرک: چھوڑنا

ترجمہ: جس کا نفس خواہش کی کوئی ڈگر چلا، اس نے دین کو چھوڑ دیا اور اس کی پیروی میں لگ گیا۔

(۱۴)

بَہرِ کارے ہر کِرا گُفتَہ تَعال
سَر قَدم کَردَہ نَمُودَش اِمتِثال

حل لغات: تَعَال: یہ عربی ہے ''بیا'' کے معنی میں یعنی آپ آیئے، آؤ ☆ اِمتثال: حکم ماننا، کسی کی پیروی کرنا

ترجمہ: اس نے جس شخص سے جس کام کے واسطے کہا آؤ، تو اس نے سر کے بل چل کر اس کے حکم کی بجا آوری کی۔

(۱۵)

ہرکِرا گُفت اِیں چُنیں کُن اے فلاں
گُفت لَبَّیک و پذِیرُفتَش بجاں

حل لغات: لَبَّیک: حاضر ہوں، آپ کی خدمت میں ہوں، جب مالک کسی کام کا حکم دے تو ایسے موقع کے لیے یہ کلمۂ ایجاب ہے ☆ پذِیرُفتَن: قبول کرنا، منظور کرنا۔

ترجمہ: اس نے جس شخص سے کہا اے فلاں! ایسا کر، تو اس نے لبیک کہا اور جان سے اس میں لگ گیا۔

(۱۶)

آں یَکے گویاں مُحمد آدمی ست
چُوں مَن و دَر وَحی اُو را بَرتَریست

ترجمہ: ایک وہ (اسمٰعیل دہلوی قتیل) ہے جو کہتا ہے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے مثل آدمی ہیں، ان کو برتری ہے تو صرف وحی کے معاملہ میں۔

(۱۷)

جُز رِسالت نِیست فَرقے درمیاں
مَن بَرادرِ خُورُد باشَم اُوکلاں

ترجمہ: ہمارے اور ان کے درمیان رسالت کے علاوہ کوئی فرق نہیں تو وہ بڑے بھائی ہیں اور میں ان کا چھوٹا بھائی ہوں۔

(۱۸)

اِیں نَدانَد اَز عَمیٰ آں نَاسَزا
یاخود ست اِیں ثَمرۂ خَتمِ خُدا

حل لغات: عَمیٰ: گمراہی، اندھاپن ☆ نَاسَزا: نالائق، منحوس

ترجمہ: نااہل اپنی گمراہی کی وجہ سے یہ نہیں جانتا یہ اس پر خدا کی مہر (خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ) کا نتیجہ ہے۔

(۱۹)

گر بود مرلعل را فضل و شرف
کے بود ہم سنگِ اُو سنگ و خزف

حل لغات: لَعل: جوہر سرخ رنگ، قیمتی پتھر☆ **فَضل:** زیادتی، بخشش، کسی پر فضیلت میں غلبہ کرنا☆ **سنگ:** پتھر، مرتبہ، قدر☆ **خزف:** ٹھیکری

ترجمہ: جب لعل کو عزت وشرف حاصل ہے تو پتھر اور ٹھیکری اس کے ہم رُتبہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

(۲۰)

آں خزف اُفتادہ باشد بر زمیں
بس ذلیل و خوار و ناکارہ مُہیں

حل لغات: ذَلیل: بے قدر، کمینہ☆ **خوار:** خراب

ترجمہ: وہ کنکری زمین پر پڑی ہوتی ہے بہت بے قدر، خراب اور ذلیل ہے۔

(۲۱)

لعل باشد زیبِ تاج سروراں
زینت و خوبی گوشِ دِلبَراں

حل لغات: زَیب: زینت، خوب صورتی، سجاوٹ ☆ **تاج:** شاہی ٹوپی ☆ **سَروراں:** یہ ''سَرور'' کی جمع ہے سردار کے معنی میں ☆ **خوبی:** عمدگی، خوب صورتی، ہنر☆ **دِلبَراں:** یہ ''دِلبَر'' کی جمع ہے معشوق کے معنی میں۔

ترجمہ: لعل بادشاہوں کے تاج کی زیب وزینت، حسینوں کے کان کی آرائش اور خوب صورتی کا سبب ہوتا ہے۔

(۲۲)

واں دمی کز خلق مذبوحی جہد
کے بفضلِ مُشکِ اذفر می رسد

حل لغات: مُشکِ اَذفَر: تیز خوشبو والا مشک

ترجمہ: وہ خون جو ذبح کردہ جانور کے حلق سے اچھلتا ہے تیز خوشبو والے مشک کے مرتبہ کو کیسے پہنچ سکتا ہے؟

(۲۳)

بُوئے اُو کردہ پریشاں صد مشام
جامہا ناپاک از مَسّش تمام

حل لغات: مَشَام: سونگھنے کی قوت کا محل جو ناک کی تمامی اور دماغ کے شروع میں ہے، ناک۔

ترجمہ: اس کی بدبو سود ماغوں کو پریشان کرتی ہے، کپڑے اس کے لگنے سے بالکل ناپاک ہو جاتے ہیں۔

(۲۴)

اَوْ دَمِ مَسْفُوح ذَمَش درنبی
مِدحَتِ مشک اطیبُ الطِّیب ازنَبی

حل لغات: دَمِ مَسْفوح: بہتا ہوا خون ☆ ذَم: ہجو کرنا، برائی کرنا، ہجو ☆ مِدحَت: تعریف، ستائش ☆ اَطیب الطیب: سب سے اچھی خوشبو

ترجمہ: وہ بہنے والا خون ہے قرآن کریم میں جس کی مذمت وارد ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشک کو تمام خوشبوؤں سے اچھا فرمایا ہے۔

(۲۵)

مُشکِ اَذفَر رُوح را بَخْشَد سُرُور
ہمچُو بُوئے سُنبُل گیسُوئے حُور

ترجمہ: حور کے سنبل جیسے گیسو کی خوشبو کی طرح، تیز خوشبو والا مشک روح کو سرور بخشتا ہے۔

(۲۶)

شامّہ از بُوئے اُو رَشکِ جِناں
ہَم مُعَطَّر زُو قَبائے مَہْوَشاں

حل لغات: شَامّہ: بو سونگھنے کی قوت ☆ رَشک جِناں: جس پر باغات رشک کریں ☆ مُعَطّر: خوشبودار ☆ زُو: یہ ''اَزُو'' کا مخفف ہے ☆ قَبا: ایک پوشاک ☆ مَہْوَشاں: یہ ''مَہْوَش'' کی جمع ہے، اس کا معنی ہے چاند کے مانند۔

ترجمہ: دماغ اس کی خوشبو سے رشک باغات بن جاتا ہے نیز اس سے اہل حسن کی قبا معطر ہو جاتی ہے۔

(۲۷)

مَولَوی مَعدِن رازِ نہُفت
رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ خُوش بِگُفتُ

حل لغات: مولَوی: یہ ''مَولا'' کی جانب منسوب ہے معنی ہے مولا والا، حضرت مولانا عبد

السمیع بیدلؔ رامپوری مصنف 'انوار ساطعہ' لکھتے ہیں ؎

علم مولا ہو جسے ہے مولوی
جیسے حضرت مولوی معنوی

اس شعر میں مراد حضرت مولانا محمد جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ ہیں ☆مَعدِن: سونے اور چاندی وغیرہ کی کان

ترجمہ: حضرت مولانا محمد جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ نے جو سرِّ مخفی کی کان ہیں کیا اچھی بات کہی،

(۲۸)

''کارِ پاکاں را قِیاس اَز خُود مگیر
گرچہ مَانَد دَر نِوِشْتَن شیر و شِیْر''

حل لغات: کَار: کام ☆پَاکَاں: یہ جمع ہے ''پَاک'' کی معنی بے گناہ۔

ترجمہ: بزرگوں کے کام کو خود پر قیاس مت کر اگرچہ شیر (دودھ) اور شیر (جنگل کا مشہور جانور) لکھنے میں ایک سے ہوتے ہیں۔

(۲۹)

ہے چہ گُفْتَم اِیں چُنیں شِبہِ شَنِیع
کے بوَد شایانِ آں قدرِ رَفِیع

حل لغات: ہے: کلمۂ تنبیہ آگاہ کرنے کے لیے آتا ہے، افسوس کے لیے بھی آتا ہے، اور مقام تعریف و تحسین میں بھی استعمال ہوتا ہے، ☆شَنِیع: بد، برا

ترجمہ: افسوس! میں نے یہ کیا کہا، ایسی (لعل اور مشک کی) خراب تشبیہ اس بلند مرتبہ کے کب لائق ہے۔

(۳۰)

لَعل چہ بوَد جَوہری یا سُرخیئے
مُشک چہ بوَد خُونِ نافِ وَحْشِیئے

ترجمہ: لعل تو ایک سرخ جوہر بھی ہے اور مشک کیا ہے وہ تو ایک وحشی جانور کے نافے کا خون ہے۔

(۳۱)

مُصطَفٰے نورِ جنابِ اَمرِ کُن
آفتابِ بُرجِ عِلمِ مِنْ لَّدُن

حل لغات: اَمرِ کُن :اس آیت کریمہ {وَإِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ} (البقرۃ ۲ / ۱۱۷) کے مقتضا کے اعتبار سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''امرکن'' کے مامور اوّل ہیں اور نور ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ''کل الخلائق من نوری وانا من نور اللہ'' یعنی ساری مخلوقات میرے نور سے ہیں، اور میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں۔☆ بُرج: وہ عمارت جو گول ہو، گنبد، آسمان کا بارہواں حصہ ☆ عِلم مِن لَدُن: وہ علم جو اللہ تعالیٰ کسی کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرمائے بغیر کسی کے پاس پڑھے ہوئے۔

ترجمہ: مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؛ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نور ہیں، علم لدنّی کے بُرج کے آفتاب ہیں۔

(۳۲)

مَعدِنِ اَسرارِ عَلّامُ الْغُیُوب
بَرزَخِ بَحرَینِ اِمکان و وُجُوب

حل لغات: بَرَزَخ: زمانۂ موت سے قیامت تک واسطہ ☆ بَرزخ بَحَرین: دوسمندروں کے درمیان واسطہ

ترجمہ: مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، علام الغیوب (رب تبارک وتعالیٰ) کے اسرار کے مخزن ہیں، امکان ووجوب کے دوسمندروں کے درمیان واسطہ ہیں۔

(۳۳)

بادشاہ عَرشِیان و فَرشِیاں
جَلوہ گاہِ آفتابِ کُن فکاں

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمینی وآسمانی مخلوق (انس وجن اور ملائک) کے سردار ہیں، موجودات کے آفتاب کی جلوہ گاہ ہیں۔

(۳۴)

راحتِ دِل قامتِ زیبائے اُو
ہر دو عَالم والہ و شیدائے اُو

حل لغات: قَامَت: قد، جسم ☆ زیبا: لائق، آراستہ ☆ والہ: فریفتہ، عاشق ☆ والہ وشَیدا: حد سے زیادہ فریفتہ، بہت زیادہ شیدا

ترجمہ: ان کا قامت زیبا دل کا چین ہے، دونوں عالم ان پر فریفتہ اور نثار ہیں۔

(۳۵)

جانِ اِسماعیل بَر رُویش فِدا
اَز دُعا گُویاں خَلیلِ مُجتبیٰ

ترجمہ: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان ان کے روئے انور پر نثار ہے، حضرت ابراھیم خلیل مجتبیٰ علیہ السلام آپ کے لیے دُعا کرنے والوں میں سے ہیں۔

(۳۶)

گشت موسیٰ دَر طُویٰ جُویانِ اُو
ہَست عیسیٰ اَز ہوا خَواہانِ اُو

حل لغات: طُویٰ: ایک میدان کا نام جو ملک شام میں واقع ہے، اس کو وادی ایمن بھی کہتے ہیں ☆ جویاں: ڈھونڈنے والا ☆ ہوَا خوَاہان: یہ ''ہواخواہ'' کی جمع ہے، معنی خیر خواہ، خیر اندیش

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام وادیِ ایمن میں ان کے طالب ہوئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے بھلائی چاہنے والوں میں سے ہیں۔

(۳۷)

بَندَگانَش حُور و غِلمان و مَلک
چاکَرانَش سَبز پُوشان فلک

حل لغات: حور: یہ ''حوراء'' کی جمع ہے، معنی سفید رنگ، سیاہ آنکھ اور کالے بال والیاں ☆ غِلماں: یہ ''غلام'' جمع ہے معنی امرد لڑکے، ایک جنتی مخلوق جو جنت میں جنتیوں کی خدمت میں رہیں گے۔

ترجمہ: حور و غلماں، فرشتے ان کے غلام ہیں اور خدا کے ذکر و عبادت میں مشغول رہنے والے فرشتے (کَرُّ و بِیاں) آپ کی چاکری کرتے ہیں۔

(۳۸)

مِہرِ تابانِ عُلومِ لم یزل
بحرِ مکنُوناتِ اَسرارِ اَزل

حل لغات: مہر تاباں: چمکتا سورج، روشن چہرہ ☆ مکنونات: یہ مکنون کی جمع ہے، معنی پوشیدہ رکھا گیا، گوہر مکنون، مجازاً قیمتی اور آب دار موتی کو کہتے ہیں۔

ترجمہ: خدائے لم یزل کے علوم کے چمکتے سورج ہیں، ازل کے پوشیدہ اسرار کے دریا ہیں۔

(۳۹)

ذَرّہٗ زَاں مِہر بَر مُوسیٰ دَمید
گُفت مَن باشَم بَعِلم اَندرفَرید

حل لغات: دَمیدن: طلوع کرنا، ظاہر ہونا ☆ فَرید: یکتا، بے مثل

ترجمہ: اس خورشید تاباں کی ایک جھلک حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ظاہر ہوئی، انہوں نے کہا کہ میں علم میں لاثانی ہوں۔

(۴۰)

رَشحۂ زاں بَحر بَرخضرِ اُوفتاد
تَا کلیمُ اللّٰہ رَا شُد اُوستاد

حل لغات: رَشحہ: پانی کا ٹپکنا، بوند ☆ اُوستاد: معلم، ماہرفن

ترجمہ: اسی اسرارازل کے دریا کی ایک بوند حضرت خضر علیہ السلام پر پڑی تو وہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے استاذ ہو گئے۔

(۴۱)

پَس وَرا زیں قَدر شَاہِ اَنبیا
لَیکْ مَجبُورَم زفہمِ اَغْبِیَا

حل لغات: لَیک: یہ ''لیکن'' کا مخفف ہے معنی مگر ☆ اَغبیا: یہ غبی کی جمع ہے معنی کند ذہن، کم عقل

ترجمہ: شاہِ انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ اس سے بہت آگے ہے، لیکن میں کم سمجھ لوگوں کی وجہ سے (بیان کرنے سے) مجبور ہوں۔

(۴۲)

وَصفِ اُو اَز قُدرَتِ اِنسَاں وَرَاست
حَاشَ لِلّٰہ اِیں ہمہ تفہیم رَاست

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف انسانی قدرت سے باہر ہے، حاش للہ! یہ سب (جو مذکور ہوا) سمجھانے کے لیے ہے۔

(۴۳)

لَذتِ دِیدار شُوخِ سِیم تَن
مَاہ رُوئے دِلبر غُنچَہ دَہن

حل لغات: سِیم تن: چاندی جیسی سفید جلد والا، گورا چٹا، حسین ☆ غنچہ: بغیر کھلا ہوا پھول، کلی ☆ غنچۂ دہن: جس کا منہ کلی کی طرح چھوٹا اور خوب صورت ہو

ترجمہ: جو کوئی شوخ، سیم تن، چاند جیسی صورت والا، غنچہ کی طرح منہ والا محبوب ہو۔

(۴۴)

فِتنہ آئینے خَراماں گُلشنے
رَشک گُل شِیریں ادا نازک تنے

حل لغات: خراماں: خوش رفتار، نزاکت کی چال چلتا ہوا ☆ رَشک گل: نہایت خوب صورت جس کی خوب صورتی پر پھول بھی ناز کرے ☆ شیریں ادا: اچھی اداؤں والا ☆ نازک ادا: اچھی اداؤں والا

ترجمہ: ایسی رفتار والا کہ چلے تو فتنہ برپا ہو، اپنی ذات میں ایک گلشن ہو، رشک گل، شیریں ادا اور نازک بدن ہو۔

(۴۵)

گر بخَواہی فَہمِ اُو مَردی کُنَد
گو زِعشق و حُسن تا آگہ بُود

حل لغات: فَہم: سمجھ، عقل، دانائی، شعور ☆ آگہَ: یہ آگاہ کا مخفف ہے خبردار کے معنی میں ہے۔

ترجمہ: اگر کوئی اس (مذکورہ صفات کے حامل شخص) کے دیدار کی لذت کو سمجھنا چاہے تو اس سے کہو کہ عشق وحسن سے آگاہ ہو، (تب اسے لذت دیدار سمجھ میں آئے گی)

(۴۶)

ناکشیدہ مِنّتِ تیر جَفا
لَب بفَریاد و فَغاں ناآشنا

حل لغات: کشیدہ: کھینچا ہوا، رنجیدہ ☆ مِنّت: عاجزی خوشامد، احسان ☆ جَفا: ظلم، زیادتی، ناانصافی ☆ فُغاں: شور، نالہ، فریاد، آہ وزاری

ترجمہ: جس نے تیرِ جفا کی منّت نہ اُٹھائی ہو، اس کے لب فریاد وفغاں، نالہ وشور سے ناآشنا رہے ہوں۔

(۴۷)

دِل نَہ شُد خُوں نابہ دَر یاد لَبے
بَر لَبَش نَامَد زِ ہجراں یاربے

حل لغات: خُوں نابہ: خالص خون، خون کے آنسو ☆ نامد: یہ ''آمدن'' سے منفی ماضی مطلق ہے ضرورت شعری کی وجہ سے ''نہ آمد'' سے ''نامد'' ہوگیا۔

ترجمہ: اس کا دل محبوب کے لبہائے نازک کی یاد میں خون ہوا ہو اور نہ دَردِ فِراق کی وجہ سے

یارب (آہ وفغاں) کی صدا آئی ہو۔

(۴۸)

مُرغِ عَقلَش بے پَر و بالے شَود
جُز کہ گُوئی چُوں شکر شِیریں بود

ترجمہ: جس مقام پر مرغِ عقل بے بال و پر ہو گیا، اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ (لذت دیدار) شکر کی طرح شیریں ہے۔

(۴۹)

گرچہ خُود داند اسیرِ دِل رُبا
اَز کُجَا اِیں لَذَّت و شکر کُجا

حل لغات: اَسِیر: قیدی، بندی ☆ دِل رُبا: دل لے جانے والا، معشوق

ترجمہ: گرفتارِ محبت اس حقیقت سے بہ خوبی واقف ہے کہ شیرینی شکر کو لذتِ دیدار سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔

(۵۰)

زِیں مثل تُو می شُدی اَز نَیش نُوش
لیک مَن بَارِ دِگر رَفتم زِ ہوش

حل لغات: نُوش: خوش گوار، شہد، خوش حال زندگی ☆ نَیش: ڈنک، زہر، کاٹنا، لیکن یہاں از نیش ''نوش شدن'' حاصل مفہوم محظوظ ہوا، لطف اندوز ہوا۔

ترجمہ: صدمۂ ہجر اُٹھانے کے بعد لذتِ دیدار سے شادکام ہوتا ہے مگر میں نے جب مثال دینے کا ارادہ کیا تو ہوش ہی جاتے رہے۔

(۵۱)

ما من از تَمثِیل می گَردَم طَلب
بَاز رَفتم سُوئے تَمثِیل اَے عَجَب

حل لغات: تمثِیل: تشبیہ دینا، مشابہت ☆ عَجَب: تعجب، حیرت

ترجمہ: میں ایسی تمثیلوں سے ہی عشق کا طالب رہتا ہوں اب بھی عجیب بات ہے کہ میں اسی تمثیل کی طرف چلا گیا ہوں تا کہ عشق کا تذکرہ بار بار سامنے آتا رہے۔

(۵۲)

زِیں کَرّ و فَر در عَجَب وامَانده اَم
حَیرت اَندر حَیرت اَندر حَیرتَم

حل لغات: کر وفر: شان وشوکت، دھوم دھام، ٹھاٹ باٹ ☆عَجَب: تعجب، انوکھا پن ☆حَیرت: تعجب کی وجہ سے ایک ہی حال پر رہ جانا

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کی شان وشوکت دیکھ کر انتہائے تعجب سے عاجز رہ گیا ہوں اور سراپا محوِ حیرت بن گیا ہوں۔

(۵۳)

اِیں سُخن آخِر نَہ گردد اَز بیاں
صَد اَبد پایاں رَوَد اُو ہمچُناں

حل لغات: اَبد: ہمیشگی، وہ زمانہ جس کی انتہا نہ ہو، دوام، ابدالا باد

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور آپ کے بے نظیر و بے مثل ہونے کا بیان پورا نہ ہوگا سو اَبد ختم ہو جائیں گے وہ اسی طرح رہے گا۔

(۵۴)

نِیست پَایَانَش اِلٰی یَومِ التَّناد
خَتم کُن وَ اللّٰہ اَعلَم بِالرّشَاد

حل لغات: تَناد: قیام کرنا، جمنا ''یوم التناد'' وہ دن جس میں پکار مچے گی یعنی قیامت ☆ رَشاد: ہدایت

ترجمہ: روز قیامت تک اس کی انتہا نہیں ہے، بات کو ختم کرو اللہ تعالیٰ بھلائی کی راہ کو خوب جانتا ہے،

(۵۵)

خَامُشی شُد مُہرِ لَبہائے بَیاں
بَا ز گردَاں سَوئے آغَازَش عِناں

حل لغات: مُہرِ لب: خاموش ☆عِناں: لگام

ترجمہ: بیان کے ہونٹوں پر خاموشی کی مہر لگ گئی، عِنانِ کلام اس کے آغاز کی طرف موڑو۔

(۵۶)

اِیں چُنیں صد با فِتَن انگیختند
بَرسَرِ خُود خَاک ذلّت رِیختند

حل لغات: **انگیختن**: بھڑکانا، اُکسانا ☆ **ریختن**: ڈالنا، بیٹھنا

ترجمہ: ان بدبختوں نے اس جیسے سیکڑوں فتنے برپا کیے، (نتیجۃً) ذلت کی خاک اپنے سر پر ڈالی۔

(۵۷)

فِرقۂ دیگر زِ اِسماعِیلیاں

بَستہ دَر توَہینِ آں سُلطاں میاں

ترجمہ: انہیں اسماعیلیوں کا ایک دوسرا گروہ اس شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین پر کمر بستہ ہوا۔

(۵۸)

دَر دلِ شاں قَصد تا زِہ فِتنہا

بَر لَب شاں ایں کلامِ نَاسَزا

ترجمہ: ان کے دل میں نت نئے (تازہ) فتنے اُٹھانے کا ارادہ ہے، ان کی زبان پر یہ نازیبا بکواس ہے۔

(۵۹)

کہ بَہ شَش طَبقاتِ زِیرین زَمیں

حَق فرستَاد اَنبیا و مُرسَلِیں

ترجمہ: (گمراہ فرقہ کہتا ہے) کہ زمین کے نچلے چھ طبقات میں اللہ تعالیٰ نے انبیا و مرسلین کو بھیجا ہے۔ (معاذ اللہ!)

(۶۰)

شَش چُو آدم شَش چُو مُوسیٰ شَش مَسِیح

شَش خَلِیلُ اللہ شَش نُوح و نَجِیح

ترجمہ: چھ مثل آدم، چھ مثل موسیٰ، چھ مثل مسیح، چھ مثل خلیل اللہ اور چھ مثل نوح نجی اللہ ہیں۔ (علیٰ نبینا وعلیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیمات) (معاذ اللہ!)

(۶۱)

ہَمدَر انہا شَش چُو خَتمُ الانبیا

مِثلِ اَحمد دَر صِفَاتِ اِعتلا

ترجمہ: ان (زمینوں) میں بھی چھ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل ہیں جو فضائل و

کمالات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر ہیں۔(معاذ اللہ!)

(٦٢)

با محمّد ہر یکے دارد سرے
در کمالِ ظاہری و باطنے

ترجمہ: ہر ایک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری اور باطنی خوبیوں میں شریک ہے۔(معاذ اللہ!)

(٦٣)

پارہ شد قلب و جگر زیں گفتگو
اِحذَرُوا یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِحذَرُوا

ترجمہ: اس بکواس سے قلب وجگر پارہ پارہ ہوگئے، اے لوگو! چوکنا (ہوشیار) رہو اس گمراہ کن بات سے اے لوگو! چوکنا رہو۔

(٦٤)

اَلحَذَر اَے دِل زِ شُعلہ زادگاں
پَائے از زنجِیر شَرع آزادگاں

ترجمہ: اے دل آگ لگانے والوں (جہنمیوں) اور احکام شرع مطہر سے آزادی اختیار کرنے والوں سے ہوشیار رہ۔

(٦٥)

مُصطفٰے مِہر یست تابَاں بِالیَقِیں
مُنتَشر نُورَش بَہ طَبقاتِ زَمیں

ترجمہ: یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روشن سورج ہیں انہیں کی روشنی زمین کے طبقات میں پھیلی ہوئی ہے۔

(٦٦)

مُستنیر از تابش یک آفتاب
عَالمے واللّٰہ اعلَم بِالصَّوَاب

ترجمہ: ایک سورج کی چمک سے پورا عالم روشن ہے، اور اللہ تعالیٰ درستگی کو خوب جانتا ہے۔

(٦٧)

گرچِہ یک باشَد خُود آں مہرِے سَنی
اَحولانش ہفت بِینَند از کَجِی

ترجمہ: اگرچہ وہ چمکنے والا سورج اکیلا ہی ہے لیکن بھینگے اپنے بھینگے پن کی وجہ سے سات دیکھتے ہیں۔

(۶۸)

دو ہَمی بینَند یک رَا اَحولاں
اَلاَماں زِیں ہَفت بِیناں الاَماں

ترجمہ: بھینگے ایک کو دو دیکھتے ہیں ان ایک کو سات دیکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ!

(۶۹)

چشم کج کردہ چُو بِینی مَاہ رَا
ز اَحوَلی بِینی دو آں یکتاہ رَا

ترجمہ: چاند کو دیکھتے ہوئے تو اپنی آنکھ کو ٹیڑھا کر لے پھر ٹیڑھے پن کی وجہ سے اس یکتا و بے مثال کو تو دو دیکھے گا۔

(۷۰)

گوئی اَز حیرت عَجَب اَمرِیست اِیں
خواجہ دو شُد مَاہ رَوشن چیست اِیں

ترجمہ: تو حیرت سے کہے گا یہ تعجب خیز معاملہ ہے، یہ کیا ہے کہ دو چاند روشن ہوگئے!

(۷۱)

رَاست کردی چشم و شُد رَفعِ حجَاب
یک نُمَاید مَاہِ تابَاں یک جَواب

ترجمہ: جب تو نے اپنی آنکھ کو درست کیا اور پردہ ہٹ گیا تو ایک چمکتا ہوا چاند دکھائی دے گا اور ایک ہی جواب ہوگا۔

(۷۲)

رَاست کُن چشمِ خُود اَز بہرِ خُدائے
ہَفت بِیں کم بَاش اَے ہَرزَہ دَرائے

ترجمہ: خدا کے واسطے اپنی آنکھ درست و سیدھی کرلے، بیہودہ بکنے والے سات دیکھنے والا مت ہو،

(۷۳)

اَے بَرَادر دَست در اَحمد بزَن
بَرکجیِ نَفسِ بد دِیگر مَتَن

ترجمہ: اے بھائی! سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تھام، دوبارہ نفسِ امّارہ کی بے راہ روی پر التفات نہ کر۔

(۷۴)

رو تَشَبّث کُن بذَیلِ مصطفیٰ
اَحوَلی بگذار سوگند خُدا

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن کرم سے لپٹ جا، خدا کی قسم بھینگا پن چھوڑ دے۔

(۷۵)

پَندہا دَادیم و حَاصِل شُد فَراغ
مَا عَلَيْنَا يَا اَخِيْ اِلَّا الْبَلَاغْ

ترجمہ: ہم نصیحتیں کر کے فارغ ہو گئے، اے میرے بھائی ہم پر تو صرف پہنچانا ہے۔

(۷۶)

دَر دوعَالَم نِیست مِثلِ آں شَاہ رَا
دَر فَضِیلَتہا و دَر قُربِ خُدا

ترجمہ: دونوں جہان میں شہنشاہ دوعالم کی طرح فضائل وکمالات اور قرب الٰہی میں کوئی نہیں۔

(۷۷)

مَا سِوَی اللہ نِیست مِثلَش اَز یکے
بَرتَر اَست اَز وَے خُدا اَے مُہتَدے

ترجمہ: خدائے تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ان کا مثیل و ہمسر نہیں، اے ہدایت یافتہ! صرف ذات باری تعالیٰ ہی ان سے برتر و بالا ہے۔

(۷۸)

اَنبیائے سَابِقِیں اَے مُحتَشَم!
شَمعہَا بُودَند دَرلَیل و ظُلَم

ترجمہ: اے پیارے! وہ انبیائے سابقین رات اور اندھیروں میں شمع ہیں۔

(۷۹)

دَرمَیانِ ظُلمت و ظُلم و غُلُو
مُستَنِیر اَز نُورِ ہَر یک قَومِ اُو

حل لغات: ظُلمت: تاریکی ☆ مُستَنِیر: روشن

ترجمہ: جو ظلم و زیادتی کی تاریکیوں میں اپنی قوم کو منور کرتے ہیں اور قوم ان کے نور سے روشنی پاتی رہی۔

(۸۰)

آفتابِ خاتمِیَّت شُد بلَند
مِہر آمد شمعہا خامُش شُدَند

ترجمہ: آپ کی خاتمیت کا سورج بلند ہوا، طلوع خورشید کے بعد شمعیں خاموش ہوگئیں۔

(۸۱)

نُورِحَق از شَرقِ بیمِثلی بِتافت
عالمی از تابِشِ اُوکام یافت

ترجمہ: نور الٰہی یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے مثلی کے مشرق سے طلوع ہوئے، ان کی چمک دمک سے عالم نے مقصود پایا۔

(۸۲)

دَفعَتہً بَرخَاست اَندر مَدحِ اُو
اَز زَبَانہا شُور لاَمِثلَ لہٗ

ترجمہ: اچانک ان کی تعریف وتوصیف میں زبانوں سے یہ شور بلند ہوا کہ ان کے مثل کوئی نہیں۔

(۸۳)

لَیک شَپر نا پذیرفت اَز عِناد
دَرجَہاں اِیں بے بَصَر یا رَب مَباد

حل لغات: شپّر: چمگادڑ ☆ عناد: دُشمنی ☆ مباد: ایسا نہ ہو

ترجمہ: لیکن چمگادڑ نے عناد کی وجہ سے قبول نہیں کیا، الٰہی! دُنیا میں ایسا اندھا نہ رہے۔

(۸۴)

چَشمَہا بُودَند ایں رَبّانیاں
مَزرَعِ دل بَہرہ یاب اَز فَیضِ شاں

حل لغات: مزرع دل: دل کی کھیتی ☆ بہرہ: حصہ

ترجمہ: یہ اللہ والے پانی کے جاری چشمے کے مانند ہوتے ہیں دل کی کھیتی ان کے فیض سے حصہ پاتی ہے۔

(۸۵)

اَبر آمد کِشْتہا سیراب گرد
نَخْلہائے خُشک را شادَاب گرد

حل لغات: کِشتہا: یہ جمع ہے کِشت کی، معنی کھیتی ☆ نخلہا: یہ جمع ہے نخل کی، معنی کھجور کا درخت اور کبھی عام جنگلی درختوں کو بھی کہا جاتا ہے ☆ شاداب: سرسبز، ہرا بھرا، سیراب

ترجمہ: ابرِ رحمت آیا اس نے کھیتوں کو سیراب کر دیا، سوکھے ہوئے درختوں کو سرسبز اور ہرا بھرا کر دیا۔

(۸۶)

حَق فرِستَاد اِیں سَحَابِ بَاصَفَا
کے يُطَهِّرَنَا وَ يُذْهِبْ رِجْسَنَا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس پاک بادل کو اس لیے بھیجا تاکہ ہمارے دلوں کو پاک کر دے اور ہم سے گندگی کو دور کر دے۔

(۸۷)

بَارِشِ اُو رَحمتِ رَبُّ الْعُلیٰ
شُورِ رَعدَش رَحمة مُہداۃ اَنا

ترجمہ: اس صحابِ باصفا کی بارش اللہ رب العزت کی رحمت ہے اس کے کڑکنے کا شور یہ کہ میں بھیجی گئی رحمت ہوں۔

(۸۸)

رَحْمتش عَام اَست بَہرِ ہمکُنَاں
لَیک فَضْلَش خَاص بَہرِ مُومِنَاں

ترجمہ: ان کی رحمت ہر ایک (مومن و کافر، دوست و دُشمن) کے لیے عام ہے لیکن ان کا فضلِ خاص مومنوں کے لیے ہے۔

(۸۹)

چُوں نئ بے مِثْلِیش رَا مُعْتَرِف
کے شَوی از بَحرِ فَیضَش مُغْتَرِف

حل لغات: مُعتَرِف: اقرار کرنے والا ☆ مُغترِف: چلو سے پانی لینے والا، سیراب ہونے والا

ترجمہ: جب تو ان کے بے مثل ہونے کا اقرار ہی نہیں کرتا ہے تو تو کیسے ان کے فیض کے دریا

سے سیراب ہوگا۔

(۹۰)

نِیست فَضْلَش بہرِ قَومِ بے اَدب
یَخْطِفُ اَبْصَارَھُمْ بَرقُ الْغَضَب

ترجمہ: ان کا فضل بے ادب قوم کے لیے نہیں ہے ان کے غضب کی بجلی ان کی آنکھوں کو اچک لے جائے گی۔

(۹۱)

چُوں بِبِیْنَنْد آں سَحاب اِیناں زِ دُور
عَارِضٌ مُّمْطِر بِگُویَند اَز غُرُور

ترجمہ: جب وہ اس ابر کرم کو دور سے دیکھتے ہیں تو غرور سے کہتے ہیں یہ بادل ہے ہم پر برسے گا۔

(۹۲)

بَلْ ھُوَ مَا اسْتَعْجِلُوا خِزْیٌ عَظِیْم
اُرْسِلَتْ رِیْحٍ بِتَعْذِیْبٍ اَلِیْم

ترجمہ: بلکہ یہ وہ بڑی رسوائی ہے جس کی انہوں نے جلدی مچائی، دردناک سزا دینے کے لیے آندھی بھیجی گئی ہے۔

(۹۳)

فَیض شُد بَا غَیظِ گرمِ اِختِلاط
حَبَّذا! اَبرے عَجب خُوش اِرتِباط

حل لغات: غیظ: سخت غصہ، غصہ کی تیزی ☆ اِختلاط: ملنا ☆ اِرتباط: ملنا، دوستی

ترجمہ: فیض غضب سے مل گیا، کیا ہی خوب ہے بادل اور کتنا عجیب ہے ارتباط۔

(۹۴)

خِرمَنے کَش سُوخت بَرقِ غَیظِ اُو
گُفت قُرآں "اَلسَّقَر" مَثْوٰی لَہٗ

حل لغات: خِرمن: کھلیان، غلے کا وہ ڈھیر جس سے بُھس الگ نہ کیا گیا ہو

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے غضب کی بجلی نے جس کھلیان کو جلا دیا، قرآن نے فرمایا جہنم اس کا ٹھکانہ ہے۔

(۹۵)

مَزرَعے کَش آب داد آں بَحرِ جُود
حَق بہ تنزِیل مُبِیں وَصفش نمُود

ترجمہ: اس سخاوت کے سمندر نے جس کھیتی کو سیراب کیا اس کی خوبی اللہ تعالیٰ نے روشن کتاب (قرآن) مجید میں بیان فرمائی۔

(۹۶)

قُلْ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ الشَّطْأَ اِلیٰ
اٰزَرَ فَاسْتَغْلَظَ ثُمَّ اسْتَویٰ

حل لغات: زَرع: کھیتی ☆ اَخرج: نکالنا ☆ اَلشطأ: پٹّھا ☆ آزَر: طاقت دینا ☆ اِستَغلَظَ: دبیز ہونا، گاڑھا ہونا

ترجمہ: تم کہو وہ اس کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنا پٹّھا نکالا، اس کو طاقت دی تو وہ دبیز ہو کر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی۔

(۹۷)

یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ کَالْمَاءِ الْمَعِیْن
کے یَغِیْظُ الْکَافِرِیْنَ الظَّالِمِیْن

حل لغات: یُعجِبُ: بھلی لگنا، بھانا ☆ الزُّرّاع: کسان ☆ الماءالمعین: بہتا ہوا پانی

ترجمہ: وہ کسانوں کو بھلی لگتی ہے بہتے ہوئے پانی کی طرح، جس سے ظالم کافروں کو غیظ آئے۔

(۹۸)

اَبرِ نَیسان ست اِیں اَبرِ کَرَم
دُرِّ رَخشاں آفرِیں دَر قَعرِ یَم

حل لغات: نَیسان: رومیوں کے ساتویں مہینے کا نام، اس مہینے کو کہتے ہیں جس میں بارش ہوتی ہے ☆ دُر: موتی ☆ رَخشاں: چمکنے والا ☆ قعر: کنواں، دریا یا کنویں کی گہرائی ☆ یم: بڑا دریا، سمندر

ترجمہ: یہ ابرِ کرم "ابرِ نیساں" ہے جو سمندر کی گہرائی میں چمک دار موتی بناتا ہے۔

(۹۹)

قَطرَہٗ کِز وَے چکِید اَندر صَدَف
گوہَرِ رَخشِندہ شُد بَا صَد شَرَف

ترجمہ: اس کا جو قطرہ سیپ کے اندر ٹپکا، وہ نہایت ہی گراں قدر موتی بن گیا۔

(۱۰۰)

بَحرِ زَاخِر شَرعِ پَاکِ مُصطفٰے
داں صَدَف عَرشِ خِلافت اَے فتَا

حل لغات: زاخر: وہ دریا جو زور کر کے چڑھتا ہو اور جس کا پانی کناروں سے باہر نکلنے لگتا ہو یعنی موج مارنے والا

ترجمہ: مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ موجیں مارنے والا سمندر ہے، اور اے نوجوان! عرش خلافت کو سیپ سمجھ۔

(۱۰۱)

قَطرَ ہَا آں چَار بَزم آرائے اُو
زَانکِہ اُوکُل بُود وَ شَاں اَجزَائے اُو

ترجمہ: قطرے وہ چار مسند نشینِ خلافت ہیں جوان کی مجلس کو آراستہ کرنے والے ہیں، گویا مسندِ خلافت کل ہے یہ چاروں اس کے اجزا۔

(۱۰۲)

بَرگہَائے آں گُلِ زیبَا بدند
رَنگ و بُوئے اَحمدی می دَاشتَند

حل لغات: بَرگہا: یہ ''بَرگ'' کی جمع ہے معنی سبز، پتا، پان ☆ زیبا: خوش نما، آراستہ، موزوں

ترجمہ: وہ اسی گلِ زیبا کے پتے تھے، احمدی رنگ و بو رکھتے تھے۔

(۱۰۳)

قَصد کَارے کَرد آں شَاہِ جَواد
ہَر یَکے اِنِّی لَہٗ گُویَاں سِتاد

ترجمہ: اس سخی بادشاہ نے کسی کام کا قصد کیا تو ہر ایک یہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا کہ میں اس کام کے لیے حاضر ہوں۔

(۱۰۴)

جُنبِشِ اَبرُو نہ تَکلیفِ کَلام
خُود بُود ایں کَار آخر و السَّلام

ترجمہ: ابرو کے اشارے اور نہ تکلیف کلام کی ضرورت بلکہ یہ کام خود ہی سلامتی کے ساتھ پورا

ہوجاتا ہے۔

(۱۰۵)

آں عَتِیقُ اللہ اِمَامُ الْمُتَّقِیں
بُود قلْبِ خَاشِعِ سُلْطَانِ دِیں

حل لغات: عَتِیق: حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب، پرانا، آزاد☆ خَاشِع: عاجزی اور فروتنی کرنے والا

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ، اہلِ تقویٰ کے امام، سلطانِ دین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قالبِ خاشع (کا پرتو) ہیں۔

(۱۰۶)

واٰں عُمر حَق گو زبانِ آں جناب
یَنطِقُ الحقُّ عَلَیہِ وَالصَّواب

ترجمہ: اور وہ حضرت عمر کہ آں جناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حق گو زبان (کے مظہر) ہیں، حق اور صواب جن کے موافق بولتا ہے۔

(۱۰۷)

بُود عُثماں شَرمگیں چشمِ نَبی
تیغ زَن دَست جَوادِ اُو علی

ترجمہ: حضرت عثمان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی با حیا آنکھ ہیں، حضرت علی آپ کے شمشیر زن اور دست جواد ہیں۔

(۱۰۸)

نِیست گر دَستِ نَبِیؐ شِیرِ خُدَا
چُوں یَدُ اللہ نَام آمد مر اُو رَا

ترجمہ: اگر حضرت علی شیر خدا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست پاک نہیں ہیں تو ان کے لیے ''یَدُ اللہ'' نام کیوں آیا۔

(۱۰۹)

دَستِ اَحْمد عَین دَستِ ذُو الجَلَال
آمد اَندَر بَیعَت وَ اَندر قِتَال

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ کو عین دست قدرت فرمایا گیا ہے، بیعت

اور قتال کے موقع پر۔

(۱۱۰)

سنگریزہ می زند دستِ جناب
مَارَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ آید خِطاب

حل لغات: سنگ ریزہ: کنکر، روڑی، بجری ☆ خطاب: گفتگو، کلام، بات چیت

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک سے کنکریاں ماری جاتی ہیں اور خطاب ہوتا ہے اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی (بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھی۔)

(۱۱۱)

وَصفِ اہلِ بیعت آمد اَے رَشید
فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ یَدُ اللہِ الۡمَجِیۡد

حل لغات: رشید: ہدایت یافتہ ☆ مجید: شریف ہونا

ترجمہ: اے ہدایت یافتہ! بیعت کرنے والوں کی تعریف میں آیا ہے کہ ان پر اللہ جل وعلا کا دست قدرت ہے۔

(۱۱۲)

شَرحِ اِیں مَعنٰی بِروں اَز آگہی ست
پَا نِہَادَن اَندرِیں رَہ بِیُرَہی ست

حل لغات: بروں: مخفف بیرون کا معنی باہر ☆ نہادن: رکھنا

ترجمہ: اس معنی کی شرح واقفیت سے باہر ہے اس راہ میں قدم رکھنا گمراہی ہے۔

(۱۱۳)

تَا اَبد گر شَرحِ اِیں مُعۡضِل کُنَم
جُز تَحَیُّر ہیچ نَبوَد حَاصِلم

حل لغات: مُعضِل: تنگ راستہ، نہ حل ہونے والا مسئلہ ☆ تحیر: حیران ہونا۔

ترجمہ: اگر ابد تک اس لاینحل مسئلہ کی وضاحت کرتا رہوں تو تحیر کے سوا مجھے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

(۱۱۴)

رَبَّنَا سُبۡحٰنَکَ لَیۡسَ لَنَا
عِلۡمُ شیٍٔ غَیۡرَ مَا عَلَّمۡتَنَا

ترجمہ: اے ہمارے رب! پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔

(۱۱۵)

گُفتہ گُفتہ چُوں سُخَن ایں جا رَسِید
خَامَہٗ گوہر فشاں دَامَاں بچِید

حل لغات: بچید: چیدن مصدر سے چننا، کنارہ کرنا

ترجمہ: کہتے کہتے جب بات یہاں پہنچی تو گوہر لٹانے والے قلم نے دامن سمیٹ لیا۔

(۱۱۶)

مُلہِم غَیبِیٗ سُرُوشِ رَاز دَاں
دَامَنَم بِگرفُت کَایٔ آتَش زَبَاں

حل لغات: ملہمِ غیبی: غیب کی خبر دینے والا ☆ سروش: آوازِ غیب، الہام، پیغام لانے والا فرشتہ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام ☆ راز داں: بھید جاننے والا، دوست

ترجمہ: غیب کی خبر دینے والے راز داں فرشتے نے میرا دامن پکڑا کہ اے آگ لگانے والی (پرتاثیر) زبان والے!

(۱۱۷)

دَرخورِ فَہمت نَبَاشَد ایں سُخَن
بَس کُن و بیہُودَہ وَش خَامی مَکُن

ترجمہ: یہ بات تیرے علم وفہم کے لائق نہیں، اور آوارہ پھرنے والے کی طرح ناتجربہ کاری مت کر۔

(۱۱۸)

اَصفِیَا ہَم اَندَرِیں جَا خَامُشَنْد
اَز مِی کلّت لِسَانہ بیہُشَند

ترجمہ: صوفیائے کرام اس راہ میں خاموش ہیں، ''کلّت لسانہ'' کی شراب سے بیہوش ہیں، یعنی ان کی زبان گونگی ہے۔

(۱۱۹)

رَازہَا بَر قَلْبِ شَاں مَستُور نِیست
لَیک اِفشَا کَردَنَش دَستُور نِیست

ترجمہ: چھپی ہوئی باتیں ان کے دل سے پوشیدہ نہیں لیکن ان کو ظاہر کرنا ان کا شیوہ نہیں ہے۔

(۱۲۰)

ہَر کُجا گنجے وَدِیعَت دَاشْتَند
قُفْل بَر دَر بہرِ حِفْظَش بَسْتَہ اَند

حل لغات: وَدِیعت: امانت، سپردگی ☆ گنج: مال کثیر، خزانہ

ترجمہ: جس جگہ بھی امانت کا خزانہ رکھتے ہیں تو اس کی حفاظت کے لیے تالا لگا دیتے ہیں۔

(۱۲۱)

دَر دِلِ شَاں گَنج اَسرار اَے اَخُو
بَرلَبِ شَاں قُفْلِ آمرِ اَنْصِتُوْا

ترجمہ: اے بھائی! ان کے دل میں بھیدوں کا خزانہ ہے لیکن ان کے لب پر آمرِ اَنْصِتُوْا (خاموش رہو کے حکم) کا تالا ہے۔

(۱۲۲)

روزِ آخر گَشت و بَاقِی اِیں کلام
خَتم کُن انِّی لَہٗ طَرفُ التَّمَام

ترجمہ: اس کے لیے کنارہ کہاں کہ اس پر پہنچ کر بات پوری ہو جائے۔

(۱۲۳)

نَغز گُفْت آں مَولَوی مُستَنَد
رَازِ مَا رَا روز کے گُنجا بوَد

ترجمہ: کیا ہی خوب کہا ہے مولوِی مستند (حضرت علامہ جلال الدین رومی قدس سرہ) نے ہمارے دل کو ان اسرار کے افشا کی گنجائش کہاں۔

(۱۲۴)

اَلْغرض شُد مِثْل آں عَالِی جَناب
سَایہ سَاں مَعْدُوم پیشِ آفتاب

ترجمہ: حاصلِ کلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل ایسے ہی معدوم و ناپید ہے جیسے سورج کے سامنے سایہ۔

(۱۲۵)

مُتَّفِق بَر وَے ہَمہ اِسلَامِیاں
سُنِّیاں بَر بِدْعَتیاں مُستِہاں

ترجمہ: اہل سنت و جماعت اور ذلیل بدمذہب لوگوں میں سے اس پر اسلام کے تمام دعویٰ دار متفق ہیں۔

(۱۲۶)

مُمتَنِع بِالغَیر دَانَد یک فَرِیق
مُمتَنِع بِالذات دِیگَر اَے رَفِیق

ترجمہ: ایک فرقہ اس کو ممتنع بالغیر جانتا ہے اور دوسرا ممتنع بالذات مانتا ہے۔

(۱۲۷)

وَا دَرِیغَا گَردَہ اِیں قَومِ عَنِید
خَرقِ اِجمَاعِ بَدِیں قَولِ جدید

حل لغات: دَریغا: اس میں الف ربط کا ہے معنی افسوس ہے، غم ہے ☆عَنِید: لڑاکا، سرکش ☆خَرق: پھاڑنا ٹکڑے ٹکڑے کرنا

ترجمہ: اس سرکش قوم پر افسوس ہے کہ اس نے اس نئے قول سے خرق اجماع کیا ہے۔

(۱۲۸)

اَللّٰہ اَللّٰہ اَے جَہولانِ غَبِی
تَا بکے بے دِینی و فِتنَہ گَری

ترجمہ: اللہ اللہ اے بے وقوف جاہلو! کب تک بے دینی اور فتنہ پھیلاؤ گے؟

(۱۲۹)

مصطفیٰ و اِیں چُنیں سُوءُ الاُدب
اِیں قَدر اَیمَنِ شَدِید از اَخذ رَب

حل لغات: سُوءُ الاُدب: بےادبی، گستاخی

ترجمہ: بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ایسی گستاخی خدا کی پکڑ سے اتنا زیادہ بےخوف۔

(۱۳۰)

سَابِع سَبعہ مَگُوئِید از عِنَاد
اِنتَہُوا خَیرًا لَّکُمْ یَوْمَ التَّنَاد

حل لغات: عِناد: لڑائی، دُشمنی ☆تَناد: ایک دوسرے کو پکارنا، قیام کرنا، جمنا، مضبوطی سے قائم ہونا

ترجمہ: ہٹ دھرمی سے سات میں سے ساتواں مت کہو یہ تمہارے لیے آخرت کے دن

بہتر ہے۔

(۱۳۱)

رُوزِ مَحشر چُوں خِطاب آید زِعَرش
اَے نِطِّیقَانِ فلک سُکَّانِ فَرش

حل لغات:۔ نِطِّیقَان: یہ ''نطیق'' کی جمع ہے معنی بولنے والا، صاحب عقل، سمجھنے والا
☆سُکّان: ''ساکن'' کی جمع معنی رہنے والے

ترجمہ: قیامت کے دن پروردگارِ عالم کا عرش سے یہ خطاب آسمان وزمین کے رہنے اور بسنے والوں سے ہوگا۔

(۱۳۲)

ہیچ می بِینِید دَر اَرض و سَما
مِثل و شِبہِ بَندۂ مَا مصطفٰے

ترجمہ: زمین وآسمان میں کون ہمارے بندے مصطفٰی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کا مثل اور شبیہ دیکھتا ہے۔

(۱۳۳)

یَک زباں گُویَند نَے نَے اَے کَرِیُم
کَس عَدِیلَش نِیست بِاللّٰہ الْعَظِیُم

حل لغات: کَرِیُم: بخشنے والا، مہربان☆عَدِیُل: ہم رتبہ، قدر میں برابر

ترجمہ: بیک زبان سب کہیں گے نہیں نہیں اے مہرباں، عظمت والے خدا کی قسم ان کا کوئی ہمسر نہیں۔

(۱۳۴)

آں چُناں کاندَر اَزل زِ اَروَاحِ مَا
اَز اَلَستُ خَاست بے پایاں بَلٰی

ترجمہ: اسی طرح جیسے ازل میں ''اَلَسْتُ'' سن کر ہماری روحوں سے ''بَلٰی'' کی صدا بلند ہوئی تھی۔

(۱۳۵)

لَا جَرَم آنروز زِیں قَولِ وَخِیُم
تَوبَہ ہَا ظَاہِر کُنَند اَز تَرَس و بِیُم

حل لغات: وخیم: دُشوار، گراں، ناگوار☆ ترس وبیم: خوف، دہشت، ڈر
ترجمہ: یقینی طور پر اس دن خوف کھا کر اس خراب قول سے توبہ کا اظہار کریں گے۔

(۱۳۶)

مُعْتَرِف آیَند بَر جُرم و خَطَا
مَعْذِرَت آرَند پیش کِبر یا

ترجمہ: اپنے جرم اور غلطی کا اعتراف کریں گے اور خدائے تعالیٰ کے حضور عذر پیش کریں گے۔

(۱۳۷)

کَاےْخُدَا از فَضْلِ اُو غَافل بدیم
شَمس پیشِ چَشْمِ مَا جَاہِل بُدِیم

ترجمہ: کہ اے خدا ہم ان کی فضیلت سے غافل تھے، سورج ہمارے سامنے تھا لیکن ہم اس سے انجان تھے۔

(۱۳۸)

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا رحم کُن
جَاہِلَانَہ گُفتہ بُودِیم اِیں سُخَن

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے ظلم کیا تو رحم فرما! اس بات کو ہم نے جہالت میں کہا تھا۔

(۱۳۹)

پَردہَا بَرچَشْمِ مَا اُفتَادہ بُود
رَحْم کُن بَرجَاہِلَاں رَحْم اَے وَدُوْد

ترجمہ: ہماری آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے تھے، اے مہرباں! نادانوں پر رحم فرما۔

(۱۴۰)

نَفْسِ مَا اَنْدَاخت مَا رَا دَر بَلَا
وَائے بَر مَا وَ بَنادَانِی مَا

ترجمہ: ہمارے نفس نے ہم کو مصیبت میں ڈال دیا افسوس ہم پر اور ہماری نادانی پر۔

(۱۴۱)

عُذْرہَا دَر حَشر بَاشَدْ نَا پَذِیر
قَارِیا! بَرخَوَاں اَلَمْ یَاتِ النَّذِیْر

حل لغات: نَاپَذِیرْ: ناقابل قبول☆ نَذِیرْ: ڈرانے والا آگاہ کرنے والا

ترجمہ: قیامت کے دن عذر نہیں کیے جائیں گے، اے قاری! تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد {اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ نَذِیۡرٌ} (کیا ڈر سنانے والے نہیں آئے تھے) پڑھ۔

(۱۴۲)

سَخت رُوزے بَاشَد آں رُوز اَلاُمَاں
بَاختَہ ہوش و حَواسِ قُدسِیاں

حل لغات: باختہ ہوش: ہارا ہوا، دانائی، زیرکی، جان، موت ☆ حواس: یہ جمع ہے حاسہ کی وہ دس ہیں پانچ ظاہر پانچ باطن ☆ قدسیاں: یہ ''قدسی'' کی جمع ہے معنی پاک، پاکیزہ، متبرک، فرشتہ، نیک آدمی

ترجمہ: اللہ کی پناہ قیامت کے دن کی ہول ناکیوں سے، جس دن نیک لوگ بھی حواس باختہ ہوں گے۔

(۱۴۳)

واحِد قَہَّار بَاشَد دَر غَضَب
یَجۡعَلُ الۡوِلۡدَانُ شِیۡبًا فِی التَّعَب

حل لغات: غضب: قہر، غصہ ☆ تعب: تھک جانا، مشقت پہنچنا

ترجمہ: خدائے قہار غضب پر ہوگا روز محشر کی سختی بچوں کو بوڑھا کر دے گی۔

(۱۴۴)

زَہرہَا دَر بَاختَہ اَفلَاکِیاں
رَنگ اَز چہرہ پَرِیدہ خَاکِیاں

حل لغات: زہرہا: یہ ''زہرہ'' کی جمع ہے بمعنیٰ پتّہ ☆ درباختہ: مصدر ''درباختن'' ہرا دینا ☆ پریدہ: مصدر ''پریدن'' اڑنا

ترجمہ: فرشتے اس کے غضب کی وجہ سے سہمے ہوئے ہوں گے انسانوں کے چہروں کا رنگ اڑا ہوا ہوگا۔

(۱۴۵)

دُو گرُوہ بَاشَند مَسعُود و لَئِیم
کُلُّ فِرۡقٍ کَانَ کَالطَّوۡدِ الۡعَظِیۡمِ

حل لغات: مسعود: خوش نصیب کرنا ☆ لئیم: کمینہ، چھچھورا

ترجمہ: نیکوں اور بدوں کے دو گروہ ہوں گے ہر ایک فرقہ بھاری پہاڑ کے مانند ہوگا۔

(۱۴۶)

رَبِّ سَلِّم اِلْتِجَائے اَنْبِیا
شورِ نَفْسِی بَر زَبَانِ اَوْلِیَا

ترجمہ: انبیائے کرام کے لبوں پر رب سلم کی صدا ہوگی، اولیائے کرام کی زبانوں سے نفسی کا شور ہوگا۔

(۱۴۷)

بَر لَب آمد نَامِ آں رُوزِ سِیاہ
مُوی بَر تَن خَاسْتَم یَا رَب پَنَاہ

ترجمہ: اس مصیبت والے دن کا نام آتے ہی خدا کی پناہ میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

(۱۴۸)

اِعْتِرَافِ جُرم و تَوبَہ اَے اَرِیب
دَر چُنِیں رُوزِ سِیَہ نَایَد عَجِیب

حل لغات: اَرِیب: عقل مند، عالم

ترجمہ: اے عاقل! ایسے سیاہ وسخت اور ہول ناک دن میں (ان کی طرف سے) جرم کا اعتراف اور توبہ کرنا عجیب نہیں ہوگا۔

(۱۴۹)

کِیں جَہُولاں رَا زِ طَعن و دُور بَاد
ہَم بَدُنیَا کِیک دَرمَوزَہ فتَاد

ترجمہ: یہ پکّے جاہل دُنیا میں بھی لوگوں کے طعنہ اور دور باد کہنے کی وجہ سے مضطرب و بے قرار ہیں۔

(۱۵۰)

شَاں بَیگ جَائے زَمَانِ گِیر و دَار
ہَمچُو پَائے سُوخْتَہ نَامَد قَرَار

ترجمہ: یہ لوگ پکڑ دھکڑ (باز پرس) کے زمانہ میں ایک جگہ نہیں ٹھہرے جیسے پاؤں جلا ہوا آدمی بے قرار رہتا ہے۔

(۱۵۱)

تاجِ مِثلیّت گہے بر سر نہند
گہ خطابِ خاتمیّت می دِہند

ترجمہ: کبھی ان کی مثلیت کا تاج سر پر رکھتے ہیں (یہ کہتے ہیں کہ دوسرے طبقات زمین کے انبیا حضور اقدس کے مثل ہیں) اور کبھی خاتمیت کا لقب دیتے ہیں۔

(۱۵۲)

گاہ بِالذّات ست آں خَتم اَے ہُمام
گاہ بِالعَرَض آمد و تَخیِیلِ خَام

حل لغات: تخییل: خیال کرنا ☆ خام: کچا، کمزور، ناتجربہ کار

ترجمہ: کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم بالذات کہتے ہیں اور کبھی بالعرض گمان کرتے ہیں۔

(۱۵۳)

نو نیاز انِ کِتابِ اضطراب
اِیں چُنِیں گرد َنُد صدہا اِنْقِلَاب

حل لغات: نَو نیاز ان: نیا عاشق، وہ لڑکا جو نو عشق ہو ☆ اضطراب: بے قراری، بے چینی ☆ انقلاب: تغیر، زمانے کا گھومنا

ترجمہ: کتابِ اضطراب کے نئے عاشقوں نے اس طرح سیکڑوں بار اپنی بات کو بدلا۔

(۱۵۴)

اَندَرِیں فَنّ ہر کہ اُوستادی بوَد
کَے بِچَنْدِیں قلبہا قَانِع شَود

ترجمہ: اس فن (بات بدلنے) میں جو استاذ ہو، وہ اتنی تبدیلیوں پر کب قناعت کرے گا۔

(۱۵۵)

می رَسَد اَز وَے بہرِ فَرضے نَبِی
شُقّہ معزولی اَز پَیغمبری

حل لغات: شُقّہ: وہ رقعہ جو بادشاہ اپنے امرا کو کسی ضروری امر کے لیے لکھے، خط رقعہ، وہ کپڑا جو علم میں باندھتے ہیں، پھریرا ☆ معزولی: موقوفی، برطرفی

ترجمہ: اس کے ذریعہ نبی کو فرض کرنے تک اور رسول کو رسالت سے معزول کرنے تک پہنچ

گئے۔

(۱۵۶)

کہ قَنَاعَت کُن گُزشتہ اَز طَمع
بَر ہِدَایت حَسبِ عَزَّ مَنْ قَنَع

ترجمہ: لالچ سے دور رہ کر قناعت کر حسب ہدایت مقولہ ''عَزَّ مَنْ قَنَع'' جس نے قناعت اختیار کی وہ غالب ہوا۔

(۱۵۷)

اَز نَبُوَّت و زِ نُزُولِ جَبرَئِیل
قَصدِ مَا بُودَستُ اِرشَادُ السَّبِیْل

ترجمہ: لالچ کی وجہ سے دعوائے نبوت اور حضرت جبریل علیہ السلام کے نازل ہونے کے دعوے سے قناعت کرلے، اس نصیحت سے ہمارا مقصود سیدھا راستہ دکھانا ہے۔

(۱۵۸)

معنیِ شَمس اَست بَرگِ نَسْتَرن
مَوجِ عُمَّان شَرحِ نَسرِیْن وسَمَن

حل لغات: نَسترن ونَسرین: یہ دونوں ہم معنی ہیں سیوتی کا پھول یا اس کا درخت، سفید گلاب ☆ سَمَن: چمبیلی، یاسمین

ترجمہ: منکرین کی بے تکی باتیں ایسی ہیں کہ کوئی کہے شمس کا معنی برگِ نسترن ہے، یا یہ کہے کہ نسرین اور سمن کی شرح عُمّان کی موج ہے۔

(۱۵۹)

آہُوئے چِین ست مَقصُود اَز سَمَا
مَرحَبَا تَاوِیلِ اَطْہَر مَرحَبَا

ترجمہ: آسمان سے چین کی ہرن مراد ہے واہ بہت خوب کتنی پاکیزہ تاویل ہے۔

(۱۶۰)

اَلْغَرض سِیمَاب وَش دَر اِضْطِرَاب
صَد تَپِیدَن کَردَہ اِیں قَومِ عُجَاب

حل لغات: سیماب: پارہ ☆ وَش: خوب، نظیر، مانند ☆ تپیدن: تڑپنا، گرم ہونا

ترجمہ: الحاصل اس عجیب قوم نے جو اضطراب اور ایک حالت پر قائم نہ رہنے میں پارہ کے

مثل ہے اپنی بات میں سوطرح تبدیلی کی۔

(۱۶۱)

چند در کوے جبل بشتافتند
لیک راہِ مخلصی کم یافتند

ترجمہ: پہاڑ کی گھاٹیوں میں بہت بھاگے، دوڑے لیکن نجات کا راستہ نہیں پایا۔

(۱۶۲)

مَن فِدائے عِلمِ آں یکتا شوم
حبذا دانائے راز مُکتتم

حل لغات: مُکتتم: کتمۃ سے اپنے راز کو چھپانے والا

ترجمہ: میں اس بے مثل کے علم پر فدا ہو جاؤں واہ! راز مخفی کا جاننے والا کیا خوب ہے۔

(۱۶۳)

حبذا سِر و عِیاں دانائے مَن
حبذا ربِّ مَن ومولائے مَن

ترجمہ: بہت خوب ہے ظاہر اور پوشیدہ کو جاننے والا میرا آقا، بہت خوب ہے میرا پالن ہار اور میرا مولیٰ۔

(۱۶۴)

کرد ایمائے برِیں فِتنہ گری
قرنہا پیشِ از وُجودش درنبی

ترجمہ: اس فتنہ گری پر صدیوں پہلے قرآن مجید میں اشارہ کر دیا گیا۔

(۱۶۵)

احمدا بنگر کہ ایناں چوں زدَند
بہرِ تُو اَمثال از کُفر نژند

حل لغات: زَدَند: مصدر ''زدن'' مارنا ☆ نژند: پست، سرنگوں، سرگشتہ، غمگین، خفا، کھینچنا

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ فرمائیے! ان لوگوں نے اوندھے کفر کی وجہ سے کس طرح آپ کے امثال بیان کیے۔

(۱۶۶)

اُوفتادَند از ضَلاَلت دَرچَہے
پے نَبُردَند از عَمیٰ سُوے رَہے

حلِ لغات: افتادند: مصدر ''افتادن'' گر پڑنا

ترجمہ: گمراہی کی وجہ سے کنوئیں میں گر گئے، اندھے پن کی وجہ سے راستہ کی طرف نہیں پہنچ سکے۔

(۱۶۷)

تَا بکے گُوئی دِلا از اِین و آں
بَر دُعا کُن اِختِتَام اِیں بَیَاں

ترجمہ: کب تک اِین وآں کے بارے میں گفتگو کروگے، یہ بیان دُعا پر ختم کرو۔

(۱۶۸)

نَالہٗ کُن بَہرِ دَفعِ اِیں فَسَاد
اَز تَہِ دِل ''دُوْنَہٗ خَرْطُ الْقَتَادْ''

حلِ لغات: نالہ: فریاد، شور، فغاں ☆ خَرْطُ الْقَتَاد: یہ مشہور مثل اس چیز کے لیے کہی جاتی ہے جو مشقت کے بعد حاصل ہو۔

ترجمہ: اس فساد کے دور ہونے کے واسطے بارگاہِ خداوندی میں تہہ دل سے گریہ وزاری کر، یہ کام بہت دشوار ہے۔

(۱۶۹)

اَے خُدا اَے مِہرباں مَولاَئے مَن
اَے اَنِیسِ خَلْوَتِ شَبْہَائے مَن

حلِ لغات: اَنیس: انس رکھنے والا، دوست، ہم دم ☆ خلوَت: تنہائی، گوشہ نشینی، خواب گاہ

ترجمہ: اے خدا، اے مہربان، اے میرے آقا! اے میری راتوں کی تنہائیوں میں اُنس عطا فرمانے والے!

(۱۷۰)

اَے کَرِیم و کَارسَازِ بے نِیاز
دَائمُ الْاِحْسَاں شَہِ بَندَہ نَوَاز

ترجمہ: اے کرم فرمانے والے، بے نیاز کام بنانے والے، ہمیشہ احسان فرمانے والے،

بندوں کو نوازنے والے بادشاہ!

(۱۷۱)

اے بیادت نالۂ مرغِ سحر
اے کہ ذکرت مرہمِ زخمِ جگر

ترجمہ: اے وہ ذات کہ مرغ سحر کا نالہ تیری یاد میں ہے، اے وہ ذات کہ تیرا ذکر دل کے زخم کا مرہم ہے۔

(۱۷۲)

اَے کہ نامت راحتِ جان و دِلم
اَے کہ فضلِ تو کفیلِ مشکلم

ترجمہ: اے وہ ذات کہ تیرا نام میری جان و دل کے لیے چین وسکون ہے، اے وہ ذات کہ تیرا فضل میری مشکل کا کفیل ہے۔

(۱۷۳)

ہر دو عالم بندۂ اکرامِ تو
صد چو جانِ من فدائے نامِ تو

ترجمہ: دونوں جہان تیری حمد وثنا میں لگے ہوئے ہیں مجھ جیسی سیکڑوں جانیں تیرے نام پر قربان ہیں۔

(۱۷۴)

مَا خطَا آرِیم و تُو بخشِش کُنِیْ
نعرۂ اِنِّیْ غَفُوْرٌ مِیْ زَنِیْ

ترجمہ: ہم گناہ کریں اور تو معاف فرمائے، اِنِّیْ غَفُوْرٌ (میں بخشنے والا ہوں) کی صدا بلند کرے۔

(۱۷۵)

اَللّٰہ اَللّٰہ زِیں طَرف جُرم و خطَا
اَللّٰہ اَللّٰہ زاں طَرف رَحم و عطا

ترجمہ: اللہ اللہ اس طرف جرم اور خطا ہے، اللہ اللہ اس طرف سے مہربانی اور عطا ہے۔

(۱۷۶)

زِہر مَا خواہِیم و تُو شُکر دہی
خَیُر رَا دَانِیم شَر اَز گُمرَہی

حل لغات: خواہیم: خواہ، چاہ، مانگ☆ دَانِیم: عقل، دانش

ترجمہ: ہم زہر چاہیں اورتو شکر عنایت فرمائے، بھلائی کو ہم گمرہی کی وجہ سے برا سمجھیں۔

(۱۷۷)

تُو فِرستَادِی بِمَا رَوشَن کِتَاب
مِی کُنِیْ بَا مَا بَاَحکَامَت خِطَاب

حل لغات: فِرِستَادِی: مصدر ''فرستادن'' بھیجنا

ترجمہ: تونے ہمارے لیے روشن کتاب کو نازل کیا تو ہم سے اپنے احکامات کے آئینہ می خطاب فرماتا ہے۔

(۱۷۸)

اَز طُفَیلِ آں صِرَاطِ مُستَقِیم
قُوَّتے اِسلَام رَا دِہ اِے کَرِیم

ترجمہ: اس سیدھے راستے کے صدقے اے کریم! اسلام کو قوت عطا فرما۔

(۱۷۹)

بَہرِ اِسلَامے ہَزَاراں فِتنِہا
یَک مَہ و صَد دَاغ فَریَاد اَے خُدَا

ترجمہ: ایک اسلام کے لیے ہزاروں فتنے ہیں، اے اللہ! تیری بارگاہ میں فریاد ہے ایک چاند ہے اور سوداغ ہیں۔

(۱۸۰)

اَے خُدا بَہرِ جَنَابِ مصطفٰے
چَاریَارِ پَاک و آلِ بَاصَفَا

ترجمہ: اے خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے، چار پاک ساتھیوں (خلفاے راشدین) اور صاف ستھری آل کے صدقے!

(۱۸۱)

بَہرِ مَردَانِ رَہت اَے بے نِیَاز
مَردُماں دَر خواب اِیشاں دَر نَماز

حل لغات: بَہر: واسطے، لیے ☆ رَہت: رَہ، راستہ کے معنی میں ''ت''، ضمیر واحد حاضر بمعنی تیرا راستہ

ترجمہ: اے پاک بے نیاز! اپنی راہ کے ان باہمت لوگوں کے صدقے جن کی شان یہ ہے کہ دوسرے لوگ سوتے ہیں اور وہ نماز میں مشغول رہتے ہیں۔

(۱۸۲)

بَہرِ آبِ گِریَۂ تَر دَامناں
بَہرِ شُورِ خندَۂ طَاعَت کُناں

ترجمہ: گناہ گاروں کی ندامت کے آنسوؤں کے طفیل، ان اطاعت گزاروں کے صدقے جو تیری اس توفیق پر شادو مسرور ہیں۔

(۱۸۳)

بَہرِ اَشکِ گرمِ دُوراَں اَز نِگار
بَہرِ آہِ سَرد مَہجُوراَں زِیَار

حل لغات: نِگار: معشوق ☆ مَہجُوراَں: فراقِ یار میں گرفتار، چھوڑا گیا، جدائی کیا گیا، جدائی

ترجمہ: ان کے گرم آنسوؤں کے صدقے جو اپنے محبوب سے دور ہیں، ان کی آہِ سرد کے صدقے جو فراق یار میں گرفتار ہیں۔

(۱۸۴)

بَہرِ جَیبِ چَاکِ عِشقِ نَامُراد
بَہرِ خُونِ پَاکِ مَردَانِ جِہَاد

حل لغات: جَیب: گریبان، کیسہ ☆ چَاک: پھٹا ہوا، چرا ہوا

ترجمہ: ناکام عاشق کے پھٹے ہوئے گریبان کے صدقے، مجاہدین کے پاک خون کے صدقے۔

(۱۸۵)

پُر کُن اَز مَقصَد تَہِی دَامَانِ مَا
اَز تُو پَذِرفتَن زِ مَا کَردَن دُعَا

حل لغات: تہی: خالی ☆ دَامَان: دامن، آنچل، لٹکا ہوا حصہ

ترجمہ: ہمارے دامن کو گوہر مراد سے بھر دے، (اے مولی!) ہمارا کام دُعا کرنا ہے، قبول کرنا تیرا کام ہے۔

(۱۸۶)

ہِیچ مِی آید زِ دَستِ عاجِزاں
جُز دُعائے نِیم شَب اَے مُستُعاں

حل لغات: نِیم: آدھی، نصف ☆ مُستُعَان: مدد طلب کیا گیا

ترجمہ: اے مددگار رب! عاجزوں سے آدھی رات کو جاگ کر گریہ وزاری کرنے کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔

(۱۸۷)

بَلکِہ کارِ تُست اِجَابَت اَے صَمَدْ
وِیں دُعَا ہَم مَحض تَوفِیْقَت بوَد

ترجمہ: اے پاک بے نیاز! دُعا قبول کرنا تیرا کام ہے اور یہ دُعا بھی تیری توفیق ہی کا ثمرہ ہے۔

(۱۸۸)

مَا کہ بُودِیم و دُعائے مَا چِہ بُوَد
فَضلِ تُو دِل دَاد اَے رَبِّ وَدُود

ترجمہ: اے ربِّ ودود! ہم کس لائق ہیں اور ہماری دُعا کیا ہے، یہ بھی تیرا ہی فضل وکرم ہے کہ تو نے دل عطا فرمایا۔

(۱۸۹)

ذَرَّہ بَر رُوئے خَاک اُفتَادہ بُوَد
آفتابے آمد و روشَن نمود

ترجمہ: زمین پر پڑے ہوئے ذرے کو تو نے سورج کے ذریعہ روشن فرما دیا۔

(۱۹۰)

تکیہ بَر رَب کَرد عَبدِ مُستہَاں
اُوست بَس مَا رَا مَلاذ و مُستعَاں

ترجمہ: کمزور بندے نے اپنے رب پر بھروسہ کیا وہ ہمارے لیے کافی ہے پناہ گاہ اور مددگار۔

(۱۹۱)

کِیست مولائے بہ از ربِّ جَلِیل
حَسۡبُنَا اللهُ رَبَّنَا نِعۡمَ الۡوَكِيۡل

ترجمہ: اللہ رب العزت سے بہتر کون مددگار ہوسکتا ہے، ہم کو اللہ ہی کافی ہے، وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

(۱۹۲)

چُوں بدِیں پایہ رَسَانُدم مثنوِی
بہ تمَامَش برکلامِ مَولوی

ترجمہ: جب میں نے مثنوی اس مقام پر پہنچائی، تو اس کی تمامیت حضرت مولانا روم کے کلام پر بہتر ہے۔

(۱۹۳)

تَا خِتَامہ مِسک گُویند اہلِ دِیں
زانکہ مُشک ست آں کلامِ مُستَبِیں

ترجمہ: تا کہ اہلِ دین کہیں کہ مشک کے ذریعہ مہر لگائی گئی ہے، کیوں کہ وہ (حضرت مولانا روم کا) روشن کلام مشک کی طرح ہے۔

(۱۹۴)

چوں فتَاد از روزَنِ دِل آفتاب
ختم شُد وَاللهُ اَعۡلَمُ بِالصَّوَاب

ترجمہ: جب روزنِ دل سے آفتاب کی کرنیں پھوٹ نکلیں اور انوارِ معانی سے دل منور ہوگئے تو مثنوی بھی ختم ہوگئی، اللہ تعالیٰ درستی کو خوب جانتا ہے۔

☆☆☆

سید وجاہت رسول قادری اور فروغ رضویات
ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی خدمات کے تناظر میں

غلام مصطفیٰ رضوی
[نوری مشن مالیگاؤں]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلاف کے مسلک ومنہج کی مدلل انداز میں ترجمانی ونمائندگی کی۔ آپ نے اپنے عہد میں نو پید فتنوں کا علمی محاسبہ کیا۔ ان پر شرعی حکم عائد کر کے سرمایۂ ملت کی نگہ بانی کی۔ آپ کی ذات اہلِ حق کی پہچان اور سُنیّت کا معیار بن گئی ہے۔ آپ کی خدماتِ علمیہ دانش گاہوں اور تحقیقی اداروں کا محور ومصدر ٹھہریں۔ آج عالم یہ ہے کہ جہانِ علم وفضل میں کارِ رضا، فکرِ رضا، یادِ رضا اور ذکرِ رضا کی دھوم ہے۔ ہر بزم میں اعلیٰ حضرت کا چرچا ہے۔ ہر فن کی بلندی پر فکرِ رضاؔ کا علَم لہرا رہا ہے۔ ہر جہت میں کارِ رضا کی گونج ہے۔ ہر گلشن میں بریلی کے گُلِ ہزارہ کی خوشبو ہے ؎

ملکِ سُخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

عالمی سطح پر علمی انداز میں اعلیٰ حضرت کی خدمات کی ترسیل وتوسیع کے لیے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی کی خدمات آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ ادارہ نے اپنے سرپرستوں، بانیوں اور مشیروں کی رہبری میں فتوحات کے کئی پڑاؤ نصب کیے۔ کامیابیوں کے کئی پھریرے بلند میناروں پر لہرائے۔ جس کی روشنی میں بزمِ علم وفضل نہا گئی اور نغماتِ رضاؔ سے جہانِ سُنیّت گونج گونج اُٹھا ؎

گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کا قیام وضرورت: ۱۹۷۹ء میں حضرت سید ریاست علی قادری بریلی شریف تشریف لے گئے، واپسی میں حدیث وفقہ پر لکھے گئے اعلیٰ حضرت کے حواشی بشکلِ مخطوطہ ساتھ لائے۔ کراچی پہنچے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات کی۔ دورانِ ملاقات ان مخطوطات پر کام کے سلسلے میں تبادلۂ خیال ہوا۔ ڈاکٹر موصوف نے ایک تحقیقی ادارہ کے قیام پر زور دیا۔ اعلیٰ حضرت پر علمی کام کے لیے باقاعدہ فکر سازی ہوئی۔ ۱۹۸۰ء میں ''ادارۂ معارفِ رضا'' سے فروغِ فکرِ اعلیٰ حضرت کا سفر شروع ہوا۔ جسے باقاعدہ ''ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا'' کا نام دیا گیا۔ ابتدا سے ہی حضرت سید وجاہت رسول قادری اس کارواں میں شریک رہے۔ پہلا رسالہ جو اعلیٰ حضرت کا شائع ہوا وہ ''رسالہ در علم لوگارثم'' تھا۔ جس پر شان دار مقدمہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی نے

لکھا۔ اشاعت ۱۹۸۰ء میں ہوئی۔ شیخ حمید اللہ قادری حشمتی کی بھی ابتدا سے ہی ادارہ پر توجہ رہی۔ سید ریاست علی قادری صدر نشیں ہوئے۔

اسی سال مجلہ ''معارفِ رضا'' کی تاسیس کی گئی۔ جس کا نام مؤرخ و مترجم علامہ شمسؔ بریلوی نے تجویز کیا۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے تمام تر مواد محققانہ، علمی اور تحقیقی ہوتے۔ جس کا حوالہ اپنی نگارشات میں اہلِ علم و تحقیق اب تک دیتے چلے آرہے ہیں۔ مجلہ کی اشاعت سے بزم میں روشنی پھیل گئی۔ شرق و غرب میں اعلیٰ حضرت کے افکار کا غلغلہ بلند ہوا۔ چراغ سے چراغ جلنے لگے۔ پہلے مجلہ معارفِ رضا کے ابتدائیہ میں یہ عبارت درج ہے کہ:

''ہمیں محترمی جناب سید شاہ تراب الحق قادری، جناب سید وجاہت رسول قادری اور جناب ایچ آر خاں صاحب کا خصوصیت سے ذکر کرنا ہے کہ ان حضرات نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون فرمایا ہے؛ اور ہماری توقعات سے بڑھ کر ہماری مدد فرمائی ہے۔''

(مجلہ معارفِ رضا ص ۵، ۱۹۸۰ء کراچی، تاریخ وکارکردگی ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، ڈاکٹر مجید اللہ قادری، ص ۱۱، ۲۰۰۵ء)

منزل بہ منزل: ادارہ کا قیام عمل میں آیا۔ لوگ ساتھ آتے گئے۔ کارواں تشکیل پاتا گیا۔ افراد جُڑتے گئے۔ کام کی رفتار بڑھتی چلی گئی۔ ابتدا ہی میں حضرت سید وجاہت رسول قادری شامل ہوئے۔ کام سے منسلک ہوئے۔ اعلیٰ عہدے پر فائز تھے ہی؛ ادارہ میں بھی آپ کی سرگرمی بڑھتی گئی۔ رونق دوبالا ہوئی۔ سید ریاست علی قادری کے دست راست ہوئے اور بعد از وصال صدر نشیں ہوئے۔

[۱] سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد ہونے لگا۔ جس میں علما، مشائخ، ججس، بیرسٹر، وکلا، پروفیسرز، طلبہ اور عمائدین و ماہرینِ علم و فن جمع ہوتے۔ مقالے پڑھے جاتے۔ تدابیر تیار کی جاتیں۔ اشاعت کے نئے نئے منصوبے بنتے۔ علمی کام کیے اور کروائے جاتے۔ کانفرنس کے موقع پر منظور حسین جیلانی کی تجویز پر ''مجلہ امام احمد رضا کانفرنس'' کی اشاعت بھی عمل میں لائی گئی؛ جس کے لیے ساری دُنیا کی مقتدر ہستیوں سے اعلیٰ حضرت پر تاثرات اور کانفرنس کے لیے پیغامات لکھوائے جاتے۔ جس کے خوش گوار اثرات رونما ہوئے کہ اعلیٰ حضرت پر مختلف میادین کے ماہرین نے اظہارِ خیال کیا اور بارگاہِ رضاؔ میں محبتوں کا خراج، عقیدتوں کا توشہ نذر کیا۔

[۲] مجلہ معارفِ رضا پابندی سے چھپنے لگا۔ اردو کے ساتھ ہی عربی و انگریزی میں بھی چھپنے لگا۔

[۳] بعد میں معارف رضا (اردو) ماہ نامہ کے بطور چھپنے لگا، راقم کی بھی تحریریں مسلسل چھپ رہی ہیں۔

[۴] ہر سال فکرِ رضا پر تحقیقی انداز میں کتابوں کی اشاعت ہونے لگی، اردو کے ساتھ ہی عربی و انگریزی میں بھی اشاعت کا سلسلہ دراز ہوا۔ پھیلتا چلا گیا۔ غبار چھٹتے گئے۔ جھوٹ کی تہیں چاک ہونے لگیں۔ سچ

اُبھرنے لگا۔ چھانے لگا۔ صبح نمودار ہوئی۔

[۵] جامعات و یونیورسٹیز میں پی ایچ ڈی وایم فل کے لیے مقالات لکھے جانے لگے۔ ادارہ کی رہنمائی و رہبری ہر مقام پر شامل رہی۔ سید وجاہت رسول قادری نے مواد کی فراہمی کے لیے ہمیشہ تن دَہی و فراخ دلی کا مظاہرہ کیا۔ از خود مواد کے لیے رہنمائی کرتے اور بذریعۂ ڈاک یا دَستی اسکالرز تک مٹیریل پہنچاتے۔ اس پہلو سے انڈیا کے اکثر محققین گواہ ہیں کہ جب بھی کسی عنوان پر ریسرچ کے لیے ان سے رابطہ کیا گیا؛ بروقت تعاون فراہم کیا۔ خاکہ میں مدد دی۔ اعلیٰ حضرت پر کام کے لیے عنوان کا تعیین کیا۔ پھر عنوان کی منظوری سے مقالہ کی تکمیل تک۔ Thesis کی تیاری میں مسلسل رابطہ قائم رکھتے ہوئے ہر ممکن اعانت کرتے۔ راقم نے خود کئی عناوین پر مقالہ نویسی میں سید وجاہت رسول قادری صاحب سے مدد لی۔ آپ نے کتابوں کے سیٹ بھیجے۔ حوصلہ افزائی کی۔ ترسیل کے اخراجات خود کرتے اور کتابیں فوراً بھیجتے۔

معارفِ امام احمد رضا کانفرنس: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے قیام سے ہی امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد کا دائرہ وسیع ہوتا رہا۔ پہلے ملکی سطح پر کانفرنس ہوتی رہی۔ پھر عالمی سطح پر ہونے لگی۔ ان کانفرنسوں میں بڑی بڑی شخصیات نے شرکت کی۔ صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری کی صدارت نے کام کو پختگی عطا کی۔ آپ نے حضرت سید ریاست علی قادری کی نیابت خوب ادا کی۔ ان کے منصب و مشن کی تقویت کا سامان مہیا کیا۔ ٹیم فعال تھی۔ افرادی قوت میسر تھی۔ ارادے نیک تھے۔ چشم و چراغِ خانوادۂ اعلیٰ حضرت مفتی تقدس علی خاں بریلوی کی دُعائیں ساتھ تھیں۔ مقاصد میں کامیابی ملتی گئی۔ ذکر تھا کانفرنسوں میں شریک مشاہیر شخصیات کا، جن میں نمایاں شرکا کے نام یہاں ذکر کیے جاتے ہیں، جن کی زینت سے بزم میں سیکڑوں چراغ جَل اُٹھے اور آج بھی بزمِ رضاؔ میں کلامِ رضاؔ کے نغموں کی گونج ہے:

۱۔ حضور پیر سید طاہر علاءُالدین القادری الجیلانی

۲۔ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری (بریلی شریف)

۳۔ حضور سرکارِ کلاں مولانا سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی (کچھوچھہ شریف)

۴۔ حضرت سید یوسف ہاشم الرفاعی (سابق وزیر اوقاف کویت)

۵۔ علامہ شمسؔ بریلوی

۶۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

۷۔ علامہ ارشد القادری

۸۔ علامہ شاہ احمد نورانی

۹۔ خواجہ ابوالخیر عبداللہ جان نقشبندی مجددی

۱۰۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی

۱۱۔ علامہ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی

۱۲۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری

۱۳۔ مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری (شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ)
۱۴۔ پروفیسر ڈاکٹر شیخ حازم محمد احمد المحفوظ الازہری (استاذ شعبۂ اردو ادب، الازہر یونیورسٹی مصر)
۱۵۔ مفتی محمد نصر اللہ خان افغانی (سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ افغانستان)
۱۶۔ مفتی محمد حنیف خان رضوی مصباحی ۱۷۔ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی
۱۸۔ ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم مصباحی ۱۹۔ مولانا یٰسین اختر مصباحی
۲۰۔ ڈاکٹر مفتی مکرم احمد نقشبندی (شاہی امام مسجد فتح پوری دہلی)
۲۱۔ پروفیسر شاہ فرید الحق ۲۲۔ خواجہ رضی حیدر
۲۳۔ پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد (سابق صدر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)
۲۴۔ پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی (صدر شعبۂ فزیالوجی، کراچی یونیورسٹی)
۲۵۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی ۲۶۔ پروفیسر ڈاکٹر محمود حسین بریلوی
۲۷۔ ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم مارہروی ۲۸۔ پروفیسر سید عبدالرحمٰن بخاری

کانفرنسوں کے انعقاد کا سلسلہ کراچی، لاہور و اسلام آباد میں ہوا۔ عالمی سطح پر کئی ملکوں میں تحقیقی کانفرنسوں کا اہتمام ہوا۔ اب تک ادارہ کے زیر اثر کانفرنسوں کا انعقاد ہو رہا ہے۔ ایک اہم شروعات ادارہ نے یہ کی کہ اعلیٰ حضرت پر جامعات میں ریسرچ کرنے والے اسکالرز کو ''امام احمد رضا گولڈ میڈل'' پیش کرنا شروع کیا۔ خود ہند کے کئی اسکالرز اس میڈل سے سرفراز ہو چکے ہیں۔ کچھ دقتوں کے باعث اِدھر کچھ مدت سے سید وجاہت رسول قادری ہند نہ آسکے۔ راقم کو کئی مرتبہ موصوف نے کہا کہ ہند میں اعلیٰ حضرت پر تحقیق کا مرحلۂ شوق طے کرنے والے متعدد اسکالرز کے گولڈ میڈل ادارہ میں رکھے ہوئے ہیں؛ جنھیں ان تک پہنچانا ہے۔ راقم نے اِس سلسلے میں اپنی سی کوشش کی لیکن کامیابی نہ مل سکی۔ سالِ گزشتہ ڈاکٹر امجد رضا امجدؔ سے میری اس سلسلے میں گفتگو بھی ہوئی تھی کہ سید وجاہت رسول قادری صاحب نے آپ سمیت متعدد محققین رضویات کے میڈلز کا مجھ سے ذکر کیا تھا۔

سید وجاہت رسول قادری نے کانفرنسوں میں جو خطباتِ استقبالیہ پیش کیے۔ وہ اعلیٰ حضرت پر علمی اعتبار سے اہمیت کے حامل ہوتے تھے، جن کا تجزیہ ایک وسیع مقالہ کا متقاضی ہے۔ کوئی صاحبِ قلم اِن جہتوں سے جائزہ لے سکتا ہے: اعلیٰ حضرت پر علمی کام کی ضرورت: تحقیقی سفر میں مشاہدات کے اوراق، منزل بہ منزل رضویات کا پڑاؤ، بحیثیت فرع علم مطالعہ رضویات، اسلوبِ تحقیق کی عصری معنویت۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے منصوبوں کو عملی شکل دینے کے لیے مال واَسباب اور وسائل کی فراہمی کے لیے بھی سید وجاہت رسول قادری نے اراکین کے ساتھ مل کر جدوجہد کی۔ کتابوں کی

اشاعت کی راہ ہموار کی۔ معارفِ رضا میں مدتوں اداریہ لکھا جو حال کے شامیانے میں فکر رضاؔ کی روشنی میں تاباں مستقبل کی طرف رہنما ہوتے تھے۔

تاباں وجاہتیں: ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے سفر میں نشیب و فراز بھی آئے، لیکن ادارہ استقامت کے ساتھ منزل کی سمت گامزن رہا۔ ۳؍جنوری ۱۹۹۲ء میں صدرِادارہ سید ریاست علی قادری کا وصال اسلام آباد میں ہوا، یہ زخم بہت شدید تھا۔ پھر اب سید وجاہت رسول قادری کا وصال ۲۶؍ جنوری ۲۰۲۰ء/ ۳۰؍جمادی الاول ۱۴۴۱ھ کو ہوا جو تازہ زخم ہے۔ سید وجاہت رسول قادری کو فروری ۱۹۹۲ء میں سید ریاست علی قادری کے وصال کے بعد ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا صدر منتخب کیا گیا۔ آپ نے اپنے منصب کو بحسن وخوبی انجام دیا۔ ۱۹۹۳ء کی ایک تحریر میں وجاہت صاحب ادارہ کی خدمات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''یہ سعادت ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے حصہ میں آئی کہ وہ امام احمد رضا محدث بریلوی کے فکر و مشن کو عام کرنے میں ہمہ تن مصروف ہے۔ ناشر رضویات سید ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے ۱۳؍سال قبل جس مشن کی داغ بیل ڈالی تھی، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی شکل میں؛ آج الحمدللہ وہ ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اور اس کے ثمرات ملکی و بین الاقوامی سطح پر ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ امام احمد رضا محقق بریلوی کے معاندین وحاسدین کا قائم کردہ غلاف تارِ عنکبوت کی طرح تارتار ہونا شروع ہو گیا ہے۔ رات کی ظلمت چھٹ رہی ہے، جوں جوں صبح ہوتی جا رہی ہے، کھوٹے سکوں میں سے کھرے سکے کی پہچان ہوتی جا رہی ہے اور اس بیش قیمت ہیرے کی چکا چوند سے آنکھیں خیرہ ہو رہی ہیں۔'' (مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۳ء، ص ۱۱-۱۲)

ادارہ نے اپنا ایک شعبہ برائے مطبوعات ''المختار پبلی کیشنز'' قائم کیا۔ جہاں سے عربی، اردو، انگریزی، فارسی اور سندھی میں کتابیں ترجمہ ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں۔ یوں ہی مشنِ امام احمد رضا استقامت فی الدین واخلاقی خوبیوں کی تعمیر کے تئیں اصلاحی واخلاقی لٹریچر بھی منظر عام پر آئے۔ کئی کتابیں تو خود سید وجاہت رسول قادری نے تحریر فرمائیں۔ جن کی فہرست آگے ذکر کی جائے گی۔

دورۂ قاہرہ مصر: سید وجاہت رسول قادری نے علامہ عبدالحکیم شرف قادری کے ساتھ فروغِ رضویات کی غرض سے جامعۃ الازہر قاہرہ مصر کا دورہ کیا۔ یہ سفر ۶؍ستمبر ۱۹۹۹ء کو شروع ہوا۔ ۱۷؍روزہ دورہ میں کئی اہم تقاریب مختلف شعبوں کے اسکالرز کے ساتھ منعقد کی گئیں۔ بالخصوص شیخ الازہر سے بڑی اہم ملاقات رہی؛ جس میں اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ کنزالایمان سے متعلق ان کا مثبت تاثر اور اعلیٰ حضرت کی تصانیف سے متعلق اظہارِ خیال اہمیت وافادیت کے حامل ہیں۔ اسی دورہ میں ایک اہم

تقریب جامعۃ الازہر کے کیمپس میں منعقد کی گئی؛ جس میں اعلیٰ حضرت پر علمی کام کرنے والی درج ذیل شخصیات کو گولڈ میڈل سے نوازا گیا:

ا۔ دکتور حسین مجیب المصری ۲۔ دکتور فوزیہ عبدربہ ۳۔ دکتور رزق مرسی ابوالعباس ۴۔ شیخ حازم محمد المحفوظ

اسی تقریب میں مصر سے شائع ہونے والی کتاب ''المنظومۃ السلامیۃ'' (سلامِ اعلیٰ حضرت ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کا عربی ترجمہ) شرکائے بزم کو پیش کی گئی، جسے دکتور حسین مجیب مصری نے ترجمہ کیا ہے۔ اسی سفر میں جامعہ عین الشّمس قاہرہ کی مختلف کلیات میں اعلیٰ حضرت نیز دیگر علمائے اہلسنّت کی ۵۷۳؍ کتابیں عطیہ کی گئیں۔

عرب دُنیا میں اعلیٰ حضرت کی مقبولیت پر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی کتاب ''امام احمد رضا اور عالم اسلام'' اور ''امام احمد رضا اور دُنیائے عرب'' کا مطالعہ کریں۔ یا راقم کا مقالہ ''امام احمد رضا: تحقیق کے آئینے میں'' (مشمولہ یادگارِ رضا، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئ) کا مطالعہ مفید ہوگا۔

جنوری ۲۰۰۱ء میں عالمی میلاد کانفرنس کا انعقاد کراچی میں ہوا، برکاتی فاؤنڈیشن نے اس کا اہتمام کیا، تو اس موقع پر عرب وعجم کے سیکڑوں علما مدعو کیے گئے۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی طرف سے علما و مشائخ کے استقبال کے لیے ایک پروگرام حضرت سید وجاہت رسول قادری کی نگرانی میں ہوٹل ریجنٹ پلازہ میں منعقد کیا گیا، جس میں علمائے عرب نے اعلیٰ حضرت کی خدمات پر کھل کر تاثرات پیش کیے۔

۱۴۲۲ھ میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کا صد سالہ جشن منایا گیا۔ ادارہ کا ایک مؤقر وفد سید وجاہت رسول قادری کی سربراہی میں عازم ہند ہوا۔ بریلی شریف میں ہونے والے عالمی جشن میں شرکت کی۔ اعلیٰ حضرت پر ہند میں ہونے والے علمی کاموں کا جائزہ لیا۔ بعد کو صد سالہ جشن منظر اسلام کا آنکھوں دیکھا حال کے زیرعنوان سید صاحب نے اس کی روداد لکھ کر شائع کی۔ اس سفر میں بھی کارِ رضا پر کئی اہم نشانات طے کیے گئے۔ کئی مشاہدات کے اَوراق روشن ہوئے۔ اس موقع پر خانقاہِ رضویہ بریلی شریف نے ادارہ سے وابستہ چار شخصیات کو اعزاز واعترافِ خدمات سے نوازا؛ ان میں سید وجاہت رسول قادری بھی شامل ہیں، چار شخصیات کے نام اس طرح ہیں جنھیں وثیقۂ اعتراف وشیلڈ تفویض ہوئی:

ا۔ صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری ۲۔ حضرت علامہ شمس بریلوی

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ۴۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

سید صاحب نے معارفِ رضا کا خصوصی شمارہ ۴۲؍ مقالات پر مشتمل ''صد سالہ جشن دارالعلوم منظر اسلام بریلی'' شائع کیا۔ اسی موقع پر ایک کتاب بھی بعنوان ''دارالعلوم منظر اسلام'' شائع کی گئی جس میں سید وجاہت رسول قادری اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے مقالات شامل تھے۔ اس

سال دارالعلوم منظر اسلام کی تعلیمی خدمات کے تناظر میں کئی اشاعتی کام رضویات کے زیرعنوان ادارہ سے ہوئے، جن میں تین کتابیں سید وجاہت رسول قادری نے تحریر کیں۔

تصانیف: سید صاحب کو تحریر و تصنیف سے گہرا شغف تھا۔ نثر عمدہ، سلیس، رواں دواں تھی۔ اسلوب دل کش اور محققانہ تھا۔ آپ کی تصانیف کی فہرست یہاں پیش کی جاتی ہے:

۱۔امام احمد رضا اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت	۲۔تاریخ نعت گوئی میں امام احمد رضا کا مقام
۳۔تذکرہ مولانا سید وزارت رسول قادری	۴۔دارالعلوم منظرِ اسلام
۵۔اصلاحِ معاشرہ	۶۔رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم امن واخوت کے داعی اعظم
۷۔اسوۂ حسنہ کے چراغ	۸۔اسلام میں عدل واحسان کا تصور
۹۔خانوادۂ نبوت کا اسوۂ حسنہ	۱۰۔حقیقت عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
۱۱۔فروغِ صبحِ تاباں (مجموعۂ کلام)	۱۲۔معلم کائنات
۱۳۔کنزالایمان کی عرب دُنیا میں پذیرائی	۱۴۔اصلاحِ معاشرہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشنی میں
۱۵۔امام احمد رضا کا اسلوبِ تحریر و تحقیق	۱۶۔اہلِ تصوف کا تصورِ جہاد
۱۷۔امام احمد رضا اور انٹرنیشنل جامعات	۱۸۔لال قلعہ سے لال مسجد تک
۱۹۔فضیلتِ اعتکاف	۲۰۔Imam Ahmed Raza Barelvi
۲۱۔معارفِ اسلام	۲۲۔سفرنامۂ قاہرہ
۲۳۔سفرنامۂ بنگلہ دیش	

سال نامہ معارفِ رضا، ماہ نامہ معارفِ رضا کے اداریے، شذرے، تبصرے، تجزیے اور مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کے ابتدایے بھی اِس قدر جامع ہیں کہ جنھیں مرتب کیا جائے تو کئی جلدیں بن جائیں۔

آپ نے شمع علم روشن کی۔ فروغِ رضویات کی کئی مہم سر کیں۔ مینارِ رضا سے جو روشنی لی وہ تا حیات بانٹتے رہے۔ اُجالے پھیلاتے رہے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دلوں میں جگاتے رہے۔ جذبات کو تازگی فراہم کرتے رہے۔ دُشمنانِ ناموسِ رسالت سے بچنے کی تلقین کرتے رہے۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تقویت کا ساماں کرتے رہے۔ انھیں کی بارگاہ میں انھیں کے اشعار نذر کرتے ہوئے قلم کو روکتا ہوں ؎

اویسی جنت الفردوس میں پہنچے یہی کہتے
ترے دُشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نصابِ عشق تاباںؔ ہے ہمارا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
ترے دُشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

☆☆☆

یادِ رفتگاں

اِس ایک سال میں درجنوں اہم شخصیات بالخصوص علما و مشائخ ہم سے رخصت ہو گئے۔ جن کی رحلت ایک عظیم سانحہ اور باعث حزن و ملال ہوئی۔ ایسی چند شخصیات کا تذکرہ بزمِ یادگارِ رضا میں کرتے ہیں جن کی خدمات کی خوشبو سے گلشن علم معطر ہے۔ جن کے نقوش مشعلِ راہ ہیں؛ ایسے نیک طینت افراد کے لیے اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا ؎

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف

۶/اگست ۲۰۲۰ء بروز جمعرات خلیفۂ حضور مفتی اعظم اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف ناگپور کی سرزمین پر وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔ آپ نے ہند و بیرونِ ہند خدمتِ دین وسنیت اور فروغِ مسلک اعلیٰ حضرت کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا۔ بارگاہِ حضور مفتی اعظم کے تربیت یافتہ تھے۔ عظیم شیخ طریقت تھے۔ آپ کی زبان و بیان میں وہ تاثیر تھی کہ لوگ تائب ہوتے، دل کی دُنیا میں خوش گوار انقلاب آتا، سنتوں کی بہاروں سے گلشن حیات معطر ہو جاتا۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والا آدمی خوش نصیب ہوتا۔ خوش الحال بھی تھے، خوش بیاں بھی۔

چہرہ ایسا کہ جسے دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔ لوگ دیدار کو آتے۔ کتنے ہی بدعقیدہ تائب ہوتے۔ عقائد اہلسنّت کی مبارک راہ پر گامزن ہوتے۔ آپ کے ذریعے بلاشبہ کثیر افراد کی اصلاح ہوئی۔ راقم نے درجنوں مقامات پر اجلاس میں شرکت کی۔ مجمع اُمڈتا پایا۔ گفتگو کے وسیع اثرات دیکھے۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی اشاعت کا مبارک سفر طے ہوتا رہا۔ دل بدلتے رہے۔ فکریں اُجلی ہوتی رہیں۔ میل دُھلتے رہے۔ خیالات کی وادیاں ایمان کی بارانِ رحمت سے سیراب ہوتی رہیں۔ آپ جہاں جاتے تحفظِ عقیدہ کا پیغام دیتے۔

حضور اشرف الفقہاء شارح کلام رضاؔ تھے۔ خطابت کی بزم سجتی۔ خطبہ پڑھتے۔ درودوں کی نذریں پیش کرتے۔ پھر اعلیٰ حضرت کا ایک شعر پڑھتے۔ اس کی توضیح وتشریح فرماتے۔ وقت ختم ہو جاتا، تشریح تمام نہ ہوتی۔ متعلقہ شعر کی توضیح میں کتاب وسنت کے دلائل پیش کرتے۔ تشریح کے ضمن میں مثالیں قائم کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے بہاریں چھا رہی ہوں۔ بادل گھر رہے ہوں۔ نزولِ رحمت ہو رہا ہو۔ بادِ صبا چل رہی ہو۔ لفظ لفظ یوں معلوم ہوتے جیسے موتیوں کی مالا یا پھولوں کا گجرہ!

سامع کھو جاتے۔ جب آیت قرآنی کی تلاوت فرماتے۔لحن داؤدی سے فضا روح پرور ہو جاتی۔طبیعتیں چاہتیں کہ تلاوت فرماتے رہیں، ہم سنتے رہیں۔ ہر ذرہ ہم نوا نظر آتا۔توضیح وتفہیم میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات بھی بیان کرتے۔درسِ عمل دیتے۔عقیدے کی تقویت کا پیغام ازبر کراتے۔

آپ کی مجالس بیعت بھی توبہ و استغفار کی ترغیب میں ہوتیں۔ جہاں مسلکِ حق پر استقامت کے جام پلائے جاتے۔حضور اشرف الفقہاء کا وصال بزم سُنّیت کو سوگوار کر گیا۔آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے اور آپ کے مواعظ وارشادات پر عمل کا جذبہ صالح دے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا محمد حسین صدیقی ابوالحقانی

آپ کا وصال ۱۲؍ستمبر ۲۰۲۰ء کو ہوا۔آپ سنجیدہ خطیب تھے۔فکر رضا کے داعی اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے مخلص مبلغ تھے۔ اشعارِ رضا ہر تقریر کا حصہ بنتے۔تشریحات سے ایمان تازہ ہوتا۔حدیث شریف سے ہر عنوان سجے ہوتے اور ایمان وعمل کی اصلاح کا سامان فراہم ہوتا۔فریدؔی مصباحی نے دل لگتی بات کہی ؎

تیری تقریر تھی گستاخِ نبی پر بجلی
اے خطابت کے شہنشاہ ابوالحقانی

روایتی طرزِ خطابت سے دور تھے۔گفتگو پر مغز اور مدلل ہوتی۔احادیث کے ذخائر پر گہری نگاہ تھی۔عقائد اہلسنّت کو استدلال سے مرصع کرتے۔ایمان کی پختگی کا درس ہر خطاب سے ظاہر ہوتا۔آپ کی ذات نئی نسل کے لیے بزمِ خطابت میں مشعلِ راہ ہے۔

ڈاکٹر مولانا محب الحق قادری

۲۹؍جولائی ۲۰۲۰ء کی صبح آپ کی رحلت کی اطلاع ملی۔آپ شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ کے فرزند گرامی تھے۔کامیاب طبیب ومعالج تھے۔علمی کاموں سے شغف تھا۔۱۶؍جون ۲۰۱۹ء کو پونے میں نیشنل سیمینار آن امام احمد رضا میں آپ نے تلامذۂ اعلیٰ حضرت پر پُر مغز مقالہ پیش کیا تھا؛ یہیں آپ سے راقم کی ملاقات ہوئی۔آپ کا وصال علمی بزم کا اہم نقصان ہے۔

سید وجاہت رسول قادری

۲۶؍جنوری ۲۰۲۰ء کو ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے روح رواں حضرت سید وجاہت رسول قادری رحلت فرما گئے۔آپ معارف رضا کراچی کے مدیر تھے۔رضویات کے عالمی ناشر تھے۔محقق ومصنف تھے۔درجن بھر سے زیادہ کتابیں یادگار ہیں۔مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت

سے شغف تھا۔ صاف ستھرا شعری و ادبی ذوق رکھتے تھے۔ بریلی شریف سے عقیدتوں کا رشتہ تھا۔ اسی نسبت سے جہان بھر میں روابط تھے۔ راقم سے بہت محبت سے پیش آتے۔ قلمی کام کو سراہتے۔ الحاج محمد سعید نوری کی خدمات کو تہنیت پیش کرتے۔ دعائیں دیتے۔ کام کی ترغیب دیتے۔ رضا اکیڈمی کی اشاعتی خدمات پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے۔ فکر رضا کے اشاعتی مشن کے سلسلے میں جہاں جہاں چراغ جلتے اس کی روشنی کو عام کرتے۔

صوفی افتخار احمد نوری (نوری نگر الہ آباد)

۱۱؍محرم الحرام ۱۴۴۲ھ/۳۱؍اگست ۲۰۲۰ء خلیفۂ حضور مفتی اعظم صوفی افتخار احمد نوری انتقال فرما گئے۔ آپ مخلص، متقی، ملیح اور نیک طینت بزرگ تھے۔

محبوب العلماء والمشائخ محبوب مینا شاہ

محبوب العلماء والمشائخ آل رسول سید عبدالعزیز الحاج محبوب مینا شاہ (سجادہ نشین دربار عالیہ حضور اکرام مینا شاہ/ بانی و مہتمم مدرسہ امیر العلوم مینائیہ گونڈہ) ۲۹؍محرم الحرام ۱۴۴۲ھ کو رحلت فرما گئے۔ آپ نے مساجد و مدارس اہلسنّت کی تعمیر میں اہم رول ادا کیا۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے مخلص داعی اور سرگرم عالم اہلسنّت تھے۔ متبع شریعت شیخ طریقت تھے۔ جن کی رحلت یقیناً جماعت اہلسنّت کا بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے.... حضرت کا تعلق سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کے بزرگ حضرت قاضی ضیاء الدین عرف شیخ جیا رحمۃ اللہ علیہ (نیوتنی شریف، ضلع اناؤ، یوپی) کے خانوادہ سے ہے، شجرۂ عالیہ میں جن کے طفیل یوں دعا کرتے ہیں۔

خانۂ دل کو ضیا دے روے ایماں کو جمال
شہِ ضیا مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

الحاج عبدالغفار بابو بھائی (رضا اکیڈمی ممبئی)

رضا اکیڈمی ممبئی کے فعال رکن الحاج عبدالغفار رضوی بابو بھائی ۷؍مئی ۲۰۲۰ء بوقت شام جہانِ فانی کو الوداع کہہ گئے۔ موصوف نے رضا اکیڈمی ممبئی کے توسط سے دینی، علمی، اشاعتی اور سماجی طور پر بڑی اہم خدمات انجام دیں۔ سربراہ رضا اکیڈمی الحاج محمد سعید نوری صاحب نے کہا کہ: ''بابو بھائی کی اہم خوبی اخلاص اور خدمتِ دین کا جذبۂ صالح ہے۔ جو تادمِ آخر قائم رہا۔ وہ حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عاشق صادق تھے اور ان کے مشن کے مخلص داعی۔ ان کا رُخصت ہوجانا نہ صرف میرا ذاتی نقصان بلکہ رضا اکیڈمی کا نقصان ہے۔ آپ نہایت وجیہ تھے، دراز قد تھے۔ جو پہلی بار دیکھتا آپ کی مقناطیسی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ جاتا۔ آہ! افسوس آج وہ ہمارے درمیان نہ رہے۔''

خواجہ محمد حمید الدین سیالوی

آستانۂ عالیہ سیال شریف کے سجادہ نشین امیر شریعت حضرت خواجہ محمد حمید الدین سیالوی ۲۹ر محرم الحرام ۱۴۴۲ھ کو انتقال فرما گئے۔ بوقت وصال ان کی عمر مبارک ستاسی برس تھی۔ وہ اپنے والد گرامی حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کے وصال کے بعد ۱۹۸۲ء میں سجادہ نشین ہوئے۔ تحریک ختم نبوت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ۲۰۱۷ء میں تحفظ ختم نبوت تحریک کی قیادت فرمائی۔ آپ کی رحلت بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ مدارج میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

مفتی محمد معراج القادری

۱۰ر اگست ۲۰۲۰ء کو یہ روح فرسا خبر ملی کہ حضرت مفتی محمد معراج القادری (نائب مفتی الجامعۃ الاشرفیہ) بھی وصال فرما گئے۔ آپ بریلی شریف و مبارک پور کے چشمہ ہائے علم و روحانیت سے فیض یاب تھے۔ مسند افتا کی زینت تھے۔ تدریسی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ مشفق استاذ اور سنجیدہ مفتی تھے۔ ۳۵ر سالوں سے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔ فیض آباد (موجودہ نام: ایودھیا) ضلع کے قاضیِ شرع اور الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی فیض آباد کے نائب سربراہ تھے۔ آپ کا رخصت ہو جانا مسند تدریس و افتا سونی کر جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔

حضرت مولانا معین الحق علیمی

پونہ کی سرزمین پر (۱۶ر جون ۲۰۱۹ء کی ایک صبح) ذکرِ رضا کی بزم سجی ہوئی تھی۔ ملک کے دانش کدوں کے اساتذہ، جامعات کے فضلا اور درس گاہوں کے اساتذہ و مہتمم موجود تھے۔ بزم کا عنوان تھا ''نیشنل سیمینار آن امام احمد رضا'' جس کی دوسری نشست کی صدارت مولانا معین الحق علیمی فرما رہے تھے۔ یہیں موصوف نے اعلیٰ حضرت کے احسانات کا ذکر کیا۔ یہیں ظہرانے کے وقفے میں نعمتوں کے روبرو ملاقات ہوئی۔ حضرت کم سخن اور خوش مزاج تھے۔ سادگی طبیعت کا خاصہ تھی۔ الحاج محمد سعید نوری صاحب کی خدمات کو سراہتے تھے۔

ماہِ صیام کی بہاروں میں یہ روح فرسا خبر ملی کہ حضرت مولانا معین الحق علیمی صاحب رحلت فرما گئے۔ الحاج محمد سعید نوری صاحب نے اظہار تعزیت فرمایا۔ خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔ آپ نے کہا کہ مولانا علیمی اخیر عمر تک دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی کی آبیاری فرماتے رہے۔ اعلیٰ حضرت کے مشنِ عشقِ رسول ﷺ کی خوشبو عام کی اور جہانِ سنیت مہک مہک اُٹھا۔

حافظ نثار احمد گورجی (بلیک برن یو کے)

۱۱ر اپریل ۲۰۲۰ء کو مرحوم ولی بھائی گورجی کے صاحبزادے حافظ نثار احمد صاحب گورجی

رحلت فرما گئے۔ موصوف مسجد غوثیہ بلیک برن یوکے سے وابستہ تھے۔ اہلسنّت کے فروغ کیلئے مخلصانہ خدمات انجام دیں۔ آپ کی رحلت پر سربراہ رضا اکیڈمی الحاج محمد سعید نوری (ممبئی)، مولانا غلام مصطفیٰ قادری صاحب (نوساری) نے گہرے رنج ودکھ کا اظہار کیا اور ایصال ثواب بھی۔ موصوف کی رحلت پر مالیگ فیملی آف برطانیہ کے محمد میاں مالیگ، نیاز احمد مالیگ، علامہ محمد ارشد مصباحی (اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل یوکے)، ابوزہرہ رضوی، محمد اقدس مالیگ اور نوری مشن مالیگاؤں نے اظہارِ تعزیت و دعائے مغفرت کیا۔

حضرت اویس رضا خان اویس میاں بریلی شریف

۳۰ رمحرم الحرام ۱۴۴۲ھ/ ۱۸ ستمبر ۲۰۲۰ء کو بریلی شریف میں نبیرۂ استاذ زمن حضرت اویس رضا خان اویس میاں رحلت فرما گئے۔ آپ کا وصال جماعت اہلسنّت کے لیے باعث حزن و ملال ہے۔ خانوادۂ اعلیٰ حضرت سے ہم اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

مفتی عابد جلالی

یکم ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ کو یہ روح فرسا خبر ملی کہ محقق اہلسنّت کنز العلماء علامہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی کے بھائی مناظر اہلسنّت مولانا مفتی عابد جلالی وصال فرما گئے۔ آپ نے مسند تدریس بھی سجائی اور عقائد اہلسنّت کے تحفظ کے لیے مناظرے بھی کیے۔ یقیناً عقائد حقہ کی بزم اس حادثہ سے رنج وملال سے دوچار ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سید غوث پیر شطاری رضوی

۱۹ ستمبر ۲۰۲۰ء کو یہ اطلاع ملی کہ خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مجاہد اہلسنّت سید غوث پیر شطاری رضوی (بلاری کرناٹک) وصال فرما گئے۔ یہ خبر مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی کے توسط سے ملی۔

حافظ وقاری محمد قاسم

الجامعۃ القادریہ گلشن بغداد منڈی کلاں ہزاری باغ جھارکھنڈ کے استاذ حافظ وقاری محمد قاسم صاحب ۱۸ ستمبر ۲۰۲۰ء کو رحلت فرما گئے۔

مولانا امام الدین رضوی (مغربی بنگال)

۲۱ ستمبر ۲۰۲۰ء کو استاذ الاساتذہ مولانا امام الدین رضوی (صدر المدرسین مدرسہ جوہر العلوم گنجریا) رحلت فرما گئے۔ فتویٰ نویسی، تدریس اور امامت وخطابت کے ذریعے بڑی خدمت انجام دی۔

مزید کئی اہم شخصیات نے اس ایک برس میں اہلسنّت کو الوداع کہا، بہارِ فردوس میں جا بسے۔ اللہ تعالیٰ رحلت فرمانے والی شخصیات کے درجات میں بلندی عطا کرے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رضا اکیڈمی کی خدمات

(یکم اکتوبر ۲۰۱۹ء تا ۳۰؍ستمبر ۲۰۲۰ء)

اکتوبر ۲۰۱۹ء

۱؍اکتوبر: سنی بڑی مسجد مدنپورہ میں سربراہ رضا اکیڈمی الحاج محمد سعید نوری صاحب کی صدارت میں خصوصی میٹنگ بلائی گئی۔

۲؍اکتوبر: ''تاجدارِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس'' میں شریک ہوکر قادیانیت کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں، سنی بڑی مسجد مدنپورہ میں علمائے کرام اور اربابِ علم و دانش کی خصوصی میٹنگ سے اعلان۔

۴؍اکتوبر: ''تاجدارِ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کانفرنس میں سیکڑوں علمائے کرام کی شرکت متوقع۔

۵؍اکتوبر: قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا جو پارٹی مطالبہ کرے گی ہم اس کی حمایت کا اعلان کریں گے۔

۶؍اکتوبر: قادیانی فرقے کے باطل نظریات سے نوجوانوں کو آگاہ کرانا ہم سب کی ذمہ داری: رضا اکیڈمی کا اعلامیہ

۸؍اکتوبر: کشمیریوں پر ہو رہے مظالم کے خلاف آزاد میدان میں دھرنا۔

۸؍اکتوبر: فرقۂ قادیانیت کا خاتمہ اُمتِ مسلمہ کا ایمانی فریضہ ہے: الحاج محمد سعید نوری کا بیان

۹؍اکتوبر: ووٹ نہ ہو کسی کا بیکار، اسمبلی الیکشن کے پیش نظر علما کا نعرہ۔

۱۵؍اکتوبر: بابری مسجد اراضی پر کوئی بھی سودے بازی مسلمانوں کو منظور نہیں: رضا اکیڈمی

۱۷؍اکتوبر: جمشید پور عرس قائد اہلسنّت میں رضا اکیڈمی کے کاموں (خدمات) کی دُھوم۔

۱۸؍اکتوبر: توقع ہے کہ بابری مسجد کے تعلق سے سپریم کورٹ کا فیصلہ تاریخی ہوگا، مسلمان سوداگروں سے ہوشیار رہیں: رضا اکیڈمی

۲۱؍اکتوبر: ٹائلنٹ انڈیا، ویب سائٹ کی گستاخی کے خلاف پولیس میں شکایت درج۔

۲۲؍اکتوبر: علمائے بھساول سے الحاج محمد سعید نوری نے خصوصی ملاقات کی۔

۲۶؍اکتوبر: ۱۰۱؍واں عرس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ روایتی شان سے جاری۔

۲۸؍اکتوبر: عرس اعلیٰ حضرت پر مالیگاؤں کی مساجد اہلسنّت میں قرآن خوانی، نعت پاک کی محفلوں اور نیازوں کا اہتمام۔

۳۱؍اکتوبر: ماہ ربیع النور کا استقبال، پرچم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہرا کر کیا گیا۔

نومبر ۲۰۱۹ء

۱؍نومبر: جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈی جے، آتش بازی، عورتوں کی شمولیت کو بند کیا

جائے،حکومت ہند ۱۲؍ربیع الاول شریف کے دن شراب پر پابندی عائد کرے:الحاج محمد سعید نوری
۳؍نومبر :اڈیسہ کے دورے پر بھساول ،ناگپور،رائے پور کے سرکردہ لوگوں نے سربراہ رضا اکیڈمی کا استقبال کیا۔
۵؍نومبر: عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم : ہر قیمت پر امن وامان برقرار رکھا جائے گا،ممبئی کے پولیس کمشنر کی سرکردہ مسلم رہنماؤں کو یقین دہانی۔
۷؍نومبر: بھیونڈی ڈی سی پی اور میونسپل کمشنر سمیت رضا اکیڈمی کے ذمہ داران نے جلوس کے راستے کا دورہ کیا۔
۸؍نومبر: بابری مسجد زمین کی شرعی حیثیت برقرار رہے گی ،ہانڈی والی مسجد میں پیغام امن کے تحت ہنگامی میٹنگ کا انعقاد مسلمانوں سے امن وامان قائم رکھنے کی اپیل۔
۱۰؍نومبر: سپریم کورٹ کے فیصلے کے احترام کے باوجود مسجد کی شرعی حیثیت اپنی جگہ قائم رہے گی۔
۱۱؍نومبر: NSA Doval holds interfaith dialogue
۱۳؍نومبر: بابری مسجد پر سپریم کورٹ کا حیرت انگیز فیصلہ،نظر ثانی کے پہلو سے رضا اکیڈمی نے مشورہ کے لیے سنی تنظیموں کے سرکردہ افراد کی میٹنگ ہانڈی والی مسجد ممبئی میں صبح ۱۱؍بجے طلب کی۔
۱۴؍نومبر: بابری مسجد معاملے میں ریویو پٹیشن پر علما کا اتفاق۔
۱۷؍نومبر: بابری مسجد فیصلے پر نظر ثانی کے لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کو علمائے اہلسنّت ودیگر تنظیموں کا خط۔
۱۸؍نومبر: بابری مسجد کیس کے فیصلے پر خاموش نہیں رہا جا سکتا: رضا اکیڈمی
۱۹؍نومبر: انصاف کے لیے جدوجہد کرنا بابری مسجد کو زندہ رکھنا ہے:الحاج محمد سعید نوری
۲۴؍نومبر: ناروے میں قرآن پاک نذر آتش کیا گیا جس کے جواب میں ممبئی کی مینارہ مسجد میں قرآن پاک تقسیم کیا گیا۔
۲۵؍نومبر: قرآن پاک کی توہین اُمتِ مسلمہ کے لیے ناقابلِ برداشت: رضا اکیڈمی
۲۶؍نومبر: قرآن پاک کی بے حرمتی کے خلاف ممبئی کے مسلمانوں کا سخت احتجاج۔
۲۸؍نومبر: رضا اکیڈمی کی جانب سے شیر نیپال، مفتی محمد جیش احمد صدیقی برکاتی کے لیے ایصالِ ثواب وتعزیتی اجلاس۔
۳۰؍نومبر: قرآن کریم کا نسخہ جلانے والے خود ہی برباد ہو جائیں گے،کلام الٰہی کے حوالے سے شر انگیزی سے اللہ کے مقدس کلام کی عظمت پر ہرگز کوئی حرف نہیں آ سکتا۔حکومت ہند ناروے حکومت تک مسلمانوں کا احتجاج درج کرائے۔

دسمبر ۲۰۱۹ء

۲؍دسمبر: یہود و نصاریٰ قرآن کریم کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے پریشان ہیں، اسلامی ممالک کے سربراہان ناروے سفیروں کو طلب کر کے احتجاج ریکارڈ کرائیں: محمد سعید نوری

۴؍دسمبر: پرینکا ریڈی کے ساتھ گینگ ریپ اور قتل پر پورا ملک شرمندہ ہے، خاطیوں کو جلد پھانسی کی سزا دی جائے: الحاج محمد سعید نوری

۵؍دسمبر: قرآن پاک کا نسخہ نذر آتش کرنے کے خلاف رضا اکیڈمی کے وفد کی ناروے کی سفیر مس این اولیسٹیڈ سے ملاقات کی اور میمورنڈم دیا۔

۶؍دسمبر: بابری مسجد شہادت کی ۲۷ رویں برسی پر رضا اکیڈمی کا اذان و دُعا کا اہتمام۔

۷؍دسمبر: یوم شہادت بابری مسجد کے موقع پر مساجد میں اذانوں کی گونج، ۳؍بج کر ۴۵؍منٹ پر شہر و مضافات کی مسجدوں اور مسلم اکثریتی علاقوں میں اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدا بلند۔ رضا اکیڈمی کے کارکنان نے کالی پٹیاں باندھ کر احتجاج کیا۔

۸؍دسمبر: شہریت ترمیمی بل کی مخالفت عدالت میں کریں گے، متنازع بل کے تعلق سے سنی بلال مسجد میں علمائے کرام کی میٹنگ۔

۱۰؍دسمبر: ممبئی اور تھانے میں جلوس غوثیہ رضی اللہ عنہ؛ تزک و احتشام سے نکالا گیا، اس موقع پر چین میں مسلمانوں پر ظلم و زیادتی اور منشیات کے خلاف احتجاج بھی درج کروایا گیا۔

۱۲؍دسمبر: شہریت ترمیمی بل کا پاس ہونا آئین ہند اور جمہوریت کا قتل ہے، ملک کو برما بنانے کی کوشش، اپوزیشن جماعتوں نے ملک کی جمہوریت کو سبوتاژ کیا، اقلیتی طبقہ ان پارٹیوں کا بائیکاٹ کرے۔

۱۳؍دسمبر: شہریت ترمیمی بل (CAB) پر صدر جمہوریہ دستخط نہ کریں، واپس لوٹا دیں، مذھب کے نام پر شہریت دینا اور تفریق کرنا جمہوری اقدار کے خلاف: الحاج محمد سعید نوری

۱۴؍دسمبر: مسلم تنظیموں، جماعتوں اور سیاسی پارٹیوں کا شہریت ترمیمی بل کے خلاف ممبئی بھر میں احتجاج۔

۱۷؍دسمبر: دستور ہند کی حفاظت کے لیے رضا اکیڈمی کی تحریک جاری، نیو ممبئی دار العلوم اہلسنّت غریب نواز میں ہوئی ہنگامی میٹنگ۔

۲۰؍دسمبر: علمائے اہلسنّت کی گرفتاری نے جنگ آزادی کی یاد تازہ کر دی: رضا اکیڈمی

۲۱؍دسمبر: علمائے کرام کے ایک وفد نے جوائنٹ پولس کمشنر لاء اینڈ آرڈر چوبے سے ملاقات کی۔

۲۱؍دسمبر: شہریت ترمیمی قانون کے خلاف گوونڈی ممبئی میں امنڈ پڑا عوامی سیلاب۔

۲۵؍دسمبر: دستور ہند کی حفاظت کے لیے ہماری تحریک جاری رہے گی: رضا اکیڈمی

۲۶؍دسمبر: مسلمانوں کو این آرسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ،احتجاج کریں مگر پر امن طریقے سے، جامعہ قادریہ اشرفیہ میں علماے کرام سے ملاقات کرتے ہوئے پولس کمشنر سنجے بروے کی یقین دہانی،
۲۸؍دسمبر: ملک سے نفرت انگیز قانون ختم ہونے تک احتجاج جاری رہے گا: رضا اکیڈمی
۲۹؍دسمبر: وزیر اعظم کا جھوٹ طشت از بام، رضا اکیڈمی کے وفد سے شرد پوار کا واضح بیان۔
۳۰؍دسمبر: یوگی حکومت کے ظلم نے ہٹلر کو بھی پیچھے چھوڑ دیا: علماے اہلسنّت
۳۱؍دسمبر: یوپی کو گجرات بنانے کی سازش، مظفر نگر کے یتیم خانے پر پولیس کے مظالم ناقابلِ برداشت: رضا اکیڈمی

جنوری ۲۰۲۰ء

۱؍جنوری: این آرسی ،سی اے اے اور این پی آر کو لے کر مسلم دانشوروں کے ایک وفد نے پرکاش امبیڈکر سے ملاقات کی۔
۴؍جنوری: ملک ہندُستان میں امن وامان اور انصاف کے لیے بعد نمازِ جمعہ مساجد کے باہر علماے اہلسنّت نے پھر کیا دُعاؤں کا اہتمام: رضا اکیڈمی
۵؍جنوری: ممبرا اردو کتاب میلہ کا چوتھا دن، مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری پر طلبہ کی رہنمائی۔
۷؍جنوری: اب ہمارے ملک کی یونیورسٹیاں بھی محفوظ نہیں۔
۷؍جنوری: رضا اکیڈمی کا ایک نمائندہ وفد سکھ گرودوارہ پہنچا۔
۸؍جنوری: حکومت کے پاس جو ڈیٹا موجود ہے این آرسی کے لیے وہی کافی ہے۔
۱۱؍جنوری: جھولا میدان ممبئ میں سی اے اے، این آرسی، این پی آر کے خلاف علماے کرام کا دھرنا۔
۱۱؍جنوری: شہریت ترمیمی قانون کے خلاف ممبئ شہر و مضافات کی مساجد کے باہر دستخطی مہم۔
۱۲؍جنوری: اس قانون سے مسلمان ہی نہیں دیگر طبقات بھی متاثر ہوں گے۔
۱۶؍جنوری: ممبئ میں علماے کرام کی جانب سے احتجاج کا فیصلہ، دارالعلوم محبوب سبحانی کی میٹنگ میں علما و دینی اداروں کے ذمہ داران کی شرکت۔
۲۰؍جنوری: ممبئ کے علما کا وفد ’شاہین باغ‘ جے این یو اور جامعہ ملیہ کا دورہ کرے گا۔
۲۰؍جنوری: ملک کے خلاف نفرت کو پنپنے نہیں دیں گے۔
۲۱؍جنوری: علماے کرام کا ایک وفد شاہین باغ کے لیے روانہ۔
۲۲؍جنوری: ۲۴؍جنوری کو مہاراشٹر بند کو سنی علما کی حمایت۔
۲۲؍جنوری: سی اے اے کے خلاف رضا اکیڈمی کی جانب سے سپریم کورٹ میں پٹیشن داخل۔

۲۲؍جنوری: ۲۴؍جنوری کے بھارت بند کی علماے اہلسنّت بھانڈوپ کی حمایت۔
۲۳؍جنوری: ممبئ عظمیٰ کے تقریباً ڈھائی سو علماے اہلسنّت اور ائمہ مساجد کی مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ سے ملاقات۔
۲۳؍جنوری: سی اے اے اور این آر سی کے خلاف دیگر ریاستوں کی طرح مہاراشٹرا اسمبلی میں بھی قرارداد منظور کرنے کا سنی علما کا مطالبہ۔
۳۱؍جنوری: معروف شاعر اجمل سلطانپوری کا انتقال۔

فروری ۲۰۲۰ء

۲؍فروری: جامعہ ملیہ کے طلبہ پر فائرنگ کی ممبئ میں زبردست مذمت۔
۳؍فروری: جمہوری آواز کو بندوق کی نوک سے نہیں دبایا جاسکتا: علامہ عبدالرحیم
۴؍فروری: مساجد کا قیام دین کی عظیم خدمت اور اللہ و رسول ﷺ کی رضا کا ذریعہ۔
۷؍فروری: این آر سی پر وزیر اعلیٰ ادھو ٹھاکرے کے بیان کا خیر مقدم: الحاج محمد سعید نوری، رضا اکیڈمی کی وزیر اعلیٰ مہاراشٹر سے کیرالا، پنجاب طرز پر قرارداد پیش کرنے کے لیے دوبارہ اپیل۔
۹؍فروری: سیاہ قانون کو لے کر آزادی کے نعروں میں مذہبی و سیاسی قائدین کی ممبئ میں گونج۔
۱۴؍فروری: رضا اکیڈمی کا وفد شاہین باغ دہلی کے لیے روانہ، ممبئ ۱۴؍فروری؛ آج رضا اکیڈمی نے اپنی پریس ریلیز جاری کی۔
۱۵؍فروری: پاکستانی دہشت گرد حافظ سعید کی سزا بہت کم، رضا اکیڈمی کا ممبئ میں احتجاج، پھانسی کی سزا کا مطالبہ۔
۱۵؍فروری: سی اے اے، این آر سی، اور این پی آر کے خلاف کھتری مسجد کے باہر احتجاج۔
۱۷؍فروری: رضا اکیڈمی کا وفد دہلی شاہین باغ کی خواتین سے ملا، ہزاروں ماؤں اور بہنوں کی بے مثال قربانیاں رائیگاں نہیں جائے گی: الحاج محمد سعید نوری
۱۸؍فروری: بھارتی عوام کو بڑی تعداد میں اپنے حق کی لڑائی لڑنا ہوگی: محمد سعید نوری۔ دلت مسلم اور پس ماندہ طبقات کا مشترکہ پلیٹ فارم کامیابی کی علامت: پرکاش امبیڈکر
۲۲؍فروری: رضا اکیڈمی کی جانب سے لگاتار دُعاؤں کا اہتمام کیا گیا۔
۲۳؍فروری: ۴؍مارچ کو جنتر منتر دہلی میں ہونے والی دیش بچاؤ سنودھان بچاؤ ریلی کو کامیاب بنائیں: رضا اکیڈمی
۲۶؍فروری: دہلی میں فساد کرنے والوں کو کسی قیمت پر بخشا نہ جائے: رضا اکیڈمی۔ دہلی میں امن

وسکون کو فوراً بحال کیا جائے: الحاج محمد سعید نوری
۲۶/فروری: دہلی کے خونی فسادات میں ۸/افراد کی ہلاکت پر تشویش، ڈپٹی پولس کمشنر کی موجودگی میں بی جے پی لیڈر کپل مشرا کی زہرافشانی و اشتعال انگیزی سے حالات بگڑے۔
۲۹/فروری: دہلی میں منصوبہ بند فساد، متاثرین کے لیے رضا اکیڈمی نے امداد جمع کی۔
۲۹/فروری: دہلی کے حالات پر مساجد میں دُعائیں اور متاثرین کے لیے مدد کی اپیل۔

مارچ ۲۰۲۰ء

۲/مارچ: شاہین باغ دہلی میں رضا اکیڈمی کی جانب سے لنگر خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ
۳/مارچ: ۴/مارچ کو ہونے والے دیش بچاؤ دستور بچاؤ احتجاج کے سلسلے میں پرکاش امبیڈکر نے میٹنگ طلب کی۔
۴/مارچ: ہندو، مسلم اور سکھ کی نمائندہ شخصیات کے ساتھ دہلی کے پولس کمشنر کی اہم میٹنگ۔
۴/مارچ: دہلی کے لوگ بے خوف ہو کر اپنے گھروں کو واپس لوٹیں: دہلی پولس کمشنر شری واستو
۶/مارچ: دہلی میں رضا اکیڈمی کا امن مارچ۔
۱۲/مارچ: دہلی فساد زدگان کی امداد کے لیے ممبئی کے علمائے کرام سرگرم، بلاتفریق ہر ایک کی مدد کی جائے گی: معین میاں۔ دہلی فساد متاثرین کی مدد وقت کی اہم ضرورت ہے: الحاج محمد سعید نوری
۱۳/مارچ: دہلی فساد متاثرین کے لیے رضا اکیڈمی نے امدادی ریلی نکالی۔
۱۴/مارچ: رضا اکیڈمی نے کھتری مسجد پائیدھونی ممبئی میں کرونا وائرس سے حفاظت کے لیے اجتماعی دُعا کی،
۱۴/مارچ: شہر و مضافات کی مساجد میں خطابِ جمعہ میں کرونا وائرس کا موضوع چھایا رہا، اسلام میں وائرس کا کوئی تصور موجود نہیں: الحاج محمد سعید نوری
۱۵/مارچ: ممبئی کے علمائے کرام سی اے اے، این آر سی، این پی آر کے خلاف۔
۱۶/مارچ: موجودہ فارمیٹ میں این پی آر منظور نہیں، حکومت ۲۰۱۰/۱۱ کے مطابق مردم شماری کا فیصلہ کرے: رضا اکیڈمی
۱۸/مارچ: دہلی فساد متاثرین کی رضا اکیڈمی کی جانب سے مدد۔ رضا اکیڈمی کا وفد دہلی وقف بورڈ کے چیئرمین امانت اللہ خاں سے ملا۔
۲۳/مارچ: پھیری والے مزدور طبقہ کے لیے سجا نوری دسترخوان: رضا اکیڈمی۔ دکانیں اور ہوٹل بند ہونے کی وجہ سے غریبوں اور ضرورت مندوں کو دفتر رضا اکیڈمی میں کھانا کھلایا گیا۔
۲۳/مارچ: این پی آر موجودہ صورت میں کسی طرح قابلِ قبول نہیں، حضور معین میاں و سعید نوری کے

اعلان پر گونجی اذان کی صدائیں۔

اپریل ۲۰۲۰ء

۳؍اپریل: ایک مخصوص جماعت کونشانہ بنانے کی رضا اکیڈمی نے سخت مذمت کی۔

اپریل: رضا اکیڈمی کی فلاحی خدمات کا دائرہ وسیع۔لاک ڈاؤن متاثرین کی امداد کی گئی۔

مئی ۲۰۲۰ء

۹؍مئی: ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے،رضا اکیڈمی کے بابو بھائی کا سانحۂ ارتحال۔

۹؍مئی: الحاج محمد سعید نوری کا تعزیتی بیان: الحاج عبدالغفار رضوی بابو بھائی نے زندگی بھر دین وسنیت کی خدمت انجام دی۔

۱۲؍مئی: نماز جنازہ پڑھنے والوں کے خلاف کیس۔سعید نوری، ابراہیم طائی سمیت ۱۰۰؍سے زائد افراد کے خلاف کیس درج۔

جون ۲۰۲۰ء

۱۱؍جون: ارنب گوسوامی سے کئی گھنٹے پوچھ تاچھ۔

بارگاہ مفتی اعظم ہند قدس سرہ میں چالیس کروڑ درود پاک کا ثواب نذر کرنے کا منصوبہ :الحاج محمد سعید نوری

۱۲؍جون: تاجدارِ اہلسنّت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرومرشد خاتم الاکابر حضور سیدنا سرکار ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ کے یوم ولادت ۱۲؍جون ۲۰۲۰ء/ ۱۹؍شوال المکرم ۱۴۴۱ھ بروز جمعہ اسیر مفتی اعظم قائد اہلسنّت سعید ملت الحاج محمد سعید نوری بانی وسربراہ رضا اکیڈمی نے عالم اسلام کے خوش عقیدہ مسلمانوں سے چالیس کروڑ درود پاک پڑھنے کی اپیل کی،تاکہ اس کا ثواب بارگاہِ مفتی اعظم میں پیش کیا جائے، نوری صاحب نے اس مہم کا نام ''نوری درود'' دیا۔اوراس کے لیے باضابطہ واٹس ایپ گروپ بنا کر درود پاک جمع کرنے کے لیے ایک نمبر جاری کیا۔ 9920762797 تاکہ درود پاک کی تعداد کو یقینی طور پر شمار کیا جاسکے،الحمدللہ! عاشقانِ رسول نے ''نوری درود گروپ'' بنا کر مذکورہ نمبر کے ذریعہ درود بینک سے منسلک ہوگئے اورروزانہ پڑھے جانے والے درود پاک کوشمار کرنے کے لیے ایک ٹیم مقرر کردی گئی، جو شبانہ روز درود پاک کے ورد کو لکھتے رہے، یہاں تک کہ یہ نوری سلسلہ جاری ہوگیا۔

۱۷؍جون: سلطان الہند غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی ناقابلِ برداشت: الحاج محمد سعید نوری

۱۸؍جون: خواجہ غریب نواز کی شان میں گستاخی، چینل کے خلاف مسلم وکلا نے نوٹس بھیجا۔

۱۸؍جون: ٹی وی اینکر امیش دیوگن پر ممبئی میں ایف آئی آر درج۔
۱۹؍جون: امیش دیوگن کی معافی نا قابلِ قبول: رضا اکیڈمی
۱۹؍جون: خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرنے والے نیوز اینکر کی گرفتاری تک جدو جہد جاری رکھنے پر علما اور ملی تنظیموں کا اتفاق۔
۲۱؍جون: چین کو اسی کے انداز میں جواب دے کر سبق سکھانا ضروری ہے، مینارہ مسجد کے پاس رضا اکیڈمی کے جانب سے احتجاج میں مطالبہ، چینی اشیا کا بائیکاٹ کر کے اس کی معاشی کمر توڑنے کی اپیل کی گئی۔
۲۱؍جون: رضا اکیڈمی کے بانی سعید نوری کو پولس نوٹس، بھنڈی بازار میں بغیر پولس منظوری کے چین کے خلاف احتجاج کرنے پر قانونی کارروائی۔
۲۵؍جون: مہاراشٹر کی مساجد میں نماز جمعہ کی اجازت دی جائے، سپریم کورٹ کے فیصلہ پر رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری الحاج محمد سعید نوری کا وزیر اعلیٰ ادھوٹھاکرے سے مطالبہ۔
۲۶؍جون: سعودی عرب کرونا پر قابو نہ پانے کے بہانے اسلامی ستونوں کو پامال کر رہا ہے: الحاج محمد سعید نوری
۲۷؍جون: حج ۲۰۲۰ء کے تعلق سے سعودی حکومت کی من مانی پر مسلم ممالک کی خاموشی افسوس ناک،
۲۸؍جون: فلم ''محمد'' دا میسنجر آف گاڈ پر پابندی عائد کی جائے۔
۳۰؍جون: حضور تاج الشریعہ ناموسِ رسالت کے سچے محافظ: الحاج محمد سعید نوری

جولائی ۲۰۲۰ء

۱؍جولائی: چند اہم مسائل پر ایک سہ رکنی وفد کی وزیر داخلہ اور پولس کمشنر سے ملاقات، قربانی کا مسئلہ، اذان کے خلاف شر انگیزی اور دیگر مسائل حل کیے جانے کا مطالبہ۔
۲؍جولائی: فلم ''محمد'' دا میسنجر آف گاڈ کو لے کر رضا اکیڈمی کے ایک وفد نے ڈان سنیما کے منیجر کو میمورنڈم دیا۔
۲؍جولائی: رضا اکیڈمی کے وفد کی وزیر داخلہ انیل دیشمکھ سے ملاقات۔ متنازع فلم ''محمد'' دا میسنجر آف گاڈ کی نمائش روکنے کا مطالبہ۔
۵؍جولائی: ناگپاڑہ پولیس اسٹیشن میں گستاخ اپاسنا آریہ کے خلاف ایف آئی آر درج، ایف آئی آر میں معین میاں، محمد سعید نوری کو دی جانے والی دھمکی کا بھی ذکر۔
۷؍جولائی: ڈان سنیما کے خلاف رضا اکیڈمی کی پولس کمشنر سے شکایت۔

۹/جولائی: ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کا گھر جمہوریت میں یقین رکھنے والوں کا ورثہ ہے۔
۱۰/جولائی: بابا صاحب امبیڈکر کے گھر پر ہمہ وقت نگرانی، اور حملے کی سازش بے نقاب کرنے کا مطالبہ،
۱۱/جولائی: فلم ''محمد'' دا میسنجر آف گاڈ کو رکوانے کی رضا اکیڈمی کی کوشش تیز، ممبئی کے پالک منتری جناب اسلم شیخ کو میمورنڈم دیا گیا۔
۱۲/جولائی: فلم ''محمد'' دا میسنجر آف گاڈ کے خلاف ۱۵/جولائی کو بھنڈی بازار جنکشن ممبئی میں علماے اہلسنّت کا راستہ روکو آندولن۔
۱۳/جولائی: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فلم کے خلاف ٹویٹر پر احتجاج، ۳۶/ہزار احتجاجی پیغامات تحریر۔
۱۳/جولائی: فلم ''محمد'' دا میسنجر آف گاڈ مسلمانوں کے ساتھ گھناؤنی سازش، فلم کی نمائش پر پابندی نہیں لگائی گئی تو علما سڑکوں پر تحریک چھیڑنے پر مجبور ہوں گے: الحاج محمد سعید نوری
۱۴/جولائی: عظمت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عاشقانِ مصطفیٰ اپنی جان پیش کرنے کو تیار: الحاج محمد سعید نوری
۱۴/جولائی: متنازع فلم ''محمد'' دا میسنجر آف گاڈ پر پابندی کے تعلق سے رضا اکیڈمی کی ایڈیشنل کمشنر سے ملاقات۔
۱۵/جولائی: فلم ''محمد'' دا میسنجر آف گاڈ کے خلاف فوری کارروائی ہوگی، علما کو وزیر داخلہ کا تیقن۔
۱۶/جولائی: رضا اکیڈمی کے مطالبے پر مہاراشٹر حکومت نے متنازع فلم پر مرکزی حکومت سے پابندی لگانے کی مانگ کی۔
۱۷/جولائی: کیا وزیر اعلیٰ رضا اکیڈمی پر پابندی عائد کرنے کی مرکز سے سفارش کریں گے: بی جے پی
۱۸/جولائی: متنازع فلم پر پابندی کے لیے مسلم وفد کی وزیر اعلیٰ سے ملاقات، ادھوٹھاکرے نے کہا کہ فلم پر پابندی کے لیے وزیر اعظم سے بات کروں گا۔
۱۹/جولائی: ڈان سنیما نے متنازع فلم کو ریلیز نہ کرنے کا خوش کن اعلان کیا۔
۱۹/جولائی: قربانی پر گائیڈ لائن سمجھ سے باہر۔
۲۴/جولائی: مفتی عبد المنان قادری رضوی کا انتقال پر ملال۔
۲۵/جولائی: سنی فرینڈس گروپ کی جانب سے رضا اکیڈمی کے الحاج محمد سعید نوری کا استقبال۔
۲۶/جولائی: گستاخ حضرت خواجہ غریب نواز امیش دیوگن کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے اور فلم ''محمد'' دا میسنجر آف گاڈ کے ریلیز کو رکوانے کے لیے معین میاں کے ہاتھوں عمران دادانی کی ہمت افزائی کی گئی۔

۲۹؍جولائی: شہزادۂ شارح بخاری ڈاکٹر محب الحق قادری کی رحلت۔

اگست ۲۰۲۰ء

۵؍اگست: ۵؍اگست کو ’’یوم دعا‘‘ رضا اکیڈمی کا اعلان۔

۶؍اگست: بزرگ عالم دین مفتی محمد مجیب اشرف کا سانحۂ ارتحال، ناگپور میں تدفین عمل میں آئی۔

۸؍اگست: ۱۰۰؍کروڑ مرتبہ درود پاک کا وِرد مکمل، مفتی اعظم کے ۴۰؍ویں عرس میں ابھی ۲۵؍دن باقی ہیں۔(اخباری رپورٹ: روزنامہ انقلاب، صحافت، اردو ٹائمز، ممبئی اردو نیوز، ہندُستان۔)

۱۰؍اگست: رضا اکیڈمی کی جانب سے ایس ایس سی کے طلبہ کی گل پوشی۔

۱۰؍اگست: علامہ مفتی معراج القادری علیہ الرحمۃ کا وصال۔

۱۱؍اگست: رضا اکیڈمی کی جانب سے عرس خالد ملت منایا گیا۔

۱۲؍اگست: رضا اکیڈمی (کرلا) کی جانب سے ’’پہریدار عظمت مصطفیٰ ﷺ‘‘ ایوارڈ الحاج محمد سعید نوری کو دیا گیا۔

۱۳؍اگست: مسلمانوں کو مسجدوں میں پنج وقتہ نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے، مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ کو رضا اکیڈمی کا مکتوب۔

۱۳؍اگست: ناموسِ رسالت ﷺ کے خلاف ایک لفظ بھی ناقابلِ برداشت، بنگلور سانحہ کے سبب یوم ولادت سرکار مفتی اعظم ہند ’’تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ‘‘ کے نام سے منایا گیا۔

۱۶؍اگست: متحدہ عرب امارات واسرائیل میں معاہدہ مسجد اقصیٰ کے خلاف سازش، دُنیا بھر کے مسلمانوں اور فلسطینیوں کے لیے باعثِ رنج: الحاج محمد سعید نوری، رضا اکیڈمی

۱۷؍اگست: مسجد میں شوٹنگ سے پوری دُنیا میں حکومت پاکستان کی تھوتھو، حکومت پاکستان مسجد کے انتظامیہ کو فوراً برخاست کرے اور معافی مانگے: الحاج محمد سعید نوری

۱۸؍اگست: آکولہ مہاراشٹر میں رضا اکیڈمی کی شاخ کا افتتاح۔

۱۹؍اگست: چینی مسلمانوں پر خوف ناک مظالم کا سلسلہ جاری، اسلامی ممالک کی شرم ناک منافقانہ خاموشی: رضا اکیڈمی

۲۴؍اگست: امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ۲۷؍کروڑ درود پاک کا ایصالِ ثواب پیش کیا جائے گا: الحاج محمد سعید نوری، رضا اکیڈمی

۲۵؍اگست: ۸؍تا ۱۰؍محرم مجالس کی اجازت دی جائے: سعید نوری

۲۸؍اگست: امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں یوم عاشورہ کو اپنے گھروں میں شربت کا اہتمام کریں، دودھ اور شربت کی بوتل مفت حاصل کریں: رضا اکیڈمی

۳۰؍اگست: ۱۰؍محرم الحرام یوم عاشورہ کو سرکار امام حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بہتر کروڑ درود پاک کا ثواب نذر کیا گیا۔

۳۰؍اگست: ۳۰۰؍سالہ عرس مبارک قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سلطان العاشقین امام سلسلۂ برکاتیہ صاحب البرکات حضرت سید شاہ برکت اللہ عشقی پیمی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں رضا اکیڈمی نے ۳۰؍کروڑ درود شریف کا نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔

ستمبر ۲۰۲۰ء

۱؍ستمبر: رضا اکیڈمی کی نوری درود مہم تاریخ ساز کامیابی سے ہمکنار، الحاج محمد سعید نوری نے سبھی عاشقانِ رسول کا شکریہ ادا کیا۔ (اخباری رپورٹ: صحافت، ممبئی اردو نیوز)

عرس نوری کے موقع پر بریلی شریف میں اسیر مفتی اعظم الحاج محمد سعید نوری نے جانشین حضور تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ الشاہ محمد عسجد رضا خاں مدظلہ العالی سے ملاقات کی، جانشین حضور تاج الشریعہ نے نوری صاحب کو تحریک درود وسلام پر مبارک باد پیش کی اور فرمایا کہ: حسام میاں نے بھی درود شریف کی مہم میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیا اور ۲/ ۲؍لاکھ درود شریف لوگوں سے پڑھوا کر اور خود بھی پڑھ کر بھیجواتے رہے۔ نوری صاحب نے سرکار اعلیٰ حضرت کے ۱۰۲؍رواں عرس پاک پر اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں ۱۰۲؍کروڑ مرتبہ درود شریف کا ثواب نذر پیش کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا، جانشین تاج الشریعہ نے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر ۱۰۲؍رواں عرس اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے موقع پر ایک سو دو کروڑ مرتبہ درود شریف پڑھنے کا آغاز فرمایا۔

۲؍ستمبر: ۱۴؍ویں شب محرم الحرام چالیسویں عرس حضور مفتی اعظم کے مبارک موقع پر ایک سو چالیس کروڑ درود پاک کا ثواب سرکار مفتی اعظم کی بارگاہ میں نذر کیا گیا۔

۴؍ستمبر: درگاہ اعلیٰ حضرت کے سجادہ نشین سبحانی میاں کے ہاتھوں رضا اکیڈمی نوری درود گروپ کے انعام (عمرہ) کا قرعہ اندازی کے ذریعہ اعلان، چالیسویں عرس حضور مفتی اعظم ہند کے موقع پر ایک ارب چالیس کروڑ درود پاک کا ثواب بارگاہ مفتی اعظم میں پیش کیا گیا: رضا اکیڈمی (اخباری رپورٹ: صحافت، ممبئی اردو نیوز، انقلاب)

۴؍ستمبر: ۱۴۰؍کروڑ مرتبہ درود پاک کا ورد مکمل، عرس مفتی اعظم کی مناسبت سے اس کا ثواب بخشا گیا۔

۵ / ستمبر: بریلی شریف میں عرس نوری کی روح پرور تقریب، الحاج محمد سعید نوری کو تحریک درود وسلام پر گولڈ میڈل۔
۶ / ستمبر: فرانسیسی میگزین چارلی ایبڈو کا اعلان خباثت آمیز۔
۸ / ستمبر: مسلمانوں کی دل آزاری کے باوجود عالم اسلام کی خاموشی افسوس ناک، فرانسیسی اخبار کی بے ہودگی، امام حرم کے بیان اور یو اے ای کے اسرائیل سے تعلقات استوار کرنے کے خلاف ہنگامی میٹنگ،
۹ / ستمبر: ہم مر تو سکتے ہیں مگر توہین رسالت برداشت نہیں کر سکتے: الحاج محمد سعید نوری
۱۰ / ستمبر: 'لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم' کے نعروں سے جنوبی ممبئی گونج اُٹھا، ہم ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے ہمیشہ سروں پر کفن باندھ کر کھڑے ہیں: الحاج محمد سعید نوری
۱۱ / ستمبر: حکومت ہند فرانس سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لے: علما کا مطالبہ
۱۳ / ستمبر: اسلام کی بڑھتی مقبولیت سے یورپ خوف زدہ، اسلام آفاقی مذہب اور قرآن بنی نوع انسان کے لیے مکمل نظام حیات: الحاج محمد سعید نوری
۱۴ / ستمبر: حضرت مولانا محمد حسین ابوالحقانی کا وصال، اہلسنّت کا عظیم خسارہ: الحاج محمد سعید نوری۔ رفتہ رفتہ ہندُستان کے مؤقر علما کا اُٹھتے جانا گویا کہ علم کا اُٹھ جانا ہے: علامہ قمر الزماں اعظمی، ورلڈ اسلامک مشن لندن
۱۸ / ستمبر: رضا اکیڈمی کا بیت المقدس کی بازیابی تک احتجاج جاری رکھنے کا عزم، آج ۳ / بجے بھنڈی بازار جنکشن ممبئی میں احتجاج۔
۱۸ / ستمبر: ۲۸ / محرم الحرام ۶۳۴ / ویں عرس مخدوم سمنانی کے موقع پر حضرت سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں ۶۳۴ / کروڑ درود پاک کا ثواب نذر کیا گیا۔
۱۹ / ستمبر: اسرائیل اور یو اے ای کے خلاف رضا اکیڈمی کا احتجاج عین وقت پر ملتوی۔ رضا اکیڈمی کے جنرل سکریٹری الحاج محمد سعید نوری نے نمائندۂ انقلاب کو بتایا کہ احتجاج کی تمام تیاریاں کر لی گئی تھیں اور پلے کارڈ وغیرہ بھی بنا لیے گئے تھے، لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر عین وقت پر احتجاج ملتوی کر دیا گیا۔ احتجاج بعد میں کیا جائے گا۔
۲۱ / ستمبر: اسکولوں میں وندے ماترم پڑھانے کی تجویز ناقابل قبول، مسلمان ملک سے محبت کرتے ہیں عبادت نہیں: الحاج محمد سعید نوری
۲۵ / ستمبر: دفتر رضا اکیڈمی میں عرس شارح بخاری کا انعقاد۔ سیاحت کی آڑ میں یو اے ای میں شراب نوشی کی اجازت افسوس ناک؛ اسرائیل سے عرب امارات کے سازشی معاہدے کے آثار آنے شروع: الحاج محمد سعید نوری

☆☆☆